حصہ سوم

از

لمعات بدریہ

موسوم

بہ

المکاتیب النادرہ فیما یتعلق بالمسائل

رشحہ از سحاب فیوضات علیہ حضرت صاحب المواجید والحالات و
کشف و کرامات زبدۃ العلماء والعرفا شیخ الطریقہ و امیر الشریعہ شیخی و
مرشدی بعد اللہ و رسولہ و تعدی فیاض المسلمین مولانا الحاج

شاہ محمد بدر الدین نور عالم قادری

صاحب السجادہ المجیبیہ المتوفی سادس عشر
من صفر ۱۳۴۳ھ قدس اللہ سرہ
و نور اللہ مرقدہ و نفعنا
ببرکات روحہ
آمین آمین

ترتیب دادہ و جمع کردہ کمترین مریدان احقر الانام ابو مدین شعیب قادری مجیبی پھلواروی

از اہتمام

معلی القاب برادر دینی خواجہ سید محمد نصیر حسن صاحب قادری مجیبی متوطن پٹنہ محلہ شاہ کی ٹلی

در نظامی پریس پٹنہ باہتمام طبع شد
پریس باقی پور میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تحریک خلافت و ترک موالات کے زمانہ میں اکثر اخوان طریق نے مسائل حاضرہ کی نسبت خود حضور پیر و مرشد قدس سرہٗ کی رائے معلوم کرنے کے خیال سے آپ کی حضور میں عرائض بھیجے تھے۔ اور برابر اس کے جوابات لکھکر بھیجے جاتے تھے۔ کمترین سید محمد شعیب قادری پھلواری غفر اللہ لہ ان کی نقلیں کر لیا کرتا تھا چونکہ یہ مجموعہ تحقیقات علمیہ اور مفید معلومات کے لحاظ سے علاوہ متوسلین و مریدین کے دیگر اہل اسلام کے حق میں بھی مفید تھا۔ اس لئے اکثر دوستوں نے اس کی طباعت و اشاعت کی رائے دی۔ جامع افادات ان مکاتیب کو طبع کرا کے ہدیۂ اخوان ناظرین کرتا ہے ؎

اس کے آخر میں مسئلہ امارت و گاؤکشی کے مکاتیب بھی داخل کر دیے گئے ہیں تاکہ اخوان ناظرین کو ہر ایک کے دلائل کے دیکھنے کے بعد مسئلہ کی نزاکت و اہمیت معلوم ہو جائے ؎

چونکہ اس مجموعہ میں زیادہ تر مسئلہ خلافت کے مضامین و مکاتیب ہیں اس لئے تین مکتوب جن سے کتاب کا آغاز کیا گیا ہے جن میں فضائل شیخین سے بحث ہے دیکھ کر ناظرین کو حیرت ہوگی کہ ان مکاتیب کے ضمن میں جہاں ترک موالات تحریک خلافت موجودہ پر بحث ہو رہی ہے فضائل شیخین کا مسئلہ بے موقع کیوں لے آئے لیکن اگر نفس مسئلہ خلافت کو ملحوظ رکھ کر ان تینوں مکاتیب کو پڑھیں گے تو موجودہ خلافت کا صحیح تعلق اس خلافت کے ساتھ معلوم ہو جائیگا اس وقت ان مکاتیب کے بے موقع داخل کرنے کا شبہہ آپ ہی دل سے دور ہو جائیگا ؎



۲ ربیع الاول چہارشنبہ
سنہ ۱۳۴۹ ہجری





الحمد لله رب العالمین الصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد وآله وصحبه اجمعین

بنام حکیم سید شاه زہیر حسن ہانسوی

زادکم الله تعالی استقامة علی الدین القویم والصراط المستقیم

بعد سلام مسنون اسلام واضح باد. مناقب اصحاب اہلبیت وعترت رسالت بعضے چنان است که ہمه دران شریک اند. وبعضے مخصوص ببعض که دیگران نیست تا آنکه بعضے صحابه که ہرگز بفضائل خلفائے راشدین رسیدن نمی توانند در خود خصوصیتے دارند. بفرموده حضرت رسول الله صلے الله علیه وسلم که خلفائے راشدین را دران شرکت نیست. پس چنانکه ازین فضل خاص که جزئی شمرده می شود ایشان را بر خلفائے راشدین فضل نیست. ہمچنین در خلفائے راشدین بسبب بعضے از خصوصیات که ہر یکے ازین بزرگان در خود میدارند. ودر احادیث آن فضائل ومناقب وارد شده است موجب فضیلت بر دیگر خلیفه نیست. بلکه در فضیلت خلفائے نزد اہلسنت وجماعت افضلیت بحسب فضیل کلی است. وفضل جزئی که ہر یکے را از ایشان خاص است مانع فضل کلی نیست. پس برایں قاعده عقیده من وبزرگان من محبوب سبحانی غوث صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی الله تعالی عنه ودر اسلاف حضرت ایشان رضی الله تعالی عنهم وجمله علمائے اہلسنت جماعت این است که افضل ناس بعد از رسول الله صلے الله علیه وسلم ابوبکر صدیق است بعد ازان عمر فاروق

بعد ازاں عثمان ذی النورین بعد ازاں علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد ازاں بقیہ عشرہ مبشرہ بعد ازاں اصحاب بدر بعد ازاں اصحاب احد بعد ازاں اصحاب حدیبیہ بعد ازاں آنانکہ تا فتح مکہ در دیگر غزوات با حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک شدند بعد ازاں عامہ اصحاب، را بر دیگراں ایں امت محمدی افضلیت است. غرض آنکہ بر جملہ اولیاء اللہ قطب الاقطاب باشند یا فرد الافراد یا غوث زمانہ از عامہ اصحاب ہر افراد را بریں اقسام سرآمد اولیاء افضلیت است. ہیچ یکے از اولیاء بفضل یکے از عامہ اصحاب ہرگز نرسید تا بخاص خواص الخواص اصحاب چہ گفتہ آید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین.

بر کاغذ دیگر کہ سامی عقیدہ خود نوشتہ اند احقر نیز بتصدیق آں نوشتہ است زیرا کہ عقیدہ اہلسنت وجماعت ہمیں است +

و آنانکہ خلافت را بذریعہ انتخاب (ووٹ و الکشن) دانستہ اند و افضلیت را بخلاف آں در فہم شاں غلطی واقع شدہ است. حق ایں است کہ اہل شوریٰ منتخب کنندگان ہر کرا افضل و الیق در آں وقت دانستند منتخب کردند و تائید غیبی ید اللہ علی الجماعۃ موید ایشاں بود کہ ہر انتخاب بجائے خود صحیح گشت و بحسب اتفاق ترتیب خلافت بموافق ترتیب افضلیت واقع شد +

نہ آں است کہ اول ترتیب خلافت شد و بموافقت آں افضلیت را بعد از خلافت ترتیب نمودند بلکہ ہر کرا افضل یافتند بر دیگراں مقدم کردند. کہ دلائل تقدیم پیش نظر ایشاں بود و در کتب مرقوم است و آنچہ نوشتہ اند کہ ضرورت است کہ در رمضان مبارک مناقب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ شود. اگر حیات احقر وفا کند کہ تمام ماہ مبارک رمضان را بیابم بعد از ماہ صیام انشاء اللہ تعالیٰ نوشتہ خواہد شد و در ماہ صیام شاید حالات مولائے کائنات رضی اللہ عنہ باتمام رسد کہ ہنوز تحریر بعضے از دیگر فضائل وحال شہادت و وصیت باقی است اللہ تعالیٰ باتمام رساند والسلام

محمد بدر الدین۔ پھلواری۔ ۲۹ شعبان دو شنبہ ۱۳۳۰ھ بحساب رویت ۲۹

بنام مولوی ابو الفتح عبد الکریم صاحب بہاری

زادنا اللہ تعالےٰ وایاکم علماً و عملاً

بعد سلام مسنون اسلام کے مشہود خاطر شریف ہو کہ نامہ لطف مسئلہ تفضیل کے استفسار کے متعلق موصول ہوا۔ آپ کے سوال کی عبارت لکھکر جواب لکھا جاتا ہے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو حضرت علی رضؓ پر فضیلت کلی ہے یا جزئی۔ اگر فضیلت جزئی ہے تو درحقیقت یہ کوئی فضیلت نہیں۔ اور اگر کلی ہے تو کس حیثیت سے کلی ہے۔ یعنی شریعت و طریقت دونوں اعتبار سے۔ یا اعتبار اول سے ہے۔ اگر باعتبار اول ہے جب بھی کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ طریقت افضل ہے شریعت سے۔ اور اگر بہر دو حیثیت فضیلت ہے تو حضرت علی رضؓ کو قبلہ اہل طریقت و پیشوائے طریقت کیوں کہا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو مشہور ہے کہ شب معراج میں حضرت رسالتمآب کو درگاہ صمدیت سے خرقہ ملا وہ آپنے حضرت مولا کو بحکم حق سبحانہ مرحمت فرمایا۔ جیسا کہ اس کو مخدوم بہاری علیہ الرحمۃ معدن المعانی میں فرماتے ہیں اس کی کوئی تائید دوسری معتبر کتابوں سے ملتی ہے یا نہیں۔ امید ہے کہ اس کا جواب مرحمت فرمایا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت کلی ہے اس لئے کہ جب مطلقاً افضلیت کہی جاتی ہے تو اُس سے مراد فضل کلی ہی سمجھا جاتا ہے۔ نہ کہ فضل جزئی۔ اور اہلسنت کے نزدیک خلفاء راشدین میں سے ہر ایک کی افضلیت ان کے عہد میں دوسروں پر فضیلت کلی ہی تھی۔ حضرت صدیق اکبر کی نسبت صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ قال العلماء في هذا الحديث اوضح دلالة على ان الصديق افضل الصحابة على الاطلاق واحقهم واولهم بالامامة والخلافة۔

اور حضرت مخدوم الملک بہاری قدس اللہ سرہ کے ملفوظات معدن المعانی میں باب دہم در ذکر فضل صحابہ بر جمیع مومناں میں ہے۔ +

" بندگی مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ در جملہ صفات درین مسئلہ آن ست کہ فاضلترین ہمہ خلق مطلقاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم و بعد او افضل خلائق ہمہ انبیاء و رسل از صلوات اللہ علیہم و بعد انبیاء و رسل افضل خلائق بنی آدم امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم و افضل امت صدیق اکبر است بعدہ عمر بن خطاب ست بعدہ عثمان بن عفان بعدہ علی رضی اللہ عنہم۔ +

سائل کے جواب میں مخدوم صاحب کا فرمانا "در جملہ صفات" فضل کل کو ثابت کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ فاضلترین ہمہ خلق مطلقاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ کے بعد کل انبیا و رسل علیہم السلام کا افضل خلائق ہونا بھی اُسی مطلقاً کے حکم میں ہے۔ اور ان حضرات کے بعد امت محمدی کا افضل بنی آدم ہونا بھی مطلقاً ہے۔ اور افضل امت ہونا حضرت صدیق اکبر کا اُن کے بعد حضرت عمر اُن کے بعد حضرت عثمان اُن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم کا افضل ہونا سب مطلقاً ہو۔ یعنی خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک بزرگ اپنے زمانہ خلافت میں دوسروں پر افضل علی الاطلاق تھے۔ غیر اصحاب پر اصحاب کی فضیلت کل صفات میں اور ان کا فضل مطلق یعنی فضل کلی ہونا پھر اسی معنی میں حضرت صدیق اکبر کا افضل ہونا جیسا کہ معدن المعانی میں ہے دوسرے اولیاء اللہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ +

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی مکتوب صد و پنجم میں فرماتے ہیں۔ +

آرے اعتقاد ہست کہ غیر صحابی اگرچہ در مرتبہ رفیع رسد و صاحب ولایت و صاحب تصرف و عطا گردد بمرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نرسد کہ فضل صحبت فضل کلی ہست و آن فضل جزئی۔ و فضل جزئی با فضل کلی برابر نبود۔ ازینجا است کہ صدیق اکبر رضی اللہ

رابر جملہ اولیاء عالم فضل آمد کہ ابتداء تا انتہا فضل صحبت یافت ما صب اللہ

شیئاً فی صدری الا وقد صببت فی صدر ابی بکر

اور یہ فضیلت شریعت اور طریقت دونوں ہی حیثیت سے ہے۔ اس زمانہ میں کچھ لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اہل طریقت نہ تھے۔ اور اسی طرح یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کو بھی طریقت سے خالی جانتے تھے اُن کو معلوم ہو کہ جو شخص خدا کا طالب ہوتا ہے وہ سالک طریقت اور اہل طریقت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے جس کو توحید حق تعالےٰ کی حق الیقین کے مرتبہ میں ظاہر ہو اُس کو عارف باللہ اور اہل حضور اور اہل کشف سے نامزد کرتے ہیں۔ پھر ان بزرگوں میں سے جس کو بارگاہ کبریائی میں قبول خاص حاصل ہو جاتا ہے اُن کو ولی کامل کہتے ہیں۔ اور یہی لوگ اہل ولایت خاصہ ہیں۔ اور ان کے مدارج متفاوت ہوتے ہیں۔ ان میں سے اعلیٰ درجہ والے صدیقین ہیں۔ اُن کے تحت میں شہدا اور اُن سے نیچے درجے والے صالحین کہے جاتے ہیں جیسا کہ اس آیۂ کریمہ میں انبیا علیہم السّلام کے بعد صدیقین اور اُن کے بعد شہداء اور اُن کے بعد صالحین کا ذکر ہے۔ اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ٥

حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے اصحاب رضی اللہ عنہم مراتب طریقت کے اعلیٰ مدارج پر ترقی پائے ہوئے سب صدیق تھے اور حضرت ابوبکر ان سبھوں میں فائق صدیق اکبر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حدیث شریف اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھدیتم سے ثابت ہے کہ اصحاب ہادی تھے اپنے آیندہ نسل (تابعین) کے لئے۔ یعنی ہر صحابی سے ان کے دیکھنے والے طریق حق پانے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت نے مقرر کیا ہے کہ اصحاب کے مرتبہ اور فضیلت کو بعد کا کوئی ولی نہیں پہونچ سکتا۔

اہل شریعت اور اہل طریقت دونوں کے نزدیک بالاتفاق بہ نسبت دوسری عبادتوں کے نماز کے اندر قرب حق تعالےٰ کا بہت زیادہ ہے۔ نماز پڑھنے والا اپنے مالک اور مولےٰ کے

بارگاہ میں بکمال ادب غلامانہ حاضر ہوتا ہے۔ اپنے مولیٰ کے سامنے اُس کی حمد و ثنا کرتا اُس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کبھی ادائے تعظیم میں جھکتا۔ کبھی اپنا عجز و نیاز ظاہر کرتا ہوا جبین نیاز زمین پر رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ بساط تقرب میں جلوس کے شرف و عزت سے مفخر و ممتاز ہوکر بارگاہ عالی سے رخصت ہوتا ہے اس لئے نماز کو معراج المومنین کہتے ہیں۔

حدیث احسان میں ہے۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ یعنی عبادات میں حق تعالےٰ کا حضور کامل ترین ہو۔ حق تعالےٰ کی ہستی اور یہ کہ وہ حاضر ہے اس کا ایسا حق الیقین ہو جو مثل دیکھنے کے ہو۔ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ دوسرا درجہ حق تعالےٰ کے حضور کا یہ ہے کہ اس بات کا یقین ہو کہ خدا اوسے دیکھ رہا ہے۔

نماز افضل العبادات ہے اور انسان کامل۔ عارف باللہ۔ ولی اللہ۔ کو نماز کے اندر اعلیٰ درجہ والا ہی حضور حق تعالےٰ کا ہوتا ہے۔ جس کی مثال دیکھنے سے کہی گئی ہے پھر نماز پڑھنے والے کی صفت ہے۔ یناجی ربہ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ اس سرگوشی کرنے والے کو حضور حق تعالےٰ کا اول ہی درجہ والا ہونا چاہیئے جس کو دیکھنے کے مثل فرمایا گیا ہے۔ خلفاء راشدین کو نماز کے اندر خدا کے ساتھ مشغولی انتہا درجہ میں ہونے کی روایات معلوم ہیں۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ان بزرگوں کے حالات سے واقف تر تھے (کیونکہ یہ لوگ سب آپ ہی کی تعلیم سے اس مرتبہ عالیہ پر پہونچے تھے) اپنی جگہ پر اس اہتم بالشان عبادت۔ یعنی نماز کی امامت کے لئے کس کو منتخب فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ علالت میں آپ کی وفات تک کئی دنوں تک مسجد نبوی میں کون شخص امامت کرتا رہا۔ تاریخی واقعہ ہونے کے سبب سے اسلام کے ہر فرد کا آدمی بلا تکلف یہی کہیگا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم نبوی ہوا اور وہی امامت کرتے رہے۔ یہ صریح دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر کی افضلیت ہر حیثیت سے تھی۔ +

خود حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ کتاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں

محب طبری ؒ لکھتے ہیں جلد اول صفحہ ۱۵۰ طبع مصر ۔

عن الحسن قال قال لی علی بن ابی طالب لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نظرنا فی امرنا فوجدنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم قد قدم ابابکر فی الصلوٰۃ فرضینا لدنیانا من رضیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لدیننا وعنہ قال قال علی قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر یصلے بالناس وقد رای مکانی وما کنت غائباً ولا مریضاً ولو اراد ان یقدمنی لقدمنی فرضینا لدنیانا من رضیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لدیننا وعن قیس بن عبادۃ قال قال لی علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرض لیالی وایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول مروا ابابکر فلیصل بالناس فلما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا لدنیانا من رضیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر۔ خرجہ ابو عمر وخرج معنے الثلاثۃ ابن السمان فی الموافقۃ وابن خیرون فی حدیث طویل تقدم فی باب الثلاثۃ عن الحسن البصری ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ کا تفرد مطلقاً یعنی ہر حیثیت سے اُن کی افضلیت اکابر اولیاء اللہ کے اقوال میں کثرت سے ہے جن میں سے حضرت مخدوم الملک بہاری اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ اسرارہما کا قول اوپر گزر چکا ہے۔ سیدنا حضرت غوث الثقلین جیلانی قدس اللہ سرہ ونفعنا بہ کا قول بھی ملاحظہ فرمایئے ۔ غنیۃ الطالبین میں ماہ شعبان کی فضیلت کے بیان میں آیہ شریفہ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں صفحہ

فَاِنَّہٗ تعالٰی اِخْتَارَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اَربعۃ ثم اختار من الاربعۃ واحدا

اختار من الملٰئکة اربعة جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل ثم اختار منھم جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل ثم اختار منھم جبرئیل واختار من الانبیاء اربعة ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیھم اجمعین ثم اختار منھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم واختار من الصحابة اربعة ابابکر وعمر وعثمان وعلیا رضی اللہ عنہم ثم اختار منھم ابابکر رضی اللہ عنہ ؛

اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خصوصاً خلفاء راشدین ولایت کے مراتب عالیہ رکھتے تھے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل ولایت سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے حالانکہ ولایت کے لئے کرامت لازم نہیں۔ ساتھ اس کے میں لکھتا ہوں کہ خلفاء راشدین اور بیشتر اصحاب اور صحابیہ سے کرامات صادر ہوئے ہیں۔ دو صحابیہ سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور ایک صحابی سے احیاء موتےٰ تک مروی اور منقول ہے جو اعظم کرامت سے ہے۔ دوسری قسم کی کرامات تو بہت ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اپنے وفات کے قریب اپنے ترکہ اور وارثوں کے بارہ میں اُن سے فرمایا۔ انما هو مال الوارث وانما هو اخواك واختاك فاقتسموها على كتاب الله حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں کہا انما هي اسماء فمن الاخرى یعنی میری بہن تو فقط اسماء ہے دوسری کون ہے تو انھوں نے کہا ذو بطن بنت خارجة اراها جارية اُن کی وفات کے بعد لڑکی پیدا ہوئی اُس کا ام کلثوم نام ہوا ؛

اگر کہا جائے کہ یعلم ما فی الارحام خاص اللہ تعالےٰ کی صفت ہے حضرت صدیق کو معلوم ہو گیا اور اُنھوں نے خبر دی تھی کیونکر مانا جائے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے علوم میں سے جس قسم اور جس چیز کا علم جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور کرامت کا معنی یہی

کہ بلا قصد اور بغیر طلب کے خدا کی طرف سے ہو۔ اگر کسی شخص کے ارادہ سے کوئی کام ہو تو اس کا نام تصرف ہے کرامت نہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس خاص واقعہ میں اس کا علم دیا کہ بنت خارجہ کے بطن سے ان کو بیٹی ہوگی جس کو ان نے ظاہر کیا اور ایسا ہی واقع ہوا۔ یہ ان کی کرامت تھی۔

ابو نعیم کی دلائل النبوۃ اور جلال الدین سیوطی کی خصائص۔ اور یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی حجۃ اللہ علی العالمین اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی ازالۃ الخفا کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ اصحاب خصوصاً خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے کس قدر کرامات ظاہر ہوئے مختصر یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم شریعت و طریقت کے جامع تھے اور بہ نسبت دوسرے اصحاب کے خلفاء راشدین اس جامعیت میں کامل تر تھے اور ان میں حضرت صدیق اکبرؓ کامل تر تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تفکر اور طول مراقبہ ان کے سوز دل کی کیفیت اس روایت سے ظاہر ہوتی ہے ریاض النضرہ میں ہے جلد اول صفحہ ۱۳۳ طبع مصر۔

روی ان عمر بن الخطاب اتی الی زوجة ابی بکر بعد موته فسألها عن اعمال ابی بکر فی بیته ما کانت فاخبرته بقیامه فی اللیل واعمال کان یعملها ثم قالت الا انه کان فی کل لیلة جمعة یتوضأ ویصلی العشاء ثم یجلس مستقبل القبلة راسه علی رکبتیه فاذا کان وقت السحر رفع راسه وتنفس الصعداء فیشم فی البیت رائحة کبد مشوی فبکی عمر وقال انی لابن الخطاب بکبد مشوی۔ خرجه الملا فی سیرته

اس روایت میں "رَاسُهٗ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ" اور "وَقْتُ السَّحَرِ رَفَعَ رَاسَهٗ" قابل توجہ ہے مشائخ طریقت کے مراقبہ کی مروجہ صورت یہی ہے

آپ کا سوال ہے کہ اگر بحیثیت افضلیت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبلۂ اہل طریقت اور پیشوائے طریقت کیوں کہا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سلاسل مروجہ اہل طریقت کے چونکہ اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتے ہیں۔ اہل طریقت آپ کو قبلۂ اہل طریقت اور پیشوائے اہل طریقت کہتے ہیں۔ مثل مشہور ہے جس کا کھائیے اُس کا گائیے۔ +

حقیقت یہ ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے سلاسل تھوڑے زمانہ تک جاری رہے اور متقدمین اولیاء اللہ میں سے اول حضرت جنید بغدادی اور ان کے بعد حضرت غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہما کو ان چاروں سلاسل کے خرقے پہونچے تھے بعد اس کے ایک زمانہ دراز سے خلفاء ثلاثہ کے سلاسل باستثنار سلسلہ صدیقیہ کے مستقل طور پر جاری نہیں ہے سلسلہ علویہ میں ملکر اس میں مستحیل ہوگئے ہیں، اس کی تفصیل میری ایک تحریر خاص میں ہے۔ ان سلاسل میں سے اگر جاری ہے تو صدیقیہ ہی ہے۔

ایک نقشبندیہ میں دوسرے مداریہ کے ایک سلسلۂ خاص میں۔

آپ نے لکھا ہے۔ +

دوسرے یہ کہ جو مشہور ہے کہ شب معراج حضرت رسالتمآب کو درگاہ صمدیت سے خرقہ ملا او آپ نے حضرت علی کو بحکم حق سبحانہ مرحمت فرمایا جیسا کہ اس کو محدث بخاری علیہ الرحمۃ معدن المعانی میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی تائید دوسری معتبر کتاب سے ملتی ہے یا نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کوئی سند مجھے معلوم نہ ہوئی اور یہ روایت اگر مستند ہوتی اور معتبر کتابوں میں علماء و محدثین کے ہوتی تو خرقہ کی سند میں ضرور پیش کیجاتی حال آنکہ متقدمین اور متاخرین مشائخ میں سے کسی بزرگ نے خرقہ کی سند میں اس کو نہ لکھا۔ متقدمین نے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق الباس خرقہ کی کوئی ایک روایت بھی نہ لکھی۔ آیہ تطہیر کے نزول کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کو چادر اوڑھاکر جو دعا فرمائی تھی اس سے بھی استناد نہ کیا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی

قدس اللہ سرہ نے بھی الباس خرقہ کی سند میں سنن ابو داؤد کی ایک حدیث لڑکی کو قمیص پہنانے کی نقل کی ہے اور بس۔ البتہ متاخرین میں سے بعض نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بعض دوسرے صحابی کے سر پر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھ دینا روایات سے نقل کیا ہے۔ میں نے بھی سند خرقہ میں ان روایات اور ابوداؤد کی روایت سب کو جمع کیا ہے اور جس روایت کے بارہ میں آپ کا سوال ہے میں نے بھی اس کو غیر معتبر سمجھکر تحریر کو میں درج نہ کیا۔

حصول ملازمت اور نوکری کے واسطے ہر روز صبح کو دس بار درود اور ایک سو بار آیہ کریمہ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

پھر دس بار درود پڑھکر دعا کریں اور دعا کرنے کے بعد بھی درود پڑھیں۔ اور اسی وقت یا دوسرے وقت آیہ کریمہ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ ایک ہزار ایک بار اور اُس کے پہلے درود تین بار اور آخر میں تین بار پڑھیں۔ ایک تعویذ اسی کام کے لئے جاتا ہے اس کو اپنے داہنے بازو پر باندھیں۔

رمضان مبارک کا مہینہ باوجود آفتاب کی سختی تپش کے اسوقت تک اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھا گزرا ہے۔ بقیہ روزہ کو بھی اللہ تعالےٰ عافیت کے ساتھ تمام کرے اور قبول فرمائے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ والسلام۔

محمد بدرالدین قادری پھلواری

۱۲ر رمضان مبارک شنبہ ۱۳۳۰ھ

بنام مولوی ابوالفتح عبدالکریم صاحب بہاری

یسر اللہ امورکم وشرح صدورکم

بعد ہدیۂ سلام مسنون مسلام کے مکشوف خاطر شریف ہو کہ نامۂ لطف سے رقیمۂ احقر کے پہونچنے کا حال معلوم ہوا اور یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل طریقت ہونے پر تو آپ کی تسکین خاطر ہو گئی لیکن فضل کلی کی نسبت ابھی تک اطمینان حاصل نہیں ہوا۔ میں نے تحریر سابق میں لکھا ہے کہ فضل مطلق سے مراد فضل کلی ہے اور ست میں حضرت غوث الثقلین جیلانی اور مخدوم الملک بہاری اور مخدوم عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ اسرارہم کے اقوال کو نقل کیا ہے کہ جس طرح حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر افضل ہیں اور یہ افضلیت آپ کی مطلق یعنی فضل کلی ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بھی مطلق یعنی فضل کلی ہے۔

اب میں دوسرے طریق سے بتاتا ہوں قرآن مجید میں مہاجرین اور انصار کی شان میں مجموعہ اور خاص خاص افراد کی شان میں جدا جدا بھی آیتیں ہیں جن سے اُن کے محامد و مناقب معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ کہ ان سب میں فضل کس کو ہے اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ۔ اہل سنت مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیۂ شریفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں آپ کی صحبت کا خاص فضل ہے جس سے اس امت کے دوسرے لوگ محروم ہیں۔ اس فضل عام میں کل اصحاب برابر ہیں جس طرح رسالت میں کل مرسلین اور نبوت میں کل انبیاء علیہم السلام برابر ہیں لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ لیکن جس طرح خاص خاص فضیلتوں کے سبب بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت ہے فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ الآیہ صحابہ میں بھی ان احادیث کی بنا پر جن میں اُن کے خاص خاص مناقب مذکور ہیں بعض کو بعض پر فضل ہے

فضیلتیں مختلف ہیں اور ایسے کل مختلف فضائل کو فضل جزئی کہتے ہیں۔ اور جس احادیث نبوی میں لفظ خیر یا افضل کا ہو جس سے خیر الصحابہ یا افضل الصحابہ سمجھا جائے یا اصحاب کا قول ہو تخییر یا لفضل تو یہ دلیل ہے اُسکی افضلیت پر جسکے حق میں یہ الفاظ ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کی حیات میں اور بعد آپ کے بھی کس کو افضل یا خیر کہتے تھے جس کے حق میں یہ الفاظ ہوں اوسی کی افضلیت مسلم ہے اور یہ افضلیت اُس کی فضل کلی ہے۔ اور سارے فضائل مختلفہ دوسرے اصحاب کے اُس کے مقابلہ میں فضل جزئی ہیں۔ اس لئے کہ جب متعدد احادیث میں افضلیت کا اختصاص ایک ہی نام کے ساتھ ہو اور کسی دوسرے کی شرکت اس میں نہ ہو تو اس افضلیت کو فضل کلی ہی کہیں گے نہ جزئی۔

اب اس مضمون کی احادیث ذیل میں درج کیجاتی ہیں جو بلاشرکت غیرے خاص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں۔ حافظ محب طبری کی الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں ہے۔ +

عن ابی الدرداء قال رانی النبی صلے اللہ علیہ وسلم امشی امام ابی بکر فقال یا ابا الدرداء امشی امام من ھو **خیر** منك فی الدنیا والاخرۃ ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین **افضل** من ابی بکر مخلص ذہبی نے اس کو روایت کیا ہے اور دارقطنی نے بغیر لفظ والمرسلین کے۔

عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی احد خیرا منہ ولا **افضل** ولہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتے طلع علینا ابوبکر فقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقبلہ والتزمہ۔ اس کو حافظ خطیب ابوبکر احمد بغدادی نے روایت کیا ہے اس حدیث میں اگرچہ لفظ بعدی ہے لیکن مراد بعد الانبیاء والمرسلین ہے جس طرح

اوپر کی حدیث ماجہ میں ہی ۔

وعن جابر قال کنا عنده باب النبي صلى الله عليه وسلم نفر من المهاجرين والانصار نتذاكر الانصار فارتفعت اصواتنا فخرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال فيم انتم فقلنا نتذاكر الفضائل فقال فلا تقدموا على ابي بكر احدا فانه فضلكم في الدنيا والاخرة وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير اصحابي ابو بكر. ان دونوں حدیثوں کو صاحب فضائل ابو بکر نے روایت کیا ہی۔

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث غریب ہی۔ چونکہ امامت کے لئے افضل ہونا چاہیے۔ اس حدیث سے بھی ان کی افضلیت ثابت ہی۔ یہ سب احادیث مرفوعہ ارشاد نبوی ہیں۔ اس کے بعد اصحاب کے اقوال میں سے یہ ہیں ۔

وعن عمر قال كان ابو بكر سيدنا وخيرنا واحبنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا کہ حسن صحیح ہی ۔

وعن عمر قد قال له رجل ما رايت احدا خيرا منك قال هل رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا قال لو قلت نعم لضربت عنقك ثم قال هل رايت ابا بكر قال لا قال لو قلت نعم لبالغت في عقوبتك ۔ اس کو قلعی نے روایت کیا ہی ۔

وعن علي وقد قيل له لما اصيب الا تستخلف قال لا استخلف ولكني اترككم كما ترككم رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله الا تستخلف قال ان يعلم الله فيكم خيرا استعمل عليكم خيركم فعلم الله فينا خيرا فاستعمل علينا ابا بكر.

س کو ابن سمان نے الموافقہ میں روایت کیا ہی

وعن موسى بن شداد قال سمعت عليا رضي الله عنه يقول افضلنا ابو بكر

رضی اللہ عنہ۔ احادیث مرفوعہ مرقومہ بالا اور اقوال سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ جس طرح ثابت ہے کسی دوسرے کی نہیں اور جب وہ اس افضلیت میں منفرد ہیں کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں اس لئے بزرگوں نے اِن کے فضل کو کلی اور دوسروں کے فضل کو فضل جزئی کہا ہے۔ +

حضرت صدیق اکبر کے بعد جن بزرگوں کی افضلیت احادیث اور آثار میں ہے ہر ایک اُن میں سے بھی اپنے عہد خاص میں فضل کلی رکھتے تھے۔ جیساکہ ان روایتوں میں ہے۔

وعن الاصبغ بن نباتة قال قلت لعلی یاامیرالمؤمنین من خیرالناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال ثم عمر قلت ثم من قال ثم عثمان قلت ثم من قال انا۔ اس کو ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ بروایت علقمہ لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ممبر پر فرمایا +

ان خیر ہذہ الامة بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال و فی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث لسمے عثمان۔

عن محمد بن حنیفة قال قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ +

عن ابن عمر قال کنا وفینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نفضل ابابکر وعمر وعثمان وعلیا۔ اس کو ابوالحسن خرمی نے روایت کیا۔

یہ سب میں نے تپ کی حالت میں لکھا اور اس سے زیادہ اس وقت نہیں ہو سکتا۔ مجھے نصف، تیر شوال سے تپ ہے اور شدید کھانسی لاحق ہوئی اس کے درمیان ایک ہفتہ تپ زائل ہو گئی تھی لیکن شب جمعہ ۳ ذیقعدہ کو پھر تپ شدید عارض ہوئی کچھ کم ہو کر ابھی تک موجود ہے۔ کھانسی کی تکلیف بھی ابھی تک ہے۔ والحمد للہ تعالیٰ علیٰ کل حال

پہلے ضمیمہ میں جس جگہ حضرت صدیق اکبر کا ال طریقت ہونا میں نے لکھا ہے اس کے آخر میں اس روایت کو درج فرما دیجئے۔

ریاض النضرہ میں حافظ محب طبری لکھتے ہیں جلد اول صفحہ ۱۰۱ ۔

وعن عمر قال کنت ادخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ابو بکر یتکلم فی علم التوحید فاجلس بینھما کانی زنجی لا اعلم ما یقولون اخرجہ الملا فی سیرتہ

یہی روایت او مضمون حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے ایک مکتوب میں ہے بعض الفاظ کا فرق ہے والسلام

محمد بدر الدین قادری ۔ ۱۳ ذیقعدہ دوشنبہ ۱۳۳۷ھ

بنام جناب عبد الصمد صاحب بازید پوری ڈاکخانہ باڑھ ضلع پٹنہ

سلطان ترک امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کیوں کہے جاتے ہیں

سوال

زبدۃ العلما قدوۃ العرفا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلطان المعظم شہنشاہ ترک کو امام المسلمین اور خلیفۃ المسلمین اسلامی نقطۂ خیال سے کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

بصورت اول الائمۃ من قریش کا کیا جواب ہوگا۔ اور امام کے قریشی النسب ہونے کے مسئلہ میں علمائے محققین کا کیا خیال ہے۔

الجواب

نحمد اللہ وبہ نستعین ۔

جناب من ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ کے سوال کا جواب اپنے علم ناقص کے موافق لکھ دیتا ہوں ۔

مسلمانوں میں جب مشورت سے امام یا خلیفہ منتخب کیا جائے گا الائمۃ من قریش کے موافق قریشی النسب کو مقدم اور منتخب کریں گے غیر کو نہیں۔ لیکن جب کسی سبب خاص سے کسی غیر کو

منتخب کریں، اور وہ والی ہو جائے تو سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

ترکی سلطنت نے مصر فتح کرنے کے بعد عباسی ایک شخص سے وہ تبرکات حاصل لیے تھے جس کو خاندان بنی عباس حصول خلافت کے وقت استعمال کرتے اور اُس کو علامت خلافت جانتے تھے۔ یہ شخص سلطنت مصر کا وظیفہ خوار تھا۔ اور اولاد خاندان بنی عباس سے تھا اور اُن تبرکات کے رکھنے کے باعث نام نہادی خلیفہ کہا جاتا تھا۔ اور مصر میں جو بادشاہ ہوتا اُس کو اپنی طرف سے سلطنت کی اجازت دیتا۔ اس وقت کے ترکی سلطان نے اس سے اُن تبرکات کے لینے کے ساتھ اس سے حق خلافت بھی نسلاً بعد نسل اپنے خاندان کے لیے جس کے بعد سے ترکی سلطان امیر المومنین کہے جانے لگے۔ اور علماء حرمین شریفین تک نے اس کو قبول کر لیا۔ پھر تمام عرب و عجم کے مسلمانوں نے انکا امیر المومنین ہونا مان لیا۔ مراکش اور بخارا کے سلاطین جو قریشی ہاشمی ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے منازعت نہ کی۔ اور قبول کر لیا۔ اس لئے اسلامی نقطۂ خیال سے وہ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کہے جاتے ہیں اور اب صرف کسی شخص کا اختلاف قابل التفات نہیں والسّلام

محمد بدرالدین۔ از پھلواری

۱۷ ذی الحجہ سہ شنبہ سنہ ۱۳۳۶ھ

بنام مولوی محمد فریدالدین صاحب منصفی عدالت بالہ

معدن لطف و کرم زادکم اللہ تعالےٰ فی حبہ وحب رسولہ۔

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ آپ کے نامۂ مرقوم ۷ ذو الحجہ میں امام اور خلیفہ کے متعلق تین سوالات مطالعہ میں آئے۔ اگر یہ سوالات خاص آپ کی طرف سے ہوتے تو ہر ایک کا جواب مختصر ہاں یا نہیں لکھ دیا جاتا لیکن آپ نے لکھا ہے کہ ایک جھگڑا یہاں پھیلا ہوا ہے تو مجھے فریقین کی تسکین خاطر کے لئے کچھ تفصیل اور سند کے ساتھ لکھنے کی ضرورت ہوئی

میری فرصت کی کمی کا حال آپ کو معلوم ہی۔ مزید برآں یہ کہ صحت پانے کے بعد اس ماہ ذو الحجہ میں امیر شریعت کے تقرر اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کے بارہ میں آئے ہوئے سوالات خاصکر جناب مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محل کے دو مکتوب کے سوالات مرقومہ کا جواب لکھنا ضروری اور مقدم تھا۔ آج تک میں اسی میں مشغول رہا۔ الحمدللہ کہ اس سے فراغت ہو گئی اور آپکے سوالات کا جواب لکھنا شروع کر دیا ہی۔

سؤال خلیفہ اور امام ایک شی ہی؟ کیا یہ صحیح ہی؟

جواب خلیفۃ المسلمین کو امام مقتدا کے معنے میں کہیں تو صحیح ہی۔ لغوی معنے کے بیان سے ظاہر ہو جائیگا کہ کس معنے میں دونوں کو ایک اور کس معنے میں متفرق کہسکتے ہیں خلیفہ خلف سے ہی لغت میں خلف بفتحتین یا بسکون لام کا معنے ہی کسی شخص یا چیز کے بعد آنا اور فرزند صالح۔ لیث کا قول ہی کہ لام کے فتحہ کے ساتھ فرزند صالح۔ اور سکون لام کے ساتھ فرزند شریر کے واسطے خاص ہی۔

خلیفہ کے معنے ہی کہ کوئی شخص کسی کی جگہ میں یا اُس کی طرف سے کسی کام کے لئے نائب بنا مقرر ہو

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (سورۂ بقر رکوع ۴)

سے کلام الٰہی میں یہی مقصود ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی اولاد خدا کے طرف سے روئے زمین پر عدل و انصاف کرنے میں خدا کے نائب ہوں۔

امام بکسر اول کے معنے ہیں پیش نماز اور مقتدا اور راہ اور راہ نما۔ راہ کے معنے اس آیۂ شریفہ میں ہی وَاِنَّہُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ۔ (اور وہ دونوں (جگہ) کھلے راہ پر ہیں (سورۂ حجر رکوع ۵۔)

رہنما کے معنے میں لوح محفوظ اور قرآن مجید اور توریت کو امام کہا گیا ہی۔

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ اور ہر کو کتاب واضح (لوح محفوظ) میں ہمنے لکھدیا ہی (سورۂ یٰسین رکوع ۱)

وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰۤی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً اور اسکے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت (سورۂ ہود رکوع ۲ و سورۂ احقاف رکوع ۲)

مقتدا کے معنے میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا۔

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ہم تمہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں گے (سورۂ بقرہ رکوع ۱۵)
پھر بنی اسرائیل کو حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیا اور اُن کے خلفا کے بارے میں فرمایا
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ اور اُن میں سے بعض کو ہم مقتدا بنا دیں گے کہ ہمارے
حکم کے مطابق ہدایت کریں (الٓم سجدہ رکوع ۲)
ائمہ امام کی جمع ہے جو مقتدا امت کے معنے میں ہے۔ اس معنے میں نبی اُمّی فداہ امی وابی صلی اللہ
علیہ وسلم اور خلیفہ اور امیر لشکر کو امام کہا جاتا ہے اس دلیل سے کہ قرآن مجید میں قوم کے پیشوا اور
سردار کو امام کہا گیا ہے۔
يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ جس دن سب لوگوں کو اُن کے پیشوا کے ساتھ ہم بلائیں گے
(سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۸)
لغوی معنے جو خلیفہ اور امام کے لکھے گئے اُس سے ظاہر ہے کہ خلیفہ معنے میں بڑے بادشاہ کے بھی ہے
اور مسلمان کے بڑے بادشاہ کو امام کہہ سکتے ہیں تو اس حیثیت سے کہا جا سکتا ہے کہ خلیفہ اور امام
ایک شی ہے۔ ورنہ لغوی معنے کی حیثیت سے دونوں میں جو فرق ہے وہ لکھ دیا گیا ہے۔

س ۳۔ جو شخص خلافت سے انکار کرے اُس کے ساتھ صاحب سلامت کرنا چاہئیے یا نہیں

ج۔ خلافت سے انکار کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر نفس خلافت سے انکار ہے تو کوئی مسلمان
نفس خلافت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیا اُس کو نہیں معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو خدا نے روئے زمین پر اپنا خلیفہ ہی بنانے کے لیے پیدا کیا تھا۔ اور اُن کی پیدائش کے پہلے
فرشتوں کو خبر بھی دیدیا تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ اور بنی آدم کو اپنی
نعمت عظمےٰ خلافت سے سرفراز فرما کر شکرگزاری اور عدل و انتظام کے لیے متنبہ فرمایا

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وہی خدا ہے جس نے تمہیں خلیفہ بنایا زمین میں اور تم میں
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ بعض کے مرتبہ کو بعض پر بلند کیا تاکہ آزمائے تم لوگوں کو
لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ۔ اُن باتوں میں جو دی گئی تم لوگوں کو (سورۂ انعام رکوع ۲۰)

اور فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

پھر تم کو ہم نے خلیفے بنائے زمین میں بعد ان کے تاکہ ہم دیکھیں تم کیسا کام کرتے ہو۔ (سورۂ یونس رکوع ۲)

اور فرمایا۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔

مضطر کی دعا کو کون قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور کون تم کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو فرمایا۔

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ یَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ

قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تم کو زمین میں خلیفہ بنائے پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔ (سورۂ اعراف رکوع ۱۵)

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمایا

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ۔

اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا (سورۂ ص۔ رکوع ۲)

اور اس امت محمدیہ کو خلافت عطا فرمانے کا وعدہ اس طرح فرمایا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔

خدا نے وعدہ کیا ہے کہ تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے پسند کر لیا ہے مستحکم کرے گا اور ان کے خوف کو بعد میں امن سے بدل دیگا۔

(سورۂ نور رکوع ۷)

خلافت اسلامیہ کی بنیاد کیونکر ہوئی

اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر جلد پورا فرمادیا کہ جتنا جلد ہونے کی اس کے کسی کو امید نہ تھی۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی کے روز مہاجرین اور انصار کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب مقرر کرنے اور اس کے زیر فرمان کام کرنے کی ضرورت کو القا فرمایا۔ اور ان لوگوں نے اس کی ضرورت کو تسلیم کرلینے کے بعد بحث شروع کی کہ کون شخص مقرر ہو اس پر بحث وتمحیص کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا اور ان کے ہاتھ پر اصحاب نے بیعت اطاعت کی۔ اس طرح مسلمانوں میں اسلامی خلافت کی بنیاد پڑ گئی۔ اور وعدہ الٰہی کے پہلے جملہ کا ظہور ہو گیا۔
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اور بتدریج اس کے بعد کا مفہوم بھی پورا ہوا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
اور ان کے دین کو مستحکم کردوں گا۔ اس کا ظہور حضرت خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہی ہوگیا تھا یعنی اہل ردت جنھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا مغلوب اور فرماں بردار کرلئے گئے۔

مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب وغیرہ اور ان جیسوں کے پیرو سب نیست ونابود ہوگئے۔ اور تمام ملک عرب میں دین اسلام غالب اور مستحکم ہوگیا۔ پہلے سے مشرکین عرب اور یہود اور اعراب متنفردہ کا جو خوف وخطرہ لگا رہتا تھا غلبہ اسلام سے وہ بھی رفع دفع ہوکر سارے ملک عرب میں امن وامان کا دار ودورہ ہوگیا۔ جن کا وعدہ ان الفاظ میں تھا۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی وعدہ الٰہی کی تمام باتیں بہت جلد پوری ہوگئیں اور پوری کیوں نہ ہوتیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ بیشک خدا وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ (سورہ آل عمران رکوع [illegible] سورہ رعد رکوع [illegible]) سے بھی تو خبر دی جا چکی ہے۔ خلافت راشدہ کے زمانہ میں اسلامی سطوت وجبروت کو دیکھنا ہو تو اسلامی تواریخ کا مطالعہ کریں۔

اس امت میں خلافت [illegible] شیع ہیں [illegible]

[illegible] امت کو عترت [illegible] میں مرتضے [illegible]

[illegible] عقیدہ [illegible] ہر جگہ [illegible]

حب اہل البیت سے صاحب سلامت کہتے ہیں [illegible]

[illegible] سلامت [illegible] کہتے ہیں۔

متن [illegible] [illegible]

[illegible] پڑھتے [illegible]

شرح [illegible] سابق تشریف حال [illegible]

[illegible] قریش [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] بالقب [illegible]

ف: شریف حسین کو خلیفہ کہنا اسلامی حکم کے خلاف ہے۔

یا خلیفۃ المسلمین لکھنا اپنے نام کے ساتھ پسند نہ کیا۔ ان کے بعض دوست نے جب ان کو امیر المومنین لکھا تو انھوں نے اعلان شائع کرا دیا کہ امیر المومنین جو پہلے سے ہیں وہی اب بھی امیر المومنین ہیں۔ مجھے امیر المومنین نہ لکھو۔ ملک حجاز لکھو۔ اس کے بعد بھی جو لوگ چاہتے ہیں کہ ملک حجاز جناب سید حسین صاحب ہی خلیفہ کہے جایں وہ اسلامی شریعت کے حکم سے ناواقف ہونے کے علاوہ مدعی سست گواہ چست ہیں۔

ف: ساو عدم انحصار خلافت در قریش،

امامت۔ امارت۔ خلافت کا جو ایک خاص مفہوم ہو اس کو قرشیوں کے لئے خاص کہا جاتا ہی بدلیل الائمۃ من قریش اور اسی معنی کی دوسری حدیثوں کی سند سے۔ اس حدیث کے مطلب میں کئی اقوال ہیں۔

ایک گروہ نے جن کی تعداد زیادہ ہو اس کو خبر معنے میں امر کے کہا ہی۔ اور اس کے ثبوت میں وہ حدیث لاتے ہیں جس میں ہی۔

قدموا قریشا ولا تقدموھا۔ خلیفہ بنانے میں) قریشی کو مقدم کرو اور (خود) اُن پر مقدم نہو

اس حدیث میں قدموا صریح امر کا صیغہ ہی۔ تو یہی مطلب ان کے نزدیک الائمۃ من قریش کا بھی ہو دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ امر نہیں خبر ہی کہ امامت یعنی خلافت قریش میں ہو گی۔ ان کی دلیل ایک تو یہ حدیث ہی۔

الامر فی قریش لا یعادیھم احد الا کبہ اللہ فی النار ما اقاموا الدین۔	امارت کا کام قریش میں ہو اُن سے کوئی عداوت نہ کریگا مگر خدا اس کو آگ میں اوندھے منہ گرا دیگا جب تک قریش دین کو قائم رکھیں گے۔ صحیح بخاری

دوسری حدیث۔

لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان۔	امر خلافت ہمیشہ قریش میں رہیگا جبتک ان کا دو آدمی بھی باقی رہیگا۔ صحیح بخاری

تیسری حدیث۔

کان ھذا الامر فی حمیر فنزعه الله منھم و صیرھم فی قریش و سیعود الیھم ۔ | یہ امر خلافت حمیر میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے نکال لیا اور قریش میں دیدیا اور قریب میں حمیر کی طرف عود کرے گا۔

ان تین حدیثوں کے علاوہ حضرت خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو انھوں نے خلافت کی بحث اور انتخاب کے وقت انصار کے سامنے کہا تھا۔

ان ھذا الامر فی قریش ما اطاعوا الله واستقاموا علیٰ امرہ۔ | یہ امر خلافت قریش میں رہیگا جبتک وہ خدا کی اطاعت کرتے اور اپنے کام میں مستقیم رہیں گے۔

اس قول میں ما اطاعوا الله و استقاموا علیٰ امرہ اور حدیث اول میں ما اقاموا الدین دلیل واضح ہے کہ قریش جبتک خدا کی اطاعت اور فرائض خلافت کو انجام دیتے رہینگے۔ دینداری پر قائم رہیں گے خلافت ان میں رہیگی۔ اور جب عیش و عشرت فسق و فجور میں پڑینگے تو یہ نعمت ان سے چھین جائے گی۔ اور دوسرے کو ملے گی جیسا کہ تیسری حدیث میں صاف کہدیا گیا کہ یہ کام حمیر میں تھا ان کی بے راہ روی سے چھین کر قریش میں دیا۔ جب ان میں بھی گمراہی آجائے گی) تو پھر حمیر میں چلا جائیگا۔

دوسری حدیث کا مفہوم آگے بتلایا جائیگا۔

تیسرے فریق کے نزدیک یہ حدیث بطور حکایت کے ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

الملک فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشة۔ | حکومت قریش میں۔ قضاء انصار میں اذان حبشہ میں ہو۔

ان کا مطلب یہ ہے کہ جب قضاء انصار میں مخصوص نہیں اور اذان کے لئے حبشی مؤذن ہونا ضروری نہیں تو حکومت قریش کے لئے مخصوص کیوں ہو رہیگی۔

تیسرا گروہ جو کہ الائمة من قریش یا قدموا قریشا کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ جب خلافت کے لئے آدمی منتخب کیا جائے تو قریش کا حق فائق سمجھا جائے۔ دوسروں کے مقابلہ

اس چوتھی صورت کی دو قسم ہیں ایک یہ کہ متسلط اور مستولی اُن شرائط کا جامع ہو جو اوپر لکھی گئی اور حسن تدبیر سے صلح جوئی کے ساتھ مستولی ہو جائے۔ حضرت امام حسن علیٰ جدہ و علیہ السلام کے صلح کر لینے اور خلع خلافت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تکمیل اسی طرح پر ہوئی تھی۔

قسم دوم یہ کہ متسلط اور مستولی شرائط خلافت کا جامع نہو۔ ساتھ اس کے اپنے مخالفین اور منازعین سے جدال و قتال کر کے متسلط ہو جائے جو اس کے لئے جائز نہیں۔ اس لئے وہ گنہگار جدال و قتال کا ہوگا۔ لیکن ایسے شخص کے متسلط ہو جانے کے بعد اس کے احکام شرعیہ مانے جائیں گے اور اس میں امر کی اطاعت کی جائے گی۔ منہیات کے استعمال کا حکم دیگا تو نہ مانا جائیگا۔ قتال و جدال اور خونریزی مسلمانوں کی کر کے مستولی اور متسلط ہو جانے کی جو آخری صورت بتائی گئی۔ بنی امیہ میں سے عبد الملک کی خلافت اور بنی عباس میں خلافت کی ابتدا اسی طریق سے ہوئی تھی۔ ظلم و جور کرنے والے نااہل امیر و خلیفہ کی اطاعت کا حکم اس حدیث میں ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔	حضرت نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا مسلمان پر اپنے امیر کی اطاعت واجب ہر وہ چیز اسے اچھی معلوم ہو یا بری یعنی سب میں اس کی اطاعت کرے، جب تک اسے گناہ کرنے کا حکم نہ دیا جائے پھر جب گناہ کا حکم دیا جائے تو اس میں اطاعت اور فرمانبرداری نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جو صورت خلیفۃ الرسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ہوئی تھی یہی صورت بعد میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کی ہوئی۔

انعقاد خلافت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خلیفہ اپنی زندگی ہی میں کسی کو خلافت عطا کرے اس کے

یہ دونوں واقعے غور کرنے کے ہیں کہ جب خود قریش میں چھوٹے قبیلہ پر بڑا قبیلہ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسب میں قربت رکھنے والے اپنی فوقیت اور اپنا حق خلافت میں چاہتے والے تھے تو دوسروں کے مقابلہ میں قریشی کب چپ رہ سکتے تھے۔ اور ایمان حدیث العہد ہونے کے سبب سے جنگ و جدال کا خوف غالب تھا۔

اس مقام میں ضرورت ہے کہ خلیفہ کے لئے شرائط۔ اور خلافت کے انعقاد کی صورتیں لکھدیجائیں۔ مسئلہ خلافت کے متعلق شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ نے حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں مفصل لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ کے لئے شرط ہے کہ مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ مرد ہو۔ متقی ہو۔ یعنی کبائر سے پرہیز رکھنے والا ہو اور صغائر پر مصر نہو۔ عالم ہو کتاب اور سنت اور اجماع امت کا۔ آزاد ہو یعنی کسی کا غلام نہو۔ گونگا اور اندھا نہو۔ قریشی نسب والا ہو۔

انعقاد خلافت کی یہ صورتیں ہیں۔

اول اہل علم و فضل حاضرین کسی کو خلافت کے لئے اہل جانکر اس کو منتخب کریں۔ اور اس کے ہاتھ پر اطاعت کی بیعت کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی صورت سے ہوئی تھی۔

دوم خلیفہ کسی جامع شرائط منصب خلافت کو نامزد کرے کہ میرے بعد یہی خلیفہ ہو اور دوسروں کو اس بات کی وصیت کرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی طریق سے ہوئی تھی۔

سوم خلیفہ چند لوگوں میں مشہور کرے کہ انہی خاص لوگوں میں سے ایک کسی کو مشورت کے بعد خلیفہ بنائیں۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی تیسری طریق سے ہوئی تھی۔

چہارم کوئی شخص غلبہ کرکے مسند پر جابیٹھے اور لوگوں سے اپنی خلافت پر بیعت کرالے

شرائط خلیفہ بموجب تحریر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء سے ۱۲

خلافت اول اہل علم و فضل کا انتخاب ۱۲

[illegible]

ہاتھ پر لوگوں سے بیعت اطاعت کرا دے ۔ جیسا کہ حضرت امام حسن علےٰ جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کیا اور خود اس عہدہ سے جُدا ہو گئے ۔

اور بنی عباس کے ورثا میں سے ملک مصر میں رہنے والے جو محض نام کے خلیفہ تھے انھوں نے اپنی خلافت کو ترکی نسل کے سلطان سلیم فاتح مصر کے سپرد کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ جو ان کے پاس تھے وہ بھی ہبہ کر دیا ۔ ان تبرکات میں سے ایک ردائے شریف ہے خلفائے بنی عباس کا معمول تھا کہ بروز تقرر خلافت ردا شریف کو کاندھے پر رکھتے تھے ۔

خلافت کی جتنی صورتیں مذکور ہوئیں سبھی خیر القرون میں ظاہر ہوئی ہیں تو یہ سب خلفائے راشدین کی سنن ہیں ۔

استخلاف اول خلیفۃ الرسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا جس کی تعمیل ان کی وفات کے بعد ہوئی ۔ پھر حضرت امام حسن مجتبےٰ علےٰ جدہ و علیہ السلام نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کیا کہ اپنی زندگی ہی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عطا کر کے خود اس سے علیحدہ ہو گئے ۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی عہد خلافت میں استخلاف کیا تو نہیں لیکن اپنے ارادہ کا اظہار اور شخص کا تعین کرتے رہے ۔ جس جس شخص کو اس کام کا اہل اور جامع شرائط اپنے نزدیک سمجھتے تھے اُن کے ناموں کو ظاہر کرتے رہے ۔

کبھی کبھار اگر میری موت آجائے اس حال میں کہ ابو عبیدہ زندہ رہیں تو انھیں خلیفہ بناؤں گا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور قریشی تھے ۔ شرائط خلافت کے جامع تھے ۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو امین الامۃ فرمایا ہے ۔ ان کی وفات طاعون عمواس سے ملک شام میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ ہی میں ہو گئی ۔

سلطان سلیم فاتح مصر کو خلیفہ نے خلافت تفویض کی

حضرت ابو عبیدہ کو نامزد فرمایا

بھی یہ کہا کہ اگر میری موت آجائے اور اُس وقت تک ابو عبیدہ وفات کر چکے ہوں تو معاذ بن جبل کو خلیفہ بناؤں گا۔ یہ بزرگ انصار سے تھے یہ خزرجی ہیں قریشی نہیں اُن کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ایک شہر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اور آپ کی وفات تک وہ وہاں کے امیر رہے۔ ان کے جانے کے وقت آپ نے پوچھا تم تقضے کس کی سند سے حکم دو گے۔ اُنہوں نے کہا بما فی کتاب اللہ جو قرآن مجید میں ہوگا۔ فرمایا فان لم تجد اگر اس میں نہ پاؤ۔ کہا بما فی سنۃ رسول اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر فرمایا فان لم تجد۔ اگر اُس میں نہ پاؤ کہا۔ اجتہد برائی اپنی عقل سے اجتہاد کروں گا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یحب رسول اللہ ان کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شام میں والی مقرر کر دیا تھا۔ یہ بھی اُس طاعون میں وفات پائے +

ساتھ اس کے یہ قریشی تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضے اللہ عنہ نے ان کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک خلیفہ کے لئے قرشی ضروری نہ تھا۔ اور یہ قول اُن لوگوں کے دعوے کو باطل کر دیتا ہے جو کہتے ہیں کہ خلیفہ کے قرشی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے +

علامہ عسقلانی فتح الباری میں روایت مذکورہ کی سند کو جید بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ شاید اجماع حضرت عمر رضے اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہوا ہو۔ یعنی حضرت فاروق کا قول مذکور اصحاب رضے اللہ عنہ کا اس پر انکار مگر تاجا تا ہے کہ اس وقت تک یقینی اجماع نہ ہوا تھا۔ اصحاب شورے معین کرنے کے بعد حضرت فاروق اعظم رضے اللہ عنہ [illegible] سالم زندہ رہتے تو میں خلافت [illegible] یہ نزول مہاجرین اولین [illegible]

ہجرت کی تھی۔ [illegible] قیام کے زمانہ تک نماز میں یہی امامت کرتے رہے اس وجہ سے کہ اسوقت وہاں اصحاب میں سب سے زیادہ قرآن کریم کے جاننے والے یہی تھے۔ ان کا نام سالم بن معقل ہے حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے انہوں نے جب آزاد کردیا تو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کو متبنی بنالیا مولا ابی حذیفہ کے لقب سے مشہور تھے خلافت کو قریشیوں میں مخصوص کرنیوالوں نے اس روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ گو یہ قریشی نسب کے نہ تھے لیکن قریش میں داخل کرنا چاہئے اس دلیل سے کہ حدیث ہے موالی القوم من انفسهم۔ [illegible] کے غلام قوم کی ذوات [illegible] ہیں۔

اسی حدیث [illegible] قریشیوں کے غلاموں پر زکوٰۃ حرام کی گئی ہے۔ جب من انفسهم [illegible] پر زکوٰۃ [illegible] [illegible] کا لفظ خلافت میں شمل قریش [illegible] حضرت سالم مولے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما کو اس حدیث سے قریش میں داخل [illegible] حضرت فاروق اعظم کا خلافت کے بارہ میں ان کا [illegible] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قریش میں داخل [illegible] کی تاویل [illegible] تو خلافت کو قریش میں منحصر کرنے کی جگہ [illegible] اہل البیت کی ضرورت ہے۔ قریشی نا اہل [illegible] مستحق خلافت [illegible]۔

[illegible] ان میں سے حدیث

[illegible]	یہ کام خلافت کا برابر قریش میں رہے گا جب تک ان کا دو آدمی بھی باقی رہے۔ (صحیح بخاری)

[illegible] قریش [illegible] مختلف تاویلیں کی ہیں۔ [illegible] کام کے

[illegible]

مستصدق ہوں اور مجھکو ان کی خبر ہو۔ لیکن ایسے غیر متعارف خلیفہ [illegible] کا کیا نفع اور جب اُن کی خلافت سے مسلمان کثیر و کثیر بے خبر اور اُن کی اطاعت اور بیعت سے باہر ہیں تو کیا مسلمان اس وعید کے مستحق نہوں گے۔

من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة	جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں خلیفہ کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا (صحیح مسلم)

علامہ ابو الکلام احمد صاحب آزاد نے اپنے خطبہ صدارت میں [illegible] اس شان کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ اگر قریش میں دو آدمی بھی ایسے باقی رہیں گے جو خلافت کے اہل ہوں گے تو کبھی خلافت کے شرف سے یہ خاندان محروم نہو گا۔ حالانکہ [illegible] بول چال کا محاورہ یہ نہیں ہے۔ اگر یہی مفہوم ہوتا تو اس طرح کہا جاتا [illegible] ایک بھی خلافت کا اہل باقی رہیگا خلافت ان [illegible] رہیگی۔ [illegible] دو کا ہونا کہا گیا تو وہ مفہوم صحیح نہیں۔ [illegible] مفہوم ہے کہ اگر قریش [illegible] باقی رہیں گے جو خلافت کے اہل ہوں گے۔ متبادر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کثیر [illegible] خلافت کے اہل ان میں موجود رہیں گے حقیقت یہ ہے کہ خلافت کی اہلیت کمال درجہ [illegible] اہلیت خلافت اسلامیہ کے لیے ضروری ہے۔ خلفائے راشدین پر تمام ہو گئی ان [illegible] اہلیت کا جامع بعد میں کوئی بھی نہوا [illegible] اگرچہ امیہ آخری خلیفہ [illegible] عبد العزیز پھر خلفائے بنی عباس [illegible] شرائط خلافت [illegible] نامہ اعمال میں [illegible] حضرت عبد اللہ [illegible] کے نامہ اعمال میں بھی ان [illegible] امام حسن اور حسین بہت [illegible]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم وحی تھا کہ امارت و خلافت [illegible] قبیلہ کی اہلیت کو آج اہل عرب مانتے ہیں تھوڑے زمانہ کے بعد [illegible] ہو کر دین کے کاموں میں سستی کرینگے اور امارت و خلافت سے محروم ہو جائینگے اسلئے فرمایا ما اقاموا الدین

اس کے علاوہ ان میں سے ظالم خلفاء کی انتہائی ناا ہیت کی خبر بھی دے دی گئی تھی

هلكة امتي على ايدي غلمة من قريش ۔ میری امت کی ہلاکت قریش نوجوانوں کے ہاتھ سے

ہو۔ صحیح بخاری

واقعات سے اس پیشگوئی کی تصدیق بھی ہو گئی۔

حدیث لا يزال هذا الامر في قريش ما بقي منهم اثنان کے مرقوم بالا وہ [illegible] اور اس کے علاوہ بھی جو لکھے گئے ہیں۔ ان سے کسی طرح تسکین خاطر نہیں ہوتی یہ [illegible] خلافت قریش سے نکل نہیں [illegible] اس وقت تک خلافت قریشی [illegible] ایک تاویل حدیث مذکور کی مناسب اور صحیح کہی جا سکتی ہے جس کو تیسیر القاری [illegible] شیخ نور الحق [illegible] محدث دہلوی نے منجملہ دیگر [illegible] [illegible] قریش [illegible] اشکال رفع ہو جاتے ہیں یعنی [illegible] خلافت [illegible] لوگوں کی [illegible] قریشیوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ لیکن وہ قریش ہی میں ہے اس لئے [illegible] سلیم کو خلافت حوالہ کی ہے۔ تو سلطان سلیم قریشی نسل سے [illegible] ساتھ ایک قریشی خلیفہ کی طرف سے [illegible] ہونے کی بدولت قریش کے حکم میں ہو گئے [illegible] طرح قریشی کا [illegible] احکام میں قریش میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور [illegible] فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

[illegible] ابو عبیدہ [illegible] معاذ بن جبل [illegible] خلافت [illegible] قریش کے [illegible] جائے [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کہنا اور [illegible] ترکی خلافت قریشی خلافت کے حکم میں ہے اور ترکی خلیفہ امیر المومنین [illegible]

الجیب

محمد [illegible] قادری [illegible]

[illegible] قریش کا [illegible] حکم [illegible]

[illegible]

سوال محمد صالح منگل بازار ہزاری باغ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس عالم یا مولوی کی نسبت جو خلیفۃ المسلمین حال کو نہ مانتا ہو نہ ان کا نام خطبہ میں لیتا ہو بلکہ خلیفۃ المسلمین کو معمولی بادشاہ اور گمراہ وظالم ترک خیال کرتا ہو، و غازیان اسلام کے امدادی چندہ کو حرام کہتا ہو۔ نیز ہر ایسے چندے کو جو شہر سے باہر بھیجا جانے خواہ وہ مظلوم و بیکس مسلمانوں کے لیے ہو خواہ بیوہ کان کی امداد کے لئے یا ایسی ایسی ہی ضرورتوں سے باہر بھیجا جائے ناجائز و حرام قرار دیتا ہو اور نماز جمعہ یا عیدین کو ایک جگہ ہو کر ہر مسجد میں خواہ اس مقام میں کتنے ہی مسجدیں ہوں پڑھنے کا حکم دیتا ہو اس عالم کی اقتدا جائز ہے یا نہیں یا اس پیر کی بیعت جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ قبل سے بیعت ہوں ان کو اب کیا کرنا چاہیئے دلائل کے ساتھ واضح طور پر مہر و دستخط کے ساتھ تحریر فرما کر مشکور فرمادیں +

الجواب

ترکوں میں خلافت قرشی کی تفویض کی ہوئی آئی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ قرشی اگر غیر قرشی کو خلافت تفویض کردے تو یہ خلافت بھی قرشی خلافت کہی جاتی ہے۔ تیسیر القاری شرح بخاری کی عبارت ہے ونیز جمعیکہ ماذون باشند از قریش حکم قریش دارند جلد ۴ صفحہ ۳۰۸ ۔ اور اس کی دلیل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے فان ادرکنی اجلی وابو عبیدۃ حی استخلفتہ وان ادرکنی اجلی وقد مات ابو عبیدۃ استخلفت معاذ بن جبل کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۰ طبع مصر ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے موت آئے اس حال میں کہ ابو عبیدہ بن جراح زندہ ہوں تو میں انہیں خلیفہ بناؤں گا۔ اور اگر مجھے موت آجائے اور ابو عبیدہ وفات پاچکے ہوں تو معاذ بن جبل کو خلیفہ بناؤں گا۔ واضح ہو کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح قریشی عشرہ مبشرہ سے تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری غیر قریشی تھے۔ ان کا نسب کسی طرح قریش میں نہیں ملتا ساتھ اس کے حضرت عمر رضی اللہ

نے اپنے بعد ان کو خلیفہ کرنا تجویز کیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ قریشی اگر غیر قریشی کو خلیفہ بنا
اور خلافت کو اوسے تفویض کردے تو جائز ہے۔ اور معلوم ہے کہ ترکوں کو مصر کے عباسی
خلیفہ نے خلافت تفویض کی ہے۔ تو یہ ترکی خلافت بھی قریشی خلافت کے حکم میں ہے اور یہ
خلافت صحیح ہے۔ +

انعقاد خلافت کی چار صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ علما و فضلا اور قوم کے سردار کسی کو
خلافت کا اہل سمجھکر اُس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں۔ دوم یہ کہ خلیفہ اپنی حیات میں
اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لئے کسی کو نامزد کرے اور اس کے لئے بیعت کرے، تو
اگر وہ شخص اہل ہوگا اور خلافت کے شرائط اس میں پائے جائیں گے اور لوگ اس کو قبول
کرلیں گے تو خلیفہ کہا جائیگا۔ سوم خلیفہ اپنے بعد چند خاص لوگوں میں خلافت کو محدود
کردے کہ ان لوگوں میں سے ایک کو آپس کے مشورہ سے منتخب کرلیں۔ چہارم تسلط سا...
کے ذریعہ سے ہو یا جنگ کرکے تو یہ شخص متسلط اگر جنگ کے بعد تمام ملک میں امن قایم کرے
تو امن ہو جانے کے بعد خلیفہ مان لیا جاگا اور جبتک جنگ باقی رہیگی خلیفہ مانا نہ جا...
اسوقت جو خلیفہ ہیں ان کا نام عبد المجید خاں ثانی ہے۔ یہ پیشتر نامزد بھی تھے۔
بادشاہوں کی اصطلاح میں جس کو **ولی عہد** کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں ترکوں میں جو
لوگ ذی اقتدار اور با اختیار اور اہل علم و دانش ہیں انھوں نے قدیم شاہی انتظام و رسوم
کو منسوخ کردیا ہے تو اُن کے ولی عہد کو بھی منسوخ کرکے انتخاب کے قاعدہ کو جاری کیا اور
اہل الرائے کے مشورہ میں دیا کہ وہ لوگ جس کو منتخب کریں وہ خلیفہ قرار دیا جائے۔ اہل شوریٰ
نے ان کو منتخب کیا اس طرح انعقاد خلافت کی دو صورتیں ان میں مجتمع ہوگئیں نامزدگی جو پہلے
سے تھی اور انتخاب جو بہترین صورت انعقاد خلافت کی ہے۔ اس کے بعد بلاد اسلامیہ کے
اکثر اور کثیر علماء نے بھی اس کو پسند اور تسلیم اور قبول کرلیا اس طرح عبد المجید خاں ثانی کی خلافت
صحیح تسلیم کرلیگئی ہے۔ اس کا انکار کرنے والا جماعت سے جدا ہونے والا ہے۔ خلیفہ اگر ظالم ہو

تو ہمارا و اطاعت کرنی چاہیئے بجز منہیات شرعیہ کے کل احکام میں یعنی گناہ کا حکم دے تو نمانا جاوےگا۔
باقی احکام سب کے مانے جاوینگے۔ احادیث میں یہی حکم ہے۔ بخاری کی حدیث ہے عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ
فلا سمع ولا طاعۃ ترجمہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اپنے خلیفہ کی بات سننی
اور حکم ماننا لازم ہے جس میں خوش ہوا اور جس بات پر ناخوش ہوا اور جب گناہ کا اسے حکم دیا جائے تو سننا
اور اطاعت کرنا نہیں ہے۔ دوسری حدیث ہے عن ابن عباس یرویہ قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من رای من امیرہ شیئاً فکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا
فیموت الا مات میتۃ الجاھلیۃ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے امیر خلیفہ سے ایسا کام دیکھے کہ اس کو برا جانتا
ہو تو چاہیئے کہ صبر کرے تحقیق کوئی ایسا نہیں کہ جماعت میں ایک بالشت فرق ڈالے اور
مر جاوے مگر وہ جاہلیت یعنی کفر کی موت مریگا + اب جو شخص اسوقت کے خلیفہ عبد الحمید
خان ثانی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ ونصرہ واعزہ علی الکفرۃ الفجرۃ۔ کو نہ مانتا ہو ان کا نام خطبہ میں
نہ لیتا ہو بلکہ خلیفۃ المسلمین کو معمولی بادشاہ اور گمراہ وظالم ترک خیال کرتا ہو یہ اسکی جہالت ہے۔
کوئی بات ان خلیفہ کی گمراہی کی معلوم نہیں اور کسی پر ان کا ظلم کرنا بھی ثابت نہیں تو
ان کو گمراہ اور ظالم کہنا تہمت اور افترا ہے بہتان ہے۔ غازیان اسلام کے امدادی
چندہ کو حرام کہنا نیز ہر ایسے چندہ کو جو شہر سے باہر بھیجا جاوے خواہ وہ مظلوم اور
بیکس مسلمان کے لئے ہو خواہ بیوگان کی امداد کے لئے یا کسی ایسی ہی ضرورت کیلئے شہر
سے باہر بھیجا جاوے اُس کو ناجائز اور حرام قرار دینا کم علم کا سبب ہے مانا یہ بیشک ہے کہ
ایک شہر یا قصبہ میں اگر متعدد مسجدیں ہوں تو ہر مسجد میں نماز جمعہ
جائز ہے۔ اور جو مسجد قریب ہو اس میں جمعہ اگر ہوتا ہو تو اُس میں جمعہ کی
نماز پڑھنی بہتر ہے۔ اور جامع مسجد میں جمعہ افضل تر ہے۔

عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان یا عیدگاہ میں افضل ہے اور اگر کسی مسجد میں بھی پڑھ لیگا تو جائز ہے۔

خلافت اور چندہ وغیرہ کے متعلق خلاف کرنے والے کی اقتدا میں نماز کے جائز ہونے یا نہونے کا سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نماز اس کے پیچھے جائز ہے اس وجہ سے کہ جن مسائل میں اُس نے اختلاف کیا ہے یہ فروعی مسائل ہیں عقائد کے متعلق مسائل نہیں ہیں۔ اور اگر اُس مجمع میں کوئی عالم فاضل یا حافظ قاری موجود ہو تو افضل یہ ہے کہ اُس عالم فاضل یا حافظ قاری کو نماز کا امام بنا لیا جائے

بیعت کے متعلق جواب یہ ہے کہ اگر اُس کو بیعت لینے کی اجازت صحیحہ حاصل ہے تو بیعت لینی اس کو جائز ہے اور جتنے لوگ اُس سے بیعت کر چکے ہیں ان سب کی بیعت صحیح ہے۔ اور اگر وہ خود کسی کا مرید نہیں یا مرید ہوا ہو مگر پیر سے یا کسی دوسرے صاحب سلسلہ سے اجازت بیعت لینے کی اس کو نہو تو اس کی بیعت صحیح نہیں۔ اور جس کی بیعت صحیح نہیں۔ اس سے جن لوگوں نے بے خبری میں بیعت کر لی ہو وہ دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

محمد بدر الدین پھلواری ۹ شوال [illegible]

سوال محمد عمر از پٹنہ ڈاک خانہ جھاؤ گنج

دریافت طلب یہ بات ہے کہ کوئی حدیث جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہے [illegible] بارہ خلیفہ ہوں گے یہ صحیح فرمایا ہے۔ اور اگر صحیح ہے تو ان بارہ خلیفوں کا نام رقام فرمایئے ہم نے سنا ہے کہ بعض علما بنی امیہ سے ان بارہ میں یزید کو بھی خلیفہ بتایا ہے درخواست صحیح ہے یا غلط۔ محمد عمر از پٹنہ گذری ڈاکخانہ جھاؤ گنج۔ بمکان جناب نواب سید بندہ علی خاں عرف سید میر نواب۔

اس کا جواب جلد دیا جائے بنظر تحقیقات ذاتی یہ بات دریافت کرنے کی ضرورت ہے ورنہ کسی جھگڑا اور قصہ نہیں ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وباللہ التوفیق وبہ نستعین۔ اس امت میں بارہ خلیفہ ہوں گے یہ مضمون حدیث میں ہے۔ ایک تو صحیح مسلم کی حدیث ہے۔

عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش۔

دوسری حدیث حاکم نے تخریج کی ہے اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔

عن عون ابن ابی جحیفة عن ابیہ قال کنت مع عمی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال لا یزال امر امتی صالحا حتی یمضی اثنا عشر خلیفة ثم قال کلمة وخفض بھا صوتہ فقلت لعمی وکان امامی ما قال یا عمی قال یا بنی کلھم من قریش۔

تیسری حدیث بیہقی اور ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔

عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فیکم اثنا عشر خلیفة ابوبکر الصدیق لا یلبث خلفی الا قلیلا، وصاحب رحی دار العرب یعیش حمیدا ویموت شھیدا فقال رجل ومن ھو یا رسول اللہ قال عمر بن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان فقال وانت سیسألک الناس ان تخلع قمیصا کساکہ اللہ والذی بعثنی بالحق لئن خلعتہ لا تدخل الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔

سوال یہ نہ تھا کہ اول بارہ خلیفہ کا نام بتلایئے۔ بارہ خلیفوں کا نام میری نظر سے کسی حدیث میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ احادیث مذکورہ بالا میں سے دو حدیثوں میں بارہ خلیفہ قریشی ہونے کی خبر ہے۔ ایک کے بعد ایک سب متصل ہوں گے یا ان میں فصل ہوگا اس کا ذکر نہیں۔ تیسری حدیث میں قریشی کی خصوصیت نہیں ہے لیکن اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور لا یلبث خلفی الا قلیلا کہکر گویا بتادیا گیا کہ پہلے خلیفہ یہی ہوں گے اُن کے بعد والے کی صفت خاص کو بیان فرمایا اور سائل کے سوال پر اس صفت والے کا نام عمر بن الخطاب بتایا یعنی دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں گے اس کے بعد حاضرین میں سے حضرت ذی النورین کی طرف التفات فرمایا کہ تم سے لوگ چاہیں گے کہ جو قمیص کہ خدا نے تمہیں پہنایا ہے اوتار ڈالو (یعنی قمیص خلافت) تو قسم ہے اس کی جس نے مجھے مبعوث کیا اگر تم اسے اوتار ڈالو گے تو جنت میں داخل نہ ہوگے۔ اس سے تیسرے خلیفہ کا نام ظاہر ہوگیا۔ اور اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے واقع بھی ہوا۔

دوسری دوسری حدیثوں سے بھی ان تین بزرگوں کے نام اسی ترتیب سے آپ کے بعد خلافت پانے پر دلالت کرتے ہیں۔

اخرج الحاکم عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع زکوتنا اذا حدث لک حدث فقال ادفعوها الی ابی بکر فقلت ذلک لھم قال قالوا سلہ ان حدث بابی بکر حدث الموت فالی من ندفع زکوتنا فقلت لہ ذلک قال تدفعونھا الی عمر قالوا فالی من ندفعھا بعد عمر فقلت لہ ادفعوھا الی عثمان۔

سائل کی یہ غرض تھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ کا مال اُس شخص کے پاس آنا چاہیے جو آپ کی جگہ کا قائم ہو یعنی آپ کی نیابت اور خلافت میں دین کے متعلق کاموں کو بجا دینے والا ہو۔ اس کے جواب آپ نے ان اصحاب کرام کے ناموں کو ترتیب کے ساتھ فرمایا۔

واخرج الاسماعیلی فی معجمه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع اعرابیا بقلائص الی اجل فقال یا رسول اللہ ان عجلتک منیتک فمن یقضینی قال ابو بکر قال فان عجلت بابی بکر منیته فمن یقضینی قال عمر قال ان عجلت بعمر منیته فمن یقضینی قال عثمان۔ قال فان عجلت بعثمان منیته فمن یقضینی قال ان استطعت ان تموت فمت

میت کے دین کا ادا کرنا یا اولاد اہل قرابت میں سے وارثوں کے ذمہ ہوتا ہے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد ذکور فوت ہو چکی تھیں۔ اناث میں فقط ایک صاحبزادی محترمہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اور اہل قرابت میں ایک عم معظم اور کئی برادران اعمام اور ازواج مطہرات تھیں بظاہر ترکہ پانے کے مستحق اور ادائے قرض کا بار ادٹھانے والے یہی بزرگان تھے۔ لیکن سائل کے جواب میں اپنے لیئے دین کا ادا کرنے والا آپکے بعد دیگرے تین اصحاب کرام کا نام فرمایا جو آپ کے بعد اسی ترتیب سے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے بعد خلیفہ ہونے والے تین اصحاب کرام کے متعلق ان دونوں حدیثوں میں صریح پیشین گوئی ہے۔

بعض حدیث سے چوتھے خلیفہ ہونے والے کا نام بھی ملجاتا ہے۔ اس لئے کہ جس ترتیب سے ناموں کو آپ نے بیان فرمایا ہے۔ آپ کے بعد خلافت اسی ترتیب سے ان ہی بزرگوں کو ملی

ترمذی کی حدیث ہے۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الھجرۃ واعتق بلالا من ماله رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وماله صدیق رحم اللہ عثمان تستحییه الملائکه رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معه حیث دار

ابو یعلی کی روایت ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارأف امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی الاسلام عمر واصدقھم حیاء عثمان بن عفان

وأقضاهم علی بن ابی طالب وافرضهم زید بن ثابت وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل واقرئهم اُبَیّ بن کعب ولکل امة امین وأمین هذه الامة ابو عبیدة الجراح۔

اسی طرح اصحاب عشرہ بشرہ والی حدیث میں پہلے چار نام خلفاء راشدین ہی کے ہیں۔ اسی ترتیب سے جس ترتیب سے خلافت ان بزرگوں میں آئی۔

اور ابو داؤد کی روایت ہے۔

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه ان رجلا قال یا رسول الله انی رأیت کأنّ دلوا دلی من السماء فجاء ابو بکر فاخذ بعراقیها فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیها فانتشطت وانتضح علیه منها شیء۔

یہ خواب بھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت پانے والے چاروں خلفاء راشدین کا نام ظاہر کرتا ہے۔

ان چار خلفاء راشدین کے علاوہ کسی کا نام خلافت پانے کے متعلق کسی حدیث میں صراحۃً میری نظر سے اس وقت تک نہیں گزرا۔ اس لئے بارہ خلیفوں میں سے چار کے سوا باقی کا نام میں نہیں بتا سکتا۔

والا آخری حصہ یہ ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ بعض علماء اہل سنت نے ان بارہ میں یزید کو بھی خلیفہ بتایا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خلافت کی دو قسم ہے ایک خلافت راشدہ تامہ دوم خلافت ناقصہ خلافت راشدہ منہاج نبوت پر ہوئی اور آیندہ بھی جب خدا چاہے تو ہو۔ اور خلافت ناقصہ ملک عضوض اور سلطنت جبارہ کی ہے۔

قسم اول خلافت کی صفت راشدہ کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا دوسری حدیث ابن ماجہ کی ہے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے جس کا آخری حصہ یہ ہے

مَن یعش منکم فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بما عرفتم من سنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ وعلیکم بالطاعة وان کان عبدا حبشیا فانما المومن کالجمل الانف حیث ما قید انقاد۔

اور خلافت راشدہ کا منہاج نبوت پر ہونا اس حدیث سے واضح ہے۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ

عن نعمان بن بشیر عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوة فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم تکون ملکا جبریة فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ثم سکت۔

اس حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ اس امت میں زمانۂ نبوت کے بعد خلافت ہوگی منہاج نبوت پر جبتک خدا چاہے خلافت کو خدا ختم کر دیگا تو سلطنت ہوگی ظلم اور خونریزی کی ... بھی ختم کر دیگا تو جبریہ سلطنت ہوگی جب تک خدا چاہے پھر اس کو خدا تمام کرے گا تو خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔

منہاج نبوت پر خلافت کے ہونے کا دو زمانہ بتایا گیا۔ اول تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی متصل۔ دوم جب مملکت عضوض اور جبریہ ختم ہو جائے گی تو پھر خلافت علی منہاج النبوة کا اعادہ ہوگا۔

جب خلافت راشدہ کا (جس کو خلافت علی منہاج النبوۃ بھی فرمایا گیا ہے) دو زمانہ ہے دونوں زمانہ کے درمیان قتل اور خونریزی کی سلطنت اور جبریہ سلطنت حائل ہے تو بارہ خلفاء قریشی جن کی خبر دی گئی ہے یکے بعد دیگرے متصل نہوں گے بلکہ متفرق ہوں گے کچھ لوگ زمانۂ اول ہیں جو نبوت کے بعد ہے اور کچھ لوگ اُس آخر زمانہ میں ہوں گے جو ملک عضوض اور ملک جبریہ کے بعد آئے گا۔

اس حدیث میں نہ خلافت کی مدت بتائی گئی ہے نہ ملک عضوض کی نہ ملک جبریہ کی۔ دوسری حدیث میں اول زمانہ خلافت کی مدت جو نبوت کے بعد متصل ہوگی مذکور ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے۔

سعید بن جمہان قال حدثنی سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک ثم قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم قال وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان ثم قال امسک خلافۃ علی فوجدناھا ثلثین سنۃ قال سعید فقلت لہ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک شر الملوک۔

سنن ابو داؤد میں اس حدیث کے آخر کے الفاظ یہ ہیں۔

قال سعید قلت لسفینہ ان ھؤلاء یزعمون ان علیا لم یکن بخلیفۃ قال قال کذبت استاہ بنی الزرقاء یعنی بنی مروان۔

خلفاء اربعہ کی مدت خلافت کو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے جس طرح سے شمار کیا ہے اس میں مہینوں اور دنوں کی کسرات کو چھوڑ دیا ہے اگر کسرات جوڑے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد تیس سال میں سے چھ ماہ باقی رہ جاتے ہیں۔ یہ قلیل زمانہ حضرت امام حسن علی جدہ و علیہ السلام نے پورا کیا اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد ان ہی کے ہاتھ پر بیعت لوگوں نے کی تھی تو اس واقعہ اور حساب سے خلافت راشدہ کے تمام ہونے تک جو تیس سال

گزرے اس میں پانچ خلیفہ ہوئے اور خامس خلیفہ راشدہ کا نام بھی مل گیا۔

اس کے بعد ملک عضوض کا آغاز ہو جیسا کہ سعید کے قول کے جواب میں حضرت سفینہ نے بنی امیہ کے دعویٰ خلافت کی تکذیب کرتے ہوئے اُن کے ملوک ہونے کو بتایا۔ اس سے واضح دلیل دوسری یہ ہو کہ حاکم نے روایت کی ہو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام۔ واقعہ بھی یہی ہوا کہ خلفاء راشدین اربعہ کے ہاتھ پر بیعت مدینہ منورہ میں ہوئی اور ملک شام میں ملوک اسلام کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ طرفہ یہ کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں لکھتے ہیں۔

ومعاویہ بن ابی سفیان مے گفت لست بخلیفۃ ولکن
اول ملوک الاسلام وستجربون الملوک بعدی۔

نواب سید صدیق حسن خاں مرحوم نے اس قول کو آجری کی روایت بتایا ہو جو شاید آجری کی کتاب الشریعۃ میں ہو۔ اب جو کوئی ان لوگوں کو مثل خلفاء راشدین کے خلیفہ مانے وہ اس مثل کے مطابق ہو مدعی سست گواہ چست ٭

یزید کو خلیفہ نہ کہنے کے بہت سے وجوہ ہیں۔ اور خلافت راشدہ اور خلافت ناقصہ کسی میں بھی ان کا شمار نہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

اول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک سے ثابت ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کل تیس سال کی مدت میں ختم ہو جائے گی جو کہ ہجری سن کے سنہ [illegible] میں تمام ہوتی ہو۔ اور معلوم ہو کہ اس نعمت عظمیٰ سے یزید محروم رہا اس لئے اس کو خلیفہ نہیں کہہ سکتے یعنی خلافت راشدہ میں اس کا شمار نہیں۔

دوم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سوا خلافت علی منہاج النبوۃ کے بعد ملکاً عاضاً

جس کی ابتدا سنہ ۴۱ ہجری کے بعد سے ہوئی اسی ملک عاض کا ملک ثانی یزید ہوا ہے اس کی سلطنت سنہ ۶۰ ہجری میں ملی تھی تو وہ راشدہ خلیفہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن من روایت سے خلافت راشدہ کے بعد ملک عضوض جو خلافت ناقصہ کا زمانہ ہے اس میں اس کا شمار ہونا موہوم ہوتا ہے اس کی نفی آگے آتی ہے۔

حصول خلافت کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ خلیفہ کسی شخص کو خلافت کا اہل پاکر اپنی زندگی میں خلافت تفویض کرے یا وصیت کرے کہ میرے بعد یہی خلیفہ مقرر کیا جائے مؤخر الذکر کو استخلاف کہتے ہیں۔ بعد اس خلیفہ کے کہنے کے موافق خلیفہ کے بعد لوگ اس خاص شخص کو قوم کا خلیفہ مان لے تو وہ خلیفہ کہا جائیگا جیسا کہ حضرت صدیق اکبر خلیفۃ الرسول کے استخلاف سے حضرت فاروق اعظم خلیفہ ہوئے اور سبط اکبر رسول الثقلین کی تفویض سے جو کہ خلافت راشدہ کے خلیفہ خامس تھے۔ حضرت امیر شام بھی راشدہ خلیفہ کہے جاتے اگر خلافت راشدہ کی مدت کچھ اور باقی رہ جاتی۔ لیکن اس کی مدت ختم ہو کر ملک عاض کا آغاز ہو گیا تھا۔ اب وہ خلافت ناقصہ کے خلیفہ کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن امیر شام کا لقب اُن کے ساتھ گویا جزو لاینفک ہو گیا تھا کہ جس طرح حضرت ذی النورین کے زمانہ تک امیر شام رہے تھے اس تفویض سے اور عرب و عجم کی بیعت کے بعد بھی امیر شام ہی کے لقب سے ملقب رہے۔ حالانکہ وہ تمامی ممالک اسلام کے امیر یعنی ملک عضوض کے ملک اول یا یہ کہ خلافت ناقصہ کے پہلے خلیفہ ہو گئے تھے۔ اس معنی میں لوگوں نے ان کو لکھا ہے کہ حضرت [illegible] کی تفویض اور عرب و عجم کی بیعت کے بعد وہ امیر عادل [illegible] کا مقصود ان کے بارہ میں امیر عادل سے خلافت راشدہ کا امیر عادل [illegible] بلکہ خلافت ناقصہ کا امیر عادل ہونا ہے۔

کتابوں میں [illegible] کے [illegible] حضرت امیر [illegible] استخلاف [illegible] چاہیئے کہ استخلاف مذکور سے یزید خلیفہ بھی [illegible]

اس لئے کہ سطاقاً خلیفہ استخلاف سے خلیفہ راشد ہی کے ہوگا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد نہ تھے خود اُن کا قول کراوپر گزرا یہ ہی کہ وہ خلیفہ نہیں بلکہ اول ملوک اسلام ہیں تو ملک اسلام کی استخلاف سے ملک اسلام ہوگا یعنی خلافت ناقصہ کا خلیفہ اور جبکہ استخلاف ہی صحیح نہ ہو تو یزید ملک عضوض کا ناقص خلیفہ بھی نہ ٹھیرے گا۔ حق یہ ہے کہ اُن کا استخلاف صحیح نہ تھا۔ اس لئے کہ اُن کے اور حضرت امام حسن علیٰ جدہ وعلیہ السلام کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اُس میں حضرت امام نے لکھدیا تھا کہ معاویہ کے بعد یہ منصب ہم لوگوں میں واپس آئے۔ اس شرط کی وجہ سے آل و عترت نبوی صلے اللہ علیہ سلم کے سوائے دوسرے کی طرف اس کو منتقل کرنے کا اُن کو حق ہی نہ تھا۔

سوم وجہ اُن کے استخلاف کے عدم صحت کی۔ ابو شکور سالمی رحمہ اللہ علیہ (التمہید فی بیان التوحید) میں لکھتے ہیں ان استخلاف معاویۃ فی حق یزید لم یصح بدلیل انہ طلب البیعۃ من عمرو بن العاص ولو کان استخلافہ صحیحا لکان لا یحتاج الی البیعۃ۔ پھر مضمون کہ یزید خلیفہ نہ تھا اسی کتاب تمہید میں لکھتے ہیں ثم بیعۃ الصحابۃ والمسلمین لم تتفق علی یزید مثل عبد اللہ بن زبیر ومحمد بن الحنفیۃ والحسین بن علی وکثیر من اھل البیعۃ لم یتفقوا علیہ فلم یکن اماما عادلا فصح بھذا ان الحسین لم یکن باغیا ولم یخرج علی الامام الحق۔

امام عادل ہی کو خلیفہ کہتے ہیں۔ جب یزید کے امام عادل ہونے کی نفی کر دیگئی تو اُس کو خلیفہ کہنا صحیح نہیں یہ کتاب التمہید فی بیان التوحید اہل سنت کے عقائد کے بیان میں ہے۔ درس نظامیہ کے پہلے یہ کتاب طلبا کے درس میں تھی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بھی اس کو پڑھا تھا۔

انعقاد خلافت کی ایک صورت تغلب اور استیلا ہے۔ خلیفہ کے فوت ہوجانے کے بعد کوئی

شخص لوگوں سے سازش کرکے یا لڑ جھگڑ کر متسلط ہو جائے اور امن و امان قائم کرے جس طرح مروانیوں اور عباسیوں کے متغلب اول نے کیا۔ لیکن یزید اس صورت سے بھی بے نصیب اور قاصر رہا۔ ملک میں تسلط کامل اور قیام امن مرنے کے وقت تک اس سے نہ ہو سکا۔ مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کے بعد اس کا لشکر اہل مکہ معظمہ سے مصروف جنگ تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر اس لشکر نے پا کر بغیر فتح حاصل کئے ہوئے خائب و خاسر واپس ہوا۔ خلاصہ امام خلافت راشدہ ہو یا ناقصہ اس کے انعقاد کی چار ہی صورتیں ہیں۔ اول اہل حل و عقد کے انتخاب پر وہاں کے مسلمانوں کا اجماع ہو جانا۔ دوم خلیفہ راشد کا استخلاف یا تفویض۔ سوم خلیفہ کا چند اہلیت رکھنے والوں میں اپنے بعد خلافت کو محدود کر دینا۔ چہارم اہل یا نا اہل مسلمان کا متغلب ہو جانا اس کا غلبہ تدبیر سے ہو یا قتال سے بشرطیکہ غلبہ کے بعد امن و امان ملک میں قائم کرے ان چار صورتوں میں سے کوئی ایک بھی یزید میں صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے اوس کو خلیفۂ ناقص بھی نہیں کہہ سکتے۔

اپنے کو اہل سنت ظاہر کرنے والوں میں سے بعض فاسد العقیدہ نے یزید کو امام کہا ہے۔ امام سے یہاں اس کا مطلب خلیفہ ہے۔ اس قول کو ابو شکور سالمی رحمہ اللہ نے تمہید میں خلاف عقیدہ اہل سنت کے دیکھ کر ذکر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

القول الثامن فی قتل الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اهل السنة والجماعة ان الحسین کان الحق فی یدہ وقد قتل مظلوما وقال المتقشفة بان الحسین کان باغیا لانه خرج علی امامه۔

اس کے بعد اس قول کے ذکر میں یزید کو غیر عادل اور فاسق بتایا ہے۔ لکھتے ہیں۔

روی انه شرب الخمر وامر بالملاهی والغناء ومنع الحق عن اهلها وفسق فی دین اللہ اور اس بحث کا آخر حصہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ فلم یکن اماما عادلا فصح بهذا ان الحسین لم یکن باغیا ولم یخرج علی الامام الحق۔

تمہید کے مصنف نے بتادیا کہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام حق پر تھے اور مظلوم شہید ہوئے اور یزید کو امام یعنی خلیفہ ماننے والا اہل سنت کے عقیدہ کا مخالف ہے

اس کے بعد ملا علی قاری رحمہ اللہ سے حدیث لایزال الامر عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کے بارہ خلفاء کے نام بتانے میں جو تسامح ہوا ہے اُس کو بیان کر دینا بھی ضروری ہے۔

فقہ اکبر کی شرح میں حدیث مذکور کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

وکان الامر کما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فالاثنا عشر ہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ ویزید وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعۃ وبینہم عمر بن عبدالعزیز ثم اخذ الامر فی الانحلال۔

انھوں نے سمجھا کہ بارہ خلیفے یکے بعد دیگرے متصل ہوں گے اور انہی بارہ کے زمانہ تک اسلام کو غلبہ رہیگا۔ اس کے بعد انحطاط جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے وکان الامر کما قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم پھر یہ جملہ ثم اخذ الامر فی الانحلال امر کے لکھنے کے وقت شاید ان کے ذہن سے وہ حدیث جاتی رہی جس میں خلافت کی مدت تیس سال اور بعد اس کے ملک عاض ہے۔ حالانکہ اسی شرح فقہ اکبر میں وہ خود خلافت کی مدت تیس سال میں محدود لکھتے ہیں وخلافۃ النبوۃ ثلثون سنۃ اور خلفاء اربعہ راشدین میں کے ہر ایک کی خلافت کے سال وماہ کو لکھکر کہتے ہیں۔ وخلافۃ الحسن انہ ستۃ اشہر واول ملوک الاسلام معاویۃ الخ واسی کتاب میں ہے وما تفوہ بعض الجھلۃ ان الحسین کان باغیا فباطل عند اھل السنۃ والجماعۃ ولعل ھذا من ھذیانات الخوارج لخروج عن الجادۃ۔ اس عبارت سے ثابت ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام حق پر تھے باغی نہ تھے۔ کتاب تمہید سے بھی یہ مضمون اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اور جب وہ حق پر تھے اور مظلوم شہید ہوئے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یزید خلیفہ نہ تھا ملک عاض کا ظالم اور جابر، اور اپنے فسق و فجور کے سبب غیر مستحق خلافت تھا

اس کے ہاتھ پر بیعت امارت جائز نہ تھی۔ اگر بیعت جائز ہوتی تو حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام ہرگز انکار نہ فرماتے۔

ملک عاض کا مطلب محدثین نے یہ لیا ہے کہ جنگ اور خونریزی کی سلطنت ہو گی یعنی غیر مسلموں سے غزا کے بجائے مسلمانوں ہی کا خون ناحق بہایا جائیگا جس کا ثبوت واقعہ ہائلہ کربلا اور حرمین شریفین پر فوج کشی واقعہ فاجعہ حرّہ جس میں سترہ سو اصحاب مہاجرین وانصار اور تابعین اخیار سات سو قرآن مجید کے حفاظ ان کے علاوہ دس ہزار آدمی شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ کا تاراج مسجد نبوی کی بیحرمتی مکہ معظمہ کا محاصرہ خانۂ کعبہ پر آگ پھینکنا جس سے خانہ کعبہ جل گیا یہ کل افعال شنیعہ یزید کے عہد حکومت کے ہیں۔ یہ سب اس رنج اور غصہ کے اظہار میں ہوا کہ استخلاف کے زمانہ میں اہل مدینہ منورہ نے اُسکی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اور اُس کے ابتدائے عہد حکومت میں کچھ لوگوں نے بیعت کی بھی تو واقعہ کربلا اور یزید کا فسق و فجور ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ منورہ نے مجتمع ہو کر اُس بیعت کو فسخ کیا کسی نے عمامہ سر سے اوتار کر پھینکا تو کسی نے نعلین پاؤں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ اس طرح بیعت سے باہر کرتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ اُس مجلس میں عمامہ اور نعلین بطور ڈھیر کے جمع ہو گیا تھا۔ اہل مکہ معظمہ نے بھی اقالہ بیعت کی۔ یزید کے خلع بیعت کے بعد سبھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حرمین شریفین میں مہاجرین وانصار موجود تھے جن کو خلیفۃ المسلمین بنانے کا حق تھا۔ جب ان لوگوں نے یزید کو خلیفہ تسلیم نہ کیا تو اُس کو خلیفہ کہنا یا حدیث میں جن بارہ خلفاء کی خبر دیگئی ہے اُن میں یزید کو اور بنی مروان کو شمار کرنا صحیح نہیں۔

اولؔ تو اس وجہ سے کہ یہ سب ملک عاض کے ملوک تھے۔ دوئم صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ہو هلكة امتي على ايدي غلمة قريش۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم حجج الکرامۃ میں غلمۃ قریش کی شرح میں لکھتے ہیں

مراد بنی امیہ اند۔ در مجمع البحار گفتہ ابو ہریرہ ایں ہمہ را بنام و نشان ایشاں
می شناخت۔ لیکن بخوف مفسدہ ظاہر نمی کرد و مراد یزید بن معاویہ و دیگر نوسالان
بنی امیہ و حجاج بن یوسف و سلیمان بن عبد الملک و امثال ایشاں اند
جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یزید سے لیکر بنی امیہ و بنی مروان کے ظالم حکمرانوں کو امت محمدیہ
کا ہلاک کرنے والا جانتے تھے تو ان سب حکمرانوں کو خلفائے راشدین کے ناموں کے بعد
فہرست خلفار میں شامل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ سب شامل کئے جائیں تو دیکھنے والوں کو
ان کے خلفار ہونے کا شبہ پیدا ہوگا جیسا کہ اس سوال کے سائل کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے
حالانکہ یہ سب حکمران مذکورین ملک عاض کے جابر و جائز ملکوں اور ظالم بادشاہوں میں سے
تھے۔ مگر ایک شخص جس کا نام عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے عہد حکومت کو عہد خلافت
اور اُن کی ذات محمود الصفات کو خلیفہ کہسکتے ہیں اس لئے کہ انھوں نے اپنے ظالم اجداد مروانیوں
کے طرز حکومت کے خلاف اپنے زمانہ حکومت کو خلافت راشدہ کا نمونہ بنا دیا تھا۔
مروان کا باپ حکم اور اُس کی اولاد کی ذم میں کئی روایات ہیں جن میں سے بعض لکھی جاتی ہیں۔
نواب صدیق حسن خاں مرحوم حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ میں لکھتے ہیں۔ +
وگفت محمد بن کعب قرظی لعنت کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم حکم را و کسے را
کہ زائید شے او را۔ مگر صالحان را از ایشاں و آنہا قلیل اند و مروی ست
از عمرو بن مرۃ الجہنی کہ اذن خواست حکم بن العاص بر آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم
پس شناخت آواز او را۔ فرمود اذن دہید او را است یا یسر مار لعنت خدا برد
و بر آنکہ برآید از صلب شے مگر مومن از انہا کم اند۔ در اشاعۃ گفتہ ایں استثنار
اشارہ ست بسوے عمر بن عبد العزیز و امثال وے۔ انتہیٰ ❊
تواریخ کی کتابوں میں لکھا جاتا ہے خلفار بنو امیہ اور خلفائے بنی عباس اس کی وجہ جیسا کہ اوپر
میں نے لکھدیا ہے کہ خلافت کی دو قسم ہے ایک خلافت تامہ جس کو راشدہ بھی کہتے ہیں دوسری

خلافت ناقصہ باستثنار عمر بن عبد العزیز کے امویوں اور عباسیوں دوران سبھوں کے بعد ترکوں کی سلطنت کو خلافت لکھنے سے مراد یہی خلافت ناقصہ ہے. ان لوگوں میں سے بھی بعض نے اگر ورع و تقوے عدل و انصاف اختیار کیا ہو تو مثل عمر بن عبد العزیز کے مستثنےٰ ہوں گے آخر میں خلافت علی منہاج النبوۃ جس کی پیشین گوئی حدیث میں ہے وہ کب ہوگی اس کا علم خدا کو ہے۔

المجیب

محمد بدر الدین القادری الفلواری عفا اللہ تعالے عنہ

محرم سنہ ۱۳۴۱ ہجری

دستخطہائے علمائے دین

الجیب مصیب محمد محی الدین حبیبی قادری پھلواری غفرہ اللہ بارئہ	اصاب المجیب محمد قمر الدین پھلواری غفر اللہ لہ	اصاب من اجاب محمد نظام الدین القادری اصلح حال اللہ باری	المجیب مصیب محمد عثمان غنی دیوروی غفر اللہ لہ
کل جواب صحیح ہے یزید بیشک خلیفہ نہ تھا محمد نور حسن غفر اللہ لہ	قد اصاب من اجوب محمد عبد السبحان	الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد زین العابدین [illegible]	نسبۃ الخلافۃ لیزید لیست بصحیح فقط [illegible] المجددی
نعم اصاب بقولہ الحق [illegible] [illegible]	الجواب صحیح والمجیب نجیح [illegible] غفر عنہ	الجواب صحیح سید محمد قاسم کان اللہ لہ مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ	ولک کذالک [illegible] [illegible]

للہ در المجیب حیث بلی	الجواب صحیح و المجیب نجیح	بیشک یزید بر حق خلیفہ تھا	ذلک کذلک الجواب
تلالؤ فی مسئلۃ الخلافۃ الصحۃ	عبد الرحمن مدرس	سید عبد الرشید	صحیح الرای نجیح
محمد صدیق مدرسہ ملی نظیر پور	مدرسہ شمس الهدیٰ	عفی عنہ	ریاض احمد انصاری
			مدرس مدرسہ اسلامیہ
نجیب مستعیب	ذالک کذالک و انا مصدق	ذلک کذلک	بتیا
سید محمد طاہر غفرلہ	لذلک مقبول احمد	عبد الودود	ضلع
مدرس اول مدرسہ اسلامیہ	تاب اللہ علیہ	در بھنگوی	چمپارن
اورنگ آباد ضلع گیا	در بھنگوی		

کان تلک المسئلۃ من معرکۃ الاراء ذہب بعضھم یمینا و شمالا فللہ در الفاضل لعارف المجیب حیث حقق ھذہ المسئلۃ بتحقیقات انیقۃ و شید مبانیہ بدلائل واضحۃ

الحق من اطلع علی واقعاتہ القطعیۃ علی ھتکہ حرمات اللہ کیف یسلم امارتہ و امامتہ الکبریٰ التی لیست الا لرجال اللہ الذین لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ فالحق ما حق سیدی و مولائی والحق احق ان یتبع۔

کتبہ

محمد عبد الوهاب عفی عنہ الندوی موطنا و الارودی نزیلا

وان عبید اللہ رحمہ اللہ علیہ علی ابوہ

اعلیٰ حضرت امیر شریعت شیخ طریقت مدظلہم الاقدس نے یزید پلید کو خلفائے اسلام سے جو خارج کیا ہے وہ عین مذہب اہل حق و مسلک اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ خلافت وہ جس کو امامت کبریٰ کہتے ہیں جاری طریقہ سے ہو فی الشرع بر استخلاف شوریٰ سے

اجماع اہل الحل والعقد تغلب۔ جس سے تمام وکمال تسلط ہو جائے اور امن وامان قائم ہوکر نزاع وتکرار فرو ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یزید پلید کی خلافت ان چہار طریقوں میں سے کسی ایک سے ثابت نہیں ہو پائی حضرت امام المسلمین سے [illegible] علاوہ بریں یزید نے ایسے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ کئے ہیں جس سے اُس کے نفس اسلام میں شبہ ہے۔ اگر ادلہ متعارض نہوتے تو اُس کے خارج عن الاسلام ہونے میں شبہہ نہ تھا۔ یہ چہ جائیکہ اُس کو خلیفۂ اسلام مان کر واجب الطاعت قرار دیا جائے فعلیہ ماعلیہ۔

حررہ سید دیانت حسین القادری
مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ بانکی پور

بیشک باصطلاح شرعی یزید علیہ ما علیہ خلیفہ نہیں تھا اہل تاریخ نے اس کو اپنی اصطلاح کے مطابق خلیفہ کہا ہے۔ اور بارہ خلیفہ کے بارہ میں جو تحقیق علامہ مجیب مدظلہ نے کی ہے وہی نحو عزیزیہ میں بھی مصرح ہے واللہ اعلم بالصواب۔

محمد سہول عفی عنہ پرنسپل مدرسہ
اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

للہ در المجیب حیث اتی بتحقیق عجیب۔ اگرچہ بعض علما یزید کو خلیفہ مانتے ہیں حتی کہ علامہ آزاد احمد ابو الکلام نے رسالہ مسئلہ خلافت وجزیرۃ العرب میں ایسے خلفا میں گنا ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسے شخص کو خلیفہ کہنا بے وضو نماز نقل کرنے والے کو نمازی سمجھنا ہے۔ بادشاہ اور خلیفہ میں فرق واضح ہے جو شخص رعیت میں عدل کرے اُن میں برابری کے ساتھ تقسیم کرے۔ رعیت پر ایسی شفقت کرے جیسے آدمی اپنے متعلقین پر کرتا ہے اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے وہ خلیفہ ہے۔ ورنہ بادشاہ ہے۔

علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی جلد، صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں:

وفرق العلماء بين الخليفة والملك اخرج الثعلبي من طريق العوام بن

حوشب قال حدثنی رجل من قومی شهد عمر رضی اللہ عنہ انہ سئل
طلحۃ والزبیر وکعبا وسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما الخلیفۃ من الملک
فقال طلحۃ والزبیر ما ندری قال سلمان الخلیفۃ الذی یعدل فی
الرعیۃ و یقسم بینہم بالسویۃ و یشفق علیہم شفقۃ الرجل
علی اھلہ و یقضی بکتاب اللہ تعالیٰ فقال کعب ما کنت احسب احدا
یعرف الخلیفۃ من الملک غیری فقولہ تعالیٰ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ
وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى کالتفسیر لہذہ الخلافۃ

اسی لئے فاروق ثانی حضرت امیر المومنین عمر بن عبد العزیز قدس سرہ کے نزدیک کسی نے یزید کو
امیر المومنین کہا اس پر انکار فرمایا اور بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا۔
خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں۔
وقال نوفل ابن ابی الفرات کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید فقال
قال امیر المؤمنین یزید بن معاویۃ فقال تقول امیر المومنین وامر بہ فضرب
عشرین سوطا واللہ اعلم۔

محمد ظفر الدین الرضوی غفرلہ و حقق املہ

سوال محمد ظاہر حسین صاحب ضلع لکھنؤ ڈاکخانہ اترگنج ضلع بھاگلپور

چند امور ضروری شرعی گزارش خدمت عالی ہے امید کہ جواب باصواب سے سرفراز فرما کر عنداللہ
ماجور ہوں۔ عام طریقہ سے یہ بات مشہور ہے کہ شریف مکہ نے خانہ کعبہ شریفہ کی بے حرمتی کرائی
اس بنا پر حضور ونیز دیگر علماء نے ان پر کفر کا فتوے دیا یہ کہاں تک صحیح ہے اور یہ حقیقۃ
میل کفار کی بنا پر شریف مکہ کافر ہو گئے۔ اگر حقیقۃ ایسا ہے تو مولانا احمد رضا خاں صاحب
قبلہ مرحوم مغفور برابر ان کے مسلمان ہونے کے قائل رہے۔ چونکہ مولانا ایک متبحر عالم اہل سنت

ہی سے تھے عرب و عجم نے انھیں اہل حق مان لیا تھا ان کے خلاف کی کیا وجہ تھی اور حقیقت کیا۔ امید کہ جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں۔ والسلام۔

الجواب

مصدر لطف و عطا منت زادت الطافکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شریف مکہ جو اب ملک حجاز میں اور حرمین کی بدولت زمین حرم کی بے حرمتی ہوئی۔ میں نے اُن کے کفر کا فتویٰ ہرگز نہیں دیا تھا اور نہ کسی عالم کا فتویٰ اُن کے کفر پر اب تک میری نظر سے گزرا ہے۔ اور کسی نے اُن کے کفر کا فتویٰ دیا ہو تو مجھے اس کا علم نہیں۔

شاید آپ کو معلوم ہو کہ یزید نے واقعہ کربلا کے بعد حرمین شریفین پر فوج کشی کر کے مسجد نبوی کی بے حرمتی مدینہ منورہ کی تباہی مکہ معظمہ کا محاصرہ۔ خانہ کعبہ پر سنگ باری اور آگ پھینکنا اور حرمین شریفین میں قتل وغیرہ جیسے [illegible] کام کے مرتکب ہوئے [illegible] علمائے اہل سنت نے اس کو کافر نہیں کہا تو شریف مکہ کے افعال شنیعہ ناشائستہ پر کفر کا حکم کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ جبتک صاف اور صحیح طریقہ پر ان کا مرتد ہونا ثابت نہ ہو ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ والسلام۔

۱۳۴۰ھ
[illegible] بدر الدین [illegible] ۲ [illegible]

جواب نامہ شاہ حکیم محمد شبیر صاحب باسوی نقیب ادارۂ شرعیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] علی الصراط المستقیم

[illegible] آپ نے بحث تنسیخ خلافت و عزل خلیفہ کا فیصلہ جو ترکوں کی

جمہوری سلطنت نے کیا ہے ہر ملک کے مسلمانوں کو اس نے افسردہ کیا ہے باستثنا چند اہل غرض عربی مصری فلسطینی کے آں عزیز کے سوالات کے مقابل میں جواب لکھ دیا جاتا ہے۔

سوال	جواب
(۱) خطبہ میں کس کا نام پڑھا جائے۔	۱ فی الوقت ایسا آگیا ہے کہ بغیر نام لینے کے مطلق خلیفہ اور اسلامی خلافت کے لئے ایک خاص دعا کیجئے جو دوسرے کاغذ پر لکھ دیجاتی ہے۔
(۲) امیر المومنین عبد المجید خاں جب تک موجود ہیں تو پھر کسی دوسرے کو خلیفہ بنا لینا درست ہے یا نہیں جیسا کہ شریف حسین، بادشاہ مصر یا مصطفےٰ کمال کو لوگ بنا لینا چاہتے ہیں۔	۲ جبتک ان پر شرعی جرم ثابت نہو جائے ان کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اور جبتک وہ نہ معزول نہوں یا خود وہ اس خلافت کو کسی دوسرے کو تفویض نکردیں۔ کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ یہ خلافت صحیح نہوگی اگر لوگ ایسا کر ہی لیں تو یہ صورت تغلب اور تسلط کی ہوگی۔ تغلب اور تسلط والی خلافت امن امان قائم ہوجانے کے بعد مان لیجاتی ہے (نہیں)
(۳) اگر مصطفےٰ کمال کو بغیر اجازت خلیفہ عبد المجید کے خلیفہ مان لیا جائے تو یہ خلافت کیسی ہوگی جیسا کہ بعض لیڈران مصطفےٰ کمال پر زور ڈال رہے ہیں کہ آپ قبول کریں۔	۳ اس فعل خاص میں ان کی ہمدردی شاید ہی کوئی کرے یہ صریح ظلم ہوا ہے ظالم کے ساتھ دینا نہ چاہئے۔
(۴) آل عثمان کو نیز خلیفہ کو جس بے عزتی سے ترکوں نے نکالا ہے۔ کیا ان کے ساتھ ہمدردی کی جائے گی	۴ مدینہ منورہ کے اطراف کے یہود کی تباہی کا ذکر خدائے عز و جل نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (اور خدا نے اُن کے دلوں میں دہشت ڈالدی اور اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے اوجاڑنے لگے۔ اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو۔+

جمہوریت پسند ترکوں کے دلوں میں خلیفہ اور اُن کے شاہی خاندان سے یہ خوف پیدا ہوا کہ یہ لوگ اس جمہوریت کو شاید کسی وقت توڑ کر پھر شخصی سلطنت قائم کردیں اس لئے مناسب ہے کہ اس پورے خاندان کو جلاوطن کردو۔ حالانکہ اوپر جاکر دونوں کی نسل ایک ہی ہے۔ شاہی خاندان کی تباہی اور جلاوطن تمامی ترکوں کی تباہی ہے جو خود ان کے اپنے ہاتھوں سے ہو رہی ہے فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ۔ اور اللہ تعالےٰ انکی زیادتیوں سے درگزر فرمائے گناہوں کو بخشدے۔ شاہی خاندان اور جمہوریوں کے کاموں میں اصلاح فرمائے۔ اور ان کے دشمنوں پر ان کو غالب کرے والسلام۔+

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَبْدَكَ خَلِيْفَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَيِّدْهُ بِنَصْرِكَ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاجْعَلْ خِلَافَتَهٗ خِلَافَةً كَامِلَةً عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اٰمِيْنَ۔ ۝

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔
شب ۱۰ رشعبان سہ شنبہ
سنہ ۱۳۴۲ ہجری۔

چونکہ بنی اسرائیل میں کثرت سے خلفاء اور پیغمبر ہوئے ان کی نسبت مجملاً خبر دیگئی وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ ائمہ امام کی جمع ہے اور اس آیۃ میں اماموں سے بنی اسرائیل کے پیغمبر اور ان کے بعد کے خلیفہ مراد ہیں۔

امم سابقہ میں خلافت ہونے کا حال گزرا۔

اب اس امت مرحومہ میں خلافت اس طرح آئی کہ خدائے عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ بشرط ایمان اور نیک کاری کے ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا۔ جس طرح ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ ان کے دین کو جسے خدا نے پسند فرمایا ہے مستحکم کردے گا۔ امن دیکر مخالفین کے خوف سے مطمئن خاطر کردیگا۔ سورہ نور رکوع ۷ میں ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔

دنیا میں خدائے کریم کی نعمتیں بے شمار ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا لیکن ان میں سے سب سے زیادہ اور بڑی نعمت جس کی نظیر نہیں خلافت ہے۔ اہل ایمان و عرفان تو ضرور جانتے ہیں لیکن غافل بندوں کو بھی اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ سورہ نمل رکوع ۵ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔

جس قوم میں خلافت دیجاتی ہے اس کا امتحان بھی اس میں مضمر ہے کہ اس عطیہ عظمے پر اپنے مالک کا شکر گزار رہنا اس کے احکام کی پیروی۔ اس کے مخلوق پر رحم و کرم ان میں عدل و انصاف کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے یا ظلم و ستم اور صراط مستقیم سے جنگ کر کے اپنے کرم

خلافت کا حال معلوم ہو جائے۔ اور اس امت مرحومہ کے خلیفہ کے وقار اور منزلت سے لوگ واقف ہو جائیں۔

خلافت کے معنے نیابت اور خلیفہ کے معنے نائب کے ہیں۔ کتاب اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش خلافت ہی کے لئے ہوئی سورۂ بقرہ رکوع ۴ کی آیۂ کریمہ ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (ترجمہ) میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ اور ان کی اولاد دنیا میں خلیفہ بنائی گئی۔ حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد کی نسبت سورۂ یونس رکوع ۸ میں ارشاد ہوا ہے وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا۔ اور سورۂ اعراف رکوع ۹ میں حضرت ہود علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کی وساطت سے قوم عاد کو خطاب فرمایا۔ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَۃً فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۰ میں حضرت صالح علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی قوم ثمود کو متنبہ فرمایا۔ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ سورۂ بقرہ رکوع ۱۵ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اس سے دین و دنیا دونوں کی سرداری مقصود ہے یہی مطلب خلافت کا ہے۔

سورۂ اعراف کے رکوع ۱۵ میں حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی ان کی امت کو مخاطب فرمایا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

اور سورۂ ص کے رکوع ۲ میں حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

کی نافرمانی اور نخوت و تکبر سے خدائی کرنے کا دعویدار ہو جاتا ہی۔ ان آیات سے امتحان لینا ظاہر ہی۔

سورہ اعراف رکوع ۱۵۔ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○ اور سورہ یونس رکوع ۲۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○

اور سورہ انعام رکوع ۲۰ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ

پھر پیہم اور مسلسل نافرمانیوں اور سرکشیوں کی سزا میں یہ نعمت عظمیٰ خلافت اُن سے سلب بھی کر لی جاتی ہی۔ تنبیہاً اس کی بھی خبر پہلے سے دیدی گئی ہی سورہ انعام رکوع ۱۶۔ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم مَّا يَشَاءُ كَمَا أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ○

اور سورہ ہود رکوع ۵ میں وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ۔

مرقومہ بالا آیتوں کے اندر صراحت کے ساتھ پہلی امتوں میں خلافت عطا ہونے کا بیان اس امت میں جس کو خیر امت کہا گیا ہی خلافت ملنے کا وعدہ ہی۔ اور اس وعدہ کے ایفا کا ظہور اسقدر جلد ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز تدفین سے پہلے ہی بہترین اصحاب کو خلعت خلافت سے معزز و ممتاز فرمادیا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ۔ اس امت میں پہلا دور جو تیس برس تک راشدین کی بیعت کی وجہ سے خلافت کاملہ کا زمانہ رہا جس کو خلافت راشدہ بھی کہتے ہیں جس کی حدیث میں خبر دی گئی ہی۔ نبوت کے بعد خلافت کاملہ منہاج النبوۃ پر ہوگی پھر اس کے بعد ملک عاض جبتک خدا چاہے اور اُسکے بعد جباری سلطنت جبتک خدا چاہے۔ پھر اسکے بعد خلافت کاملہ منہاج نبوت پر ہوگی۔

مسند امام احمد حنبل رحمہ اللہ عن نعمان بن بشیر عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یر فعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علے منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یر فعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یر فعہا اللہ ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یر فعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علے منہاج النبوۃ ثم سکت

ایک دوسری حدیث میں امت کو مامور فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی پیروی کرنا۔ ابو داؤد کی روایت ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا۔

جن خلفاء کو راشدین فرمایا ہے اُن کی خلافت کو ضرور خلافت راشدہ بھی کہیں گے اور کاملہ علی منہاج النبوۃ بھی۔ پہلی حدیث کی پیشینگوئی صحیح ہوگئی کہ منہاج النبوت پر خلافت کاملہ تیس برس یعنی چالیس ہجری تک رہی۔ اس کے بعد ملک عضوض کا دور شروع ہوا اور ایک سو ہجری سے قتل و غارت کی ابتدا ہو کر اس سلسلہ حکومت کا مانند ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ جب اس کا زور گھٹا اور قہر الٰہی نے اس کو تباہ کیا تو جباری سلطنت کا ظہور ہوا۔ اُس وقت سے اس تحریر تک یہی جباری سلطنت ہوتی رہی۔

خلافت کاملہ راشدہ کے بعد والی دونوں قسم کی سلطنتوں کو ہم لوگ خلافت ناقصہ کہتے ہیں اور جانتے ہیں۔ گو مؤرخین نے ان سب کو مطلق خلافت لکھا ہے ناقصہ کی قید نہیں کی ہے یعنی حکومت کرنے والے بنی امیہ اور بنی عباس کو خلفائے بنو امیہ۔ اور خلفائے بنی عباس ہی لکھا گئے۔ لیکن حق یہ ہے کہ خلافت کاملہ راشدہ کے بعد حکومت امویہ اور عباسیہ اور اُن کے بعد اس وقت تک کی حکومت ترکیہ یہ سب خلافت ناقصہ ہیں کاملہ تیس

اس لیئے کہ خلفائے راشدین کے بعد حکومت کرنے والوں میں سے خلافت کی اہلیت کامل طور پر کسی کو بھی نہ تھی باستثنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے جنکی اہلیت خلافت کا ثبوت یہ ہی کہ باتفاق اقوال مؤرخین ان کا زمانہ حکومت خلفائے راشدین کی خلافت کا نمونہ اور ان کی سیرت خلفائے راشدین کی سیرت کے مماثل تھی۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کا زمانہ دوبارہ منہاج النبوۃ پر خلافت کے آجانے کا زمانہ[۱] ہی۔ اس لئے کہ ان کے بعد تک ملک عاض ہی کا دور ہی۔ اس کے بعد جباری سلطنت عباسیوں سے شروع ہوئی اس میں بھی تھوڑا زمانہ خیریت کا متوکل علی اللہ عباسی کا عہد مؤرخین کے نزدیک ہی۔ دوبارہ منہاج النبوۃ پر خلافت کے ہونے کا آئندہ امیدوار رہنا چاہیئے۔

خلافت کاملہ ہو یا ناقصہ مسلمان مامور ہیں کہ دینی احکام اور دنیاوی اچھے کاموں میں خلیفہ

[۱] اس سے مقصد یہ ہی کہ حدیث مذکور الصدر میں جو پیشگوئی خلافت اور مراتب حکومت متعلقہ کی اسمیں وارد ہے اور خلافت منہاج النبوۃ کے بعد دو قسم کی حکومتوں کا علی الترتیب ذکر ہی۔ پھر خلافت منہاج النبوۃ کے عود کرنے کی بشارت ہی یہ بشارت الٰہیہ باقی ہی۔ حضرت عمر بن العزیز کے زمانہ خلافت کو اس بشارت کے پورا ہونیکا زمانہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ آخری بشارت ہی جو ملوک عاض اور حکومت جبریہ کے ختم ہونے کے بعد پوری ہوگی اور وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہی۔ اس مقام سے یہ وہم ہونا چاہیئے کہ خدانخواستہ حضرت عمر بن العزیز کی خلافت کو بھی حکومت عاض میں شمار کیا گیا ہی۔ کیونکہ واقعات سے ثابت ہی کہ انکی حکومت خلافت راشدہ کے مماثل تھی، جیسا کہ خود حضرت عیسیٰ رحمہ نے تصریح فرمادی ہی۔ باقی رہا یہ امر کہ حدیث شریف میں اس درمیانی خلافت راشدہ کا ذکر نہیں، تو شاید اس کی وجہ یہ ہی کہ چونکہ اس درمیانی خلافت راشدہ کا زمانہ نہایت ہی قلیل تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ گو حضرت عمر بن العزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد احکام شرعی کے مطابق تمام کاموں کو انجام دیا اور ہر امر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے رہے لیکن چونکہ انکی خلافت کا قیام ابتداءً اس طرح پر نہیں ہوا جس طرح پر ہونا چاہیے یعنی بذریعہ انتخاب ارباب حل وعقد یا کسی خلیفہ راشد کی طرف سے تفویض ہو اس لئے انکی خلافت ابتداءً علی منہاج النبوۃ قائم ہونی نہ پائی تھی، اور مآلاً علی منہاج النبوۃ ہوئی اس لئے انکی خلافت کا تذکرہ اس حدیث میں نہیں ہی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں، جو صحیح مسلم میں مروی ہی، اسکی خلافت کی طرف اشارہ ہی جیسا کہ بعض شراح نے لکھا ہی ۱۲ ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری کان اللہ لہ ۔ ۱۲ +

وقت کی اطاعت کریں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ سورۂ نساء رکوع ۸۔ اس میں خدا نے والی اسلام و سلطین کی اطاعت کا حکم فرمایا۔ اور یہ کہ تم لوگوں کے درمیان اگر کسی بات میں اختلاف واقع ہو جائے تو خدا اور رسول کی طرف رجوع کر کے اس کے موافق عمل کرو۔

ابن ماجہ کی حدیث عرباض بن ساریہ کی روایت کا آخری حصہ یہ ہے وعلیکم بالطاعۃ وانکان عبدًا حبشیا فانما المومن کالجمل الانف حیثما قید انقاد۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اہم کام میں مسلمانوں سے مشورت لیں۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۷ کی آیہ شریفہ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔ اور کام میں ان سے مشورت لیتے رہو۔ اور جب اُس کام کا قصد کرلو تو خدا پر بھروسہ رکھو کہ بھروسہ رکھنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے۔ خلیفۃ الرسول کہ نائب پیغمبر ہے اس کو بھی بسبب اس نیابت کے یہ چاہیے کہ غور طلب کام میں مسلمانوں سے مشورت لے۔

اور سورۂ شوریٰ کے رکوع ۴ میں آپس کے مشورت سے کام کرنے والوں کی توصیف فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھا کرتے ہیں اور باہم مشورت سے کام کیا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ +

اب یہ کہ خلیفہ کیسا ہونا چاہیے۔ اُس کے لئے کیا شرطیں ہیں۔ عقاید اہل سنت کی کتابوں میں جو شرطیں مرقوم ہیں وہ یہ ہیں۔ +

مسلمان اور نیک کار ہو اس لئے کہ آیۃ استخلاف میں ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

اٰمَنُوْا کا لفظ دلیل صریح ہے کہ یہ وعدہ خاص ایمان والوں کے لئے ہے۔ غیر مسلم کے لئے نہیں اور مِنْكُمْ کا خطاب مسلمانوں کی طرف ہے تو مسلمان ہی خلیفہ ہوگا غیر مسلم نہیں اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی قید بتاتی ہے کہ نیک کار ہو عادل ہو فاسق فاجر نہو۔ چنانچہ دوسری جگہ سورۂ نساء رکوع ۲۰ میں فرمایا۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔ تو کوئی غیر مسلم ہرگز مسلمانوں میں خلیفہ نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے یہ کہ مرد ہو عورت نہو بدلیل اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اور وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ عورتیں ناقصات العقل اور ناقصات العقل اور ناقصات الدین ہونے کے سبب سے منصب خلافت کا کام انجام نہیں کرسکتیں۔

سوم بالغ عاقل ہو۔ خلافت لڑکوں کا کھیل یا مجنون کا کام نہیں۔

چہارم آزاد ہو کسی کا غلام نہو۔ غلام اپنے آقا کا محکوم ہے وہ دوسروں پر کیا حکومت کریگا

پنجم ہونگا بہرا اندھا کانا لولا لنگڑا اپاہج نہو صحیح البدن۔ صاحب عقل سلیم اور صاحب رائے صائب۔ اور جری اور شجاع ہو بے عقل اور بزدل نہو۔

ششم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم بدرجہ کمال رکھتا ہو۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تو لکھا ہے کہ علم میں صاحب اجتہاد ہو۔

ہفتم قریشی النسب ہو۔

انعقاد خلافت کے مختلف طریقے ہیں۔

ایک یہ کہ اہل حل وعقد یعنی صاحب علم وفضل صاحب عقل سلیم اصابت رائے دوراندیش تمام آپس میں مشورہ کرکے جس کسی کو خلافت کے لئے اہل یعنی جامع شروط پائیں اس کے ہاتھ پر اطاعت کی بیعت کریں اور اس کو خلیفہ مان لیں۔ جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تھی۔

دوم یہ کہ خلیفہ اپنی خوشی سے کسی جامع شرائط شخص کو نامزد اور اس کے حق میں وصیت کرے کہ میرے بعد یہ خلیفہ بنایا جائے اور مسلمان اہل علم و فضل اس کو مان لیں اور وصیت کرنے والے کے بعد اسی شخص کے ہاتھ پر جس کے بارہ میں وصیت ہوئی تھی بیعت کریں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی صورت سے ہوئی تھی۔

سوم خلیفہ چند ایسے لوگوں میں کہ ہر ایک اُن میں خلافت کا اہل ہو منحصر کر دے کہ آپس میں شورت کر کے ایک کو منتخب کر کے خلیفہ بنائیں۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اسی طریق سے خلیفہ ہوئے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی انتخاب سے ہوئی تھی جو پہلی صورت کہی گئی ہے۔ ان کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ و علیہ الصلاۃ والسلام کی خلافت بھی انتخاب ہی کے طریقہ سے ہوئی کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ نے ان کو ولی عہد نہیں کیا تھا۔ انہیں دوم و سوم ہو نوں سے تفویض کی صورت مستخرج ہوتی ہے جسکی ابتدا حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ و علیہ الصلاۃ والسلام نے کی۔ حضرت امام ممدوح کی شش ماہہ خلافت بھی خلافت راشدہ میں سے تھی اس لئے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال میں سے باقی چھ ماہ ان کی خلافت میں تمام ہوئے تھے۔ آپ عترت اطہار کے سردار ہونے کے علاوہ شرف صحبت پیغمبر بھی رکھتے تھے پھر خلیفہ راشد بھی ہوئے تو آپ کا فعل تفویض خلافت بھی سنت خلفائے راشدین میں سے ہے۔

چہارم یہ کہ کوئی شخص غلبہ کر کے متغلب و متسلط ہو کر مدعی خلافت ہو جائے اور لوگوں سے بیعت بھی کرا لے اس کی دو حالت ہے۔ ایک یہ کہ وہ متغلب جامع شرائط ہو اور اپنے حسن تدبیر سے سب پر غالب آجائے۔ دوسرے یہ کہ وہ جامع شرائط نہو اور جدال و قتال کر کے تغلب اور تصرف کرے اور لوگوں کو جور و ظلم سے بیعت پر مجبور کرے تو یہ شخص جبتک امن وامان ملک میں قائم نکرے اس کی اطاعت واجب نہوگی۔ یزید کا معاملہ یہی تھا

اور اُس کو خلیفہ نہیں کہیں گے۔

اور اگر امن و امان قائم کردے اور فتنہ و فساد کو مٹا دے اگر مضمون خلط ہو جائے، تو اس وقت بمجبوری یہ خلیفہ مان لیا جائیگا اور اس کی اطاعت کیجائیگی۔ عباسیہ مروانی کا تسلط اسی طرح ہو کر وہ خلیفہ مشہور ہوا۔

میرے زمانے میں یہ غوغا پھیلا ہوا ہے کہ خلافت راشدہ جمہوری حکومت تھی[1]۔ ایک دلیل یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت انتخاب کے ذریعہ ہوئی تھی۔

یہ صحیح ہے کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مباحثہ کے بعد انکا انتخاب ہوا اور بیعت ہوئی لیکن اس سے خلافت کا جمہوری ہونا ثابت نہیں۔ انتخاب کے وقت کل اصحاب اہل مدینہ بھی جب حاضر نہ تھے تو انتخاب میں مدینہ منورہ کے جمہور کی شرکت نہ ہوئی۔ معلوم ہونے کے بعد بے شک سبھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کی اگرچہ بعض بزرگ نے کچھ دن کے بعد۔ پھر تمام بلاد اسلام کے مسلمانوں نے خبر سنکر بیعت کی اس طرح جمہور اہل اسلام نے اس خلافت کو قبول کر لیا۔ اور ہر خلیفہ کی بیعت اسی طرح ہوتی رہی۔ اکثر مسلمانوں کا متفق ہو کر ایک شخص اہلیت رکھنے والے کو خلیفہ بنانا اور بات ہے اور خلافت کا جمہوری ہونا دوسری چیز ہے۔ دونوں کو ایک جاننا غلطی ہے۔

---

[1] یعنی جس طرح اندنوں جمہوریت کا اصول ہے اور جو معنی جمہوریت کے اندنوں لئے جاتے ہیں، جس کے خلاف ہے خلیفہ محض یک صدر مجلس کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ بہر حال مجلس [illegible] کا [illegible] ہے اور معاملہ میں اکثریت کی اتباع اس پر لازم ہے وغیرہ ذلک۔ [illegible] جمہوریت اس سے بالکل مختلف ہے۔ پس حضرت [illegible] رحمۃ نے خلافت اسلامیہ سے جو جمہوریت کی نفی کی ہے [illegible] حضرت [illegible] جیسے [illegible] خلافت اسلامیہ جمہوریت کی [illegible] خلافت اسلامیہ [illegible] ابو المحاسن محمد سجاد بہاری [illegible]

دلیل دوم یہ کہ خدا نے فرمایا ہے۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔

واضح ہو کہ یہ آیۃ شریفہ اگر خاص مسلمان خلفاء[1] کے حق میں نازل ہوئی ہوتی تو جمہوریت کی دلیل ہو سکتی تھی۔ یہ آیۃ شریفہ نیک کار مسلمانوں کی توصیف میں ہے اور اُن کی صفت بیان کرتی ہے جن میں خلفاء اور غیر خلفاء سب ہی شامل ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے۔ سورہ شوریٰ رکوع ۴۔

فَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

جو کچھ تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قایم رہنے والا ہے (کس کے لئے) اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بیحیائی سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جب غصہ آجائے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں

---

[1] یعنی تمام مسئلہ خلافت کے متعلق یہ آیت ہوتی اور پھر مشورہ سے اُسی قسم کا مشورہ مراد ہوتا جو اندنوں جمہوریت کے اندر لئے جاتے ہیں تو بیشک یہ آیت جمہوریت متعارفہ کی دلیل ہو سکتی۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ اور چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آیت عام ہے اور عموم کے ساتھ مشورہ کا وہ مفہوم بھی نہیں ہے جو اندنوں عموماً متعارف ہیں۔ اس لئے اس آیت سے خلافت اسلامیہ کا اصول جمہوریت متعارفہ ثابت کرنا صحیح نہیں۔ حضرت کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ خلافت اسلامیہ کو بالمشاورۃ قائم کرنے پر استدلال صحیح نہیں ہے یا خلفاء کے بالمشاورۃ کام کرنے پر استدلال صحیح نہیں ہے یہ ہم نہیں کرنا چاہیئے آگے کی عبارت میں اسکی طرف خود اشارہ ہے۔ [illegible]

اور اپنا کام آپس کے مشورہ سے کرتے ہیں۔ اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ بسیاق عبارت فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ سے آخر تک، پڑھئے اور غور کیجئے۔

اس آیۂ شریفہ میں خدائے عزوجل نے اپنے نیک بندوں کے اعمال حسنہ اور صفات محمودہ کے بیان میں یہ بتا دیا ہے وہ لوگ اپنا کام آپس کے مشورت سے کرتے ہیں۔ اس سے خلافت اسلامیہ کا جمہوری ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔

میں کہتا ہوں ایک دوسری جگہ خود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کو مشورت لینے کو فرمایا گیا ہے۔ سورۂ آل عمران، رکوع ۱۷ میں وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ تو کیا اس آیت کی نبوت و رسالت جمہوری کہی جائیگی۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اس آیت کے نزول کے پہلے سے اہم کاموں میں اصحاب سے مشورت فرمایا کرتے تھے۔ خدا نے آپکے اس فعل کو پسند کر کے فرمایا وَشَاوِرْهُمْ۔ ابن کثیر کہتے ہیں قد اختلف الفقہاء هل کان ذلك واجبا علیه او من باب المندب تطییبا لقلوبهم علی قولین۔ یعنی فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ مشورت آپ پر واجب تھی یا اصحاب کے دلوں کو خوش کرنے کو مندوب تھی۔ سیاق آیۂ شریفہ سے مندوب ہونا ہی معلوم ہوتا ہے خدا نے فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ ترجمہ: (اے خاتم النبیین) خدا کی مہربانی سے آپ کے مزاج کی انتہا ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر آپ تلخ کلام سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے تو اُن کی خطا کو معاف کر دیجئے اور خدا سے ان کی بخشائش چاہئے۔ اور کام میں ان سے مشورت لیجئے۔ اور جب کام کا عزم کر لیجئے

تو خدا پر بھروسہ کیجئے کہ بھروسہ رکھنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے۔

مطلب یہ کہ اگر آپ کے کلام میں درشتی۔ اور دل میں سختی۔ مزاج میں غصہ ہوتا تو لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ لیکن خدا کی رحمت سے آپ نرم دل۔ خوش مزاج۔ شیریں گفتار ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی الفت ہے۔ خدا کو بھی یہی پسند ہے کہ غزوۂ احد میں آپ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کے قصوروں کو آپ معاف فرمائیں اور اُن کی بخشائش چاہتے رہیں۔ اور اُن کے دل خوش کرنے کو آئندہ حرب وغیرہ میں اُن سے مشورت لیتے رہیں۔ اور مشورت کے بعد کام کرنے پر جب اپنا عزم مصمم کرلیں تو اُس کے پورا ہونے میں خدا پر بھروسہ کریں۔ خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یعنی اُن کی مدد فرماتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ مشورت والی ان دونوں آیتوں سے خلافت راشدۂ اسلامیہ اس زمانہ کی جمہوری حکومت کی شکل جمہوری نہیں ثابت ہوتی۔

دین اسلام میں خلیفہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے اور جمہوری سلطنت کا صدر چار پانچ سال کے لئے اور خلیفہ کو انتظام مملکت میں اختیار تام ہے۔ صدر جمہوریت کو نہیں۔ یہ فرق ہے خلافت اسلامیہ اور جمہوری سلطنت[۱] میں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں اصحاب کی رائے کے خلاف کام کیا اور اُس کا عین مصلحت ہونا بعد میں ظاہر ہوگیا۔ تو خدا نے اس صلح کو فتح فرمایا۔ یہ صلح اصحاب کی رائے کے خلاف میں محض حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے پر ہوئی تھی بعد میں ظاہر ہوگیا کہ خدا کی خوشنودی بھی اسی میں تھی۔

دوسرا واقعہ اس کے پہلے جنگ بدر کے قیدیوں کی رہائی کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[۱] یعنی منجملہ دیگر فروق کے ایک فرق یہ ہے کیونکہ حضرت نے آگے چلکر خود بعض دوسرے فروق کو بھی بیان فرمادیا ہے ۱۲ ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری کان اللہ لہ۔ +

نے سب کو قتل کرنے کو کہا تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کو کہا تھا اور وہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دئیے گئے اس پر آیۂ عتاب نازل ہوا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ سے لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ تک۔ اب غور کیجئے جو کام لوگوں کی مشورت سے ہوا تھا اس پر عتاب اور جو کام لوگوں کی رائے کے خلاف ہوا وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوا۔ کیا یہ جمہوریت کی دلیل ہو سکتی ہے۔؟

پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ اور مرتدین سے قتال میں جمہور اصحاب رضی اللہ عنہم کی رائے کے خلاف کیا اور حقیقت میں یہی مناسب تھا۔ اسی میں مصلحت تھی۔

اس کی تائید بخاری کی تفسیر آیۂ شریفہ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ سے ہوتی ہے اُن کے نزدیک عزم کے بعد شوریٰ کی ضرورت ہی نہیں۔

کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۱۲۲ جلد ۹ طبع مصر

باب قول اللہ تعالٰی وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وان المشاورة قبل العزم والتبين لقوله فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فاذا عزم الرسول صلى الله عليه وسلم لم يكن لبشر التقدم على الله ورسوله. وشاور النبي صلى الله عليه وسلم اصحابه يوم احد في المقام والخروج فرأوا له الخروج فلما لبس لامته وعزم قالوا اقم فلم يمل اليهم بعد العزم وقال لا ينبغي لنبي يلبس لامته فيضعها حتى يحكم الله وشاور عليا واسامة فيما رمى به اهل الافك عائشة فسمع منهما حتى نزل القرآن فجلد الرامين ولم يلتفت الى تنازعهم ولكن حكم بما امره الله وكانت الائمة بعد النبي صلى الله عليه وسلم يستشيرون الامناء من اهل العلم في الامور

المباحة ليأخذوا باسهلها فاذا وضح الكتاب او السنة لم يتعدوه الى غيره اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم ورأى ابوبكر قتال من منع الزكاة فقال عمر كيف تقاتل وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوا لا اله الا الله عصموا مني دماءهم واموالهم الا بحقها فقال ابوبكر والله لاقاتلن من فرق بين ما جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تابعه بعد عمر فلم يلتفت ابوبكر الى مشورة اذ كان عنده حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في الذين فرقوا بين الصلاة والزكاة وارادوا تبديل الدين والاحكام وقال النبي صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه وكان القراء اصحاب مشورة عمر كهولا كانوا او شبانا وكان وقافا عند كتاب الله عز وجل۔

واقعات سے ظاہر ہے کہ خلفائے راشدین اہم کاموں میں لوگوں سے مشورہ [illegible] اکثر اپنی ہی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ خلفاء کے [illegible] باقاعدہ مقرر کردہ ہوتے تھے نہ قوم کی طرف سے منتخب شدہ [illegible] سلطنت میں اراکین منتخب ہوا کرتے ہیں بلکہ عام و خاص سبھی کو مشورہ [illegible] مساوی تھا۔ نہ خلافت کی طرف سے اصحاب شوریٰ متعین ہوتے تھے [illegible] منسوب تھے اور منتخب کرتے۔ نہ مجلس مشاورت کا زمانہ متعین تھا [illegible] راشدین لوگوں سے مشورت لیا کرتے تھے۔ اہل شوریٰ مخصوص نہ تھے [illegible] سب شریک ہوتے تھے۔ ان وجوہ سے خلافت راشدہ کو جمہوری سلطنت کہنا صحیح نہیں۔ میں شخصی حکومت کی استبداد کا ہرگز حامی نہیں۔ بلکہ میں [illegible] کے موافق اسلام کے سابقین اولین یعنی خلافت راشدہ کے ہر خلیفہ کو مطلق جانتا ہوں

اہل مشورت کا مطیع نہیں۔ یہ لوگ بجز خدا اور رسول کے کسی کے تابع نہ تھے بلکہ سب کے متبوع تھے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے سے پہلے خلفاء راشدین کی روش پر تھے الا ماشاء اللہ۔

ایک ضروری امر بیان کرنے کا یہ ہو کہ خلیفہ کے ذمہ کیا کیا کام ہو۔ خلیفہ کے فرائض کیا ہیں جن کے ادا کرنے سے اُس کی خلافت کاملہ کہی جائیگی اور نہ کرنے سے خلافت ناقصہ۔ خلافت کے معنی نیابت اوپر لکھے گئے۔ اور یہ کہ مخلوق پر خدا کی نیابت میں قوانین الٰہیہ اور مناسب حال احکام راستی کے ساتھ جاری کرنے کو خلافت کہتے ہیں۔

اسلام سے قبل خلیفہ کو فرمایا فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ تو اسلامی خلافت میں بھی خلیفہ کے لئے یہ حکم باقی ہو اس لئے کہ مسلمانوں کو بھی اسی کی مثل فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (ترجمہ) بیشک خدا تم کو حکم دیتا ہو کہ امانتیں امانت رکھنے والوں کے حوالہ کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اور اسلامی خلافت والا چونکہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بھی ہو تو سنت نبویہ کے موافق اس کو کام کرنا لازم ہو۔ ہمارے نبی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین کی نسبت حکم ہوا ہو بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔ اور فیصل خصومات کے متعلق سورہ مائدہ میں ہو فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ خلیفہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور دونو ہی کو کلام الٰہی کے جاری کرنا واجب ہو اور خود حکم بھی عام و خاص مسلمانوں کے حق میں ہو۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت بتائی گئی۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ تو خلیفۃ الرسول کو بھی یہی سب کام کرنا ہی۔ +

مجملاً خلیفہ کے فرائض یہی ہیں۔ تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ دہلوی ازالۃ الخفا فی خلافۃ الخلفاء میں فرماتے ہیں۔

مسئلہ در بیان آنچہ بر خلیفہ واجب است در امضائے مصالح مسلمین: اصل دریں مسئلہ نظر کردن است در معنی خلافت و دانستن مقدمات اقامت دین کہ بغیر آنہا اقامت دین متصور نشود۔ و تکملات او بدون آنہا علی اکمل وجہ تحقق نپذیرد۔

واجب است بر خلیفہ نگاہداشتن دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر صفتیکہ بسنت مستفیضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ و اجماع سلف صالح بر آں منعقد گشتہ با نکار ہر مخالف و آں کار باں وجہ تواند بود کہ قتل کند مرتدین و زنادقہ را و زجر نماید مبتدعہ را۔ دیگر اقامت ارکان اسلام نمودن از جمعہ و جماعت و زکوٰۃ و حج و صوم بآنکہ در محل خود بنفس خود اقامت نماید و در مواضع بعیدہ ائمہ مساجد و مصدقان را نصب فرماید و امیر الحج معین نماید۔ و احیاء علوم دین کند بنفس خود قدرے کہ میسر شود و مقرر سازد مدرسین را در ہر بلائے چنانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ را با جماعہ در کوفہ نشاند۔ و معقل بن یسار و عبد اللہ بن معقل را بہ بصرہ فرستاد و فیصل کند میان اہل خصومت یعنی قضا کند۔ و عادی و نصب قضاۃ نماید برائے آں و نگاہ دارد بلاد اسلام را از شر کفار و قطاع طریق و متغلبان و سرحدہائے دار الاسلام را با فواج و آلات جنگ مشحون سازد و جہاد نماید با عداء اللہ ابتداءً و رفعاً و ترتیب دہد جیوش را و فرض ارزاق کند برائے مقاتلہ و اخذ جزیہ و خراج و قسمت آں نیز بہ غزات بعمل آرد و تقدیر عطاہائے قضاۃ و مفتیان و مدرسان و واعظان۔ و ائمہ مساجد با جتہاد خود نماید بغیر اسراف و تقتیر و نائب گیرد در کارہا امنا عدول را و اہل نیک خواہی را

وہمیشہ در مشاورۃ امور وتصفح احوال رعیت۔ وافواج وامرا امصار وجیوشش
غزات وقضاۃ وغیرایشاں مقید باشد تا خیانتے وحیفے درمیان نیاید وسپردن
کار مسلمین بکفار اصلا درست نیست۔ حضرت عمر ازیں امر نہی شدید فرمودہ اند۔

خلفائے راشدین کے بعد کچھ مدت تک شرعی احکام جاری رہے گو ظلم وجور کا دور شروع ہو کر ترقی کرتا رہا پھر آہستہ آہستہ حدود الٰہی کے اجراء میں کمی اور آئین وقانون سلاطین عجم کا رواج بڑھتا گیا یہاں تک کہ اب اس زمانہ میں جتنی اسلامی سلطنتیں ہیں حدودؔ[1] شریعت اسلامیہ ان میں سے کہیں بھی جاری نہیں۔

وجہ یہ کہ خلافت نااہلوں کے قبضہ میں آگئی۔ امویوں اور عباسیوں نے اس کو موروثی بنالیا۔ خلافت ان کی اولاد کے ساتھ مخصوص ہوگئی پھر یہی رسم ورواج ترکوں میں بھی جاری رہا۔ اس طرح خلافت کی اہلیت معدوم ہوگئی۔ ان کے خلفاء نااہل ہوتے رہے۔ علوم دین سے جہالت کے باعث سلطنت کے آئین وقانون میں منہمک ہے۔ خدائی زجر وتوبیخ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے بے خبر اور بے پروا ہوگئے۔

اسلامی خلافت اور خلفاء کی حقیقت اور نصب خلفاء کے بیان کے بعد ایک ضروری مسئلہ خلفاء کے عزل کا باقی رہگیا ہے اس کے بارہ میں شرعی حکم لکھدینے کی بھی حاجت ہے۔ خلیفہ مجرد اپنے جور وظلم کیوجہ سے معزول نہیں ہو[2] سکتا رعایا کو اُسکے جور وظلم پر صبر کرنیکا حکم ہے اسکے خلاف خروج کرنا

---

[1] یعنی پورے طور پر کہیں بھی جاری نہیں ہیں اگرچہ بعض مقام پر بعض حدود جاری ہوتے ہیں ۱۲
ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری کان اللہ لہ۔

[2] یعنی از خود معزول نہیں ہوگا لیکن معزول کیا جا سکتا ہے کیونکہ جور وظلم بھی فسق ہے۔ اور بوجہ فسق استحقاق عزل کو حضرت نے خود آگے مفصل بیان فرمایا ہے۔ اس مقام میں مطلب یہ ہے کہ جبتک وہ شرعی اصول سے معزول نہو اسکی اطاعت کرنی چاہئے اور اطاعت سے خروج ممنوع ہے ۱۲
ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری کان اللہ لہ

منع کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر فانہ من خرج من السلطان شبراً مات میتۃً جاھلیۃً۔

مگر جس صورت میں اُس سے کفر ظاہر طریقہ سے ثابت ہو جائے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے حضرت عبادۃ بن صامت رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دعانا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فبایعناہ فقال فیما اخذ علینا ان بایعنا علی السمع والطاعۃ فی منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا واثرۃ علینا ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفراً بواحاً عندکم من اللہ برھان (ترجمہ) ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تو ہم نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور فرمایا جس کام کا ہم سے وعدہ لیا کہ ہم نے بیعت کی حکم سننے اور فرماں برداری کرنے پر خوشی میں اور غم میں۔ دشواری میں اور آسانی میں اور یہ کہ ہم اہل امارت سے جھگڑا نہ کریں۔ مگر یہ کہ ظاہر کفر دیکھو جس کے لئے تمہارے نزدیک خدا کی دلیل ہو۔

اور الضرورۃ تبیح المحظورات سے متصلہ ایک دوسری صورت استحقاق عزل خلیفہ کی یہ ہے کہ خلیفہ فسق میں پڑ جائے فسق خلیفہ کی شان کے خلاف ہے اس لئے کہ آیہ استخلاف میں ایمان اور صلاح کی شرط ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

شرح المقاصد علامہ تفتازانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۳ میں ہے۔ وکذا فی انعزالہ بالفسق والاکثرون علی انہ لا ینعزل وھو المختار من مذھب الشافعی رضے اللہ تعالے عنہ وابی حنیفۃ رضے اللہ عنہ وعن محمد رضے اللہ عنہ روایتان ویستحق العزل بالاتفاق۔

اور رد المحتار شامی طبع مصر صفحہ ۴۰۹ جلد ۴ قال فی المسائرۃ واذا قلد عدلا ثم جار وفسق لا ینعزل ولکن یستحق العزل ان لم یستلزم فتنۃ

خلیفہ غیر مسلم بادشاہ کے اقتدار اور دباؤ میں مسلوب القوۃ ہو جائے کہ اُس سے رہائی ناممکن ہو۔ یا خلیفہ خود کفار سے سازش کرکے دین کی تخریب کا مرتکب ہو یا اس کے ارتکاب کا احتمال لوگوں کے دلوں میں متیقن ہو جائے تو وہ مستحق عزل ہو جائے گا اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو معزول کردیں۔ +

شرح المواقف علامہ سید شریف جرجانی طبع مصر صفحہ ۳۲۶ میں ہے وللامۃ خلع الامام وعزلہ بسبب یوجبہ مثل ان یوجد منہ مایوجب اختلال احوال المسلمین وانتکاس امور الدین کما کان لھم نصبہ واقامتہ لانتظامھا۔ علائھا وان ادی خلعہ الی فتنہ احتمل ادنی المضرتین۔ اور باہمی مشورت سے جس میں خلافت کی اہلیت پائیں اور اُس کو متفقہ خلیفہ بنائیں۔ شرعی اصول پر عزل خلیفہ کی یہی دو صورتیں ہیں[1]۔ +

بغیر شرعی عذر[2] کے اگر رعایا اپنے اغراض کی وجہ سے خلیفہ کو معزول کردینا چاہیں تو وہ

---

[1] یعنی بالاختیار اور خوشی ورغبت کے ساتھ یہی دو صورتیں ہیں ورنہ بالاضطرار مجبوری کی حالت میں بھی کبھی عزل ہوتا ہے جیسا کہ خلیفہ محبوس فی ایدی الاعداء کا عزل ۱۲ +

[2] یعنی اعیان واشراف امت بغیر عذر واسباب شرعی کسی خلیفہ کو معزول کریں تو ان کا ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ ایسا کردیں اور خلیفہ ان کے عزل کو ناجائز سمجھ کر اپنے منصب پر قائم رہے اور بحث خلافت کو نتیجہ دے اور اپنے اقتدار سے کام لے تو بالکل جائز ہے اور اس کو یہی کرنا چاہئے اور منصب خلافت کی حیثیت سے وہ جو کام کرے گا اور جو احکام نافذ کرے گا شرعاً وہ سب نافذ ہونگے۔ شرح مقاصد کی عبارت کا یہی مطلب ہے۔ لیکن اگر بالکل مسلوب الاختیار ہو جائے یا اس نے [illegible] سے دست بردار ہو جائے یا اس طرح مجبور ہو جائے کہ پھر اس کو اپنے منصب پر [illegible] کرنے کی [illegible] نہ ہو تو ان سب صورتوں میں مجبوراً خلیفہ معزول کے حکم میں ہوگا جس طرح کہ خلیفہ دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہو جائے اور استخلاص کی کوئی صورت نہ ہو تو اس وقت بھی وہ معزول کے حکم میں ہے اور ایسی حالت میں دوسرے خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر واجب ہے۔ کما ہو مصرح فی کتاب الاحکام السلطانیہ وغیرہ ۱۲ ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری کان اللہ لہ۔

معزول نہو کا شرح المقاصد طبع مصر صفحہ ۲۷۲ ولا یجوز خلع الامام ولا سبب ولو خلعوہ لم ینفذ - اس صورت میں خلیفہ کو چاہیئے کہ اُن کے عزل کو قبول نکرے صبر وتحمل سے کام لے اور مخالفین کے دفع کی تدبیر کرے۔ اگرچہ اُس کو اپنی جان جانے کا خطرہ بھی پیش ہو جائے خلافت کو نہ چھوڑے جس طرح حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے شہادت پانے تک خلافت کو نچھوڑا۔ ان کا یہ فعل اجتہادی نہ تھا بلکہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اور حکم کی تعمیل تھی۔

محب طبری کی کتاب ریاض النضرۃ کی روایت ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعثمان ذات یوم یا عثمان ان اللہ یقمصك قمیصا فان ارادوك علی خلعہ فلا تخلعہ ثلاثا

ترجمہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ایک دن عثمان کو فرمایا۔ اے عثمان خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا تو لوگ اگر اُس کو اوتار دینے کو تم سے چاہیں تو نہ اوتارنا تین بار فرمایا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اے عثمان اگر خدا تم کو قمیص پہنائے اور لوگ اس کو اوتار دینا چاہیں تو نہ اوتارنا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اُس کو اوتارو گے تو جنت کو نہ دیکھو گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سما جائے۔ اس حدیث کو صوفی نے تخریج کی ہے یحیی بن حسین کی حدیث سے۔ ریاض النضرہ اور اہل بلوے سے قتال نجیں کیا حالانکہ دفاع کی قوت تھی۔ اور ساتھ اس کے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے قتال کی مشورت دی تھی۔ اور مدد پر آمادہ تھے۔ لیکن انھوں نے قتال سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے صبر اپنے کو فرمایا ہے۔

اسی کتاب میں کئی طرق سے یہ روایت ہے۔۔۔

عن عایشة رضی اللہ عنہما قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادعولی بعض اصحابی قلت ابابکر قال لا قلت عمر قال لا قلت ابن عمک قال لا قلت عثمان قال نعم فلما جاءہ قال تنحی فجعل یسارہ ولون عثمان یتغیر فلما کان یوم الدار وحصر فیھا قلنا یاامیرالمؤمنین الا تقاتل قال لا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عھد الی عھدا وانی صابر نفسی علیہ خرجہ احمد

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا سے روایت ہو وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو بلاؤ میں نے کہا ابوبکر کو فرمایا نہیں۔ میں نے کہا عمر کو۔ فرمایا نہیں پھر کہا۔ آپکے چچا کے بیٹے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو فرمایا نہیں۔ میں نے کہا عثمان کو فرمایا کہ ہاں۔ پھر جب وہ آگئے فرمایا۔

اور آپ اُن سے پوشیدہ بات بولنے لگے اور عثمان کا رنگ (چہرہ) متغیر ہونے لگا۔ اور جب اُن کے مکان میں محصور ہونے کا دن آگیا تو ہم لوگوں نے کہا کیا آپ قتال نہیں کرتے۔ اُنھوں نے کہا نہیں۔ مجھسے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا ہوا ہے۔ میں اپنی ذات کے لئے اس پر صبر کرنے والا ہوں۔

اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے تخریج کی ہے۔

خلافت اور خلیفہ کے متعلق ضروری مسائل جو بیان کئے گئے اُن کے معلوم کرلے نے کے بعد حالات حاضرہ کے متعلق سوال ہو کہ سلطان عبدالمجید خاں کا عزل اور خلافت کی تنسیخ شریعت اسلامیہ کے رو سے جائز ہوئی یا ناجائز۔ مجلس ملیہ مرکزیہ انگورہ کے اراکین کی تقریروں میں سے مندرجہ ذیل جملے صحیح کہے گئے ہیں یا غلط؟

(۱) خلافت تو بغداد میں عربوں کی تمام ہوگئی ہے۔

۲ـ ترکوں میں جب سے خلافت آئی تباہی آئی۔ +

۳ـ قرآن میں مسلمان خلیفہ کا ذکر نہیں۔ +

۴ـ قرآن میں سوائے حضرت داؤد علیہ السلام کے کسی کو خلیفہ نہیں کہا گیا۔ +

۵ـ خلافت کا مقصد حکومت ہے۔ اور مجلس ملیہ حکومت کو انجام دے رہی ہے اس لئے خلافت کی احتیاج اور ضرورت نہ رہی۔ +

۶ـ مسلمانوں نے جو مدد ہماری کی وہ خلافت کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ ہماری قوت اس مدد کا باعث ہوئی۔ +

سلطان عبدالمجید خان کا عزل جائز ہوا یا ناجائز اس کے متعلق اول ان کے استخلاف کی صحت اور عدم صحت کو دیکھنا ہے جو موقوف ہے سلطان وحیدالدین خان کے عزل کی صحت پر۔ +

خلیفہ کے معزول کرنے کی دو وجہ شرعی میں نے اوپر لکھدی ہے۔ اول کی سند حدیث بخاری سے ہے۔ اور وجہ دوم علمائے ربانیین کا قول ہے۔

سلطان وحیدالدین خان کا دارالخلافہ سے فرار اور ایسے غیر مسلم بادشاہ کے جہاز میں پناہ لینا جس کا قبضہ دارالخلافہ پر گو بنام عارضی ہو مگر ہو چکا ہے۔ موجب فتنہ ضرور تھا اگر اُن کی خلافت باقی رکھی جاتی۔

دفع فتنہ کے لئے اُن کا عزل صحیح ہوا اور اُسی کے ساتھ سلطان عبدالمجید خان کا خلافت کے لئے منتخب ہونا اور خلیفہ بنایا جانا بھی صحیح ہو گیا۔ اب اس کے بعد ان کے عزل کی وجہ جو ڈاک کے اخباروں سے معلوم ہوئی تو وہ شرعی وجہ نہیں۔ اس لئے ان کا عزل صحیح نہوا۔ لیکن عدم صحت کے ساتھ جب خلافت کا کام اُن سے سلب کر دیا گیا۔ دارالخلافہ سے نکال دیئے گئے۔ بلکہ جلاوطن کر دیے گئے تو اس حال میں برائے نام خلیفہ کہے گئے تو کیا نہ کہے گئے تو کیا۔

اور خطبہ میں ان کا نام لینے سے منادی کیا ہا۔ خلافت اور خلیفہ کے متعلق خطبہ میں پڑھنے
کے لیے یہ دعا المجدی ہے۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَبْدَكَ خَلِيفَةَ الْمُسْلِمِينَ
وَأَيِّدْهُ بِنَصْرِكَ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَاجْعَلْ خِلَافَتَهُ خِلَافَةً
كَامِلَةً عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ
وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى
عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ۔ +

تنسیخ خلافت مہمل دعوے ہے۔ ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف خلافت تفویض ہوسکتی ہے لیکن تنسیخ اس لئے کہ خلافت منسوخ نہیں ہوسکتی۔ ترکوں کو چاہیئے تھا کہ سلطان عبدالمجید خاں کو راضی اور آمادہ کرتے کہ وہ خلافت دوسرے کو تفویض کر دیں جب وہ اس پر آمادہ ہوجاتے تو مجلس ملیہ یہ اعلان کرتی کہ خلافت تفویض کے ذریعہ سے ترکوں میں آئی ہے اب ترک اس کو سنبھال نہیں سکتے مسلمانوں کو چاہیئے کہ خلافت کی شرائط کے موافق کوئی شخص جامع الشروط کو منتخب کریں کہ یہ خلافت اس کو تفویض کر دی جائے اس تحریک کا کام اس سے تمام مسلمانوں پر بھی ظاہر ہوتی۔ اور احرار ترک کا جو مقصد تھا وہ بھی نہ صرف طریقہ پر حاصل ہوجاتا۔ لیکن جہالت کا برا ہو ترکوں میں خلافت آنے کے بعد ان لوگوں نے نہ تو خلافت کی عظمت کو سمجھا اور نہ اس کا حق ادا کیا۔ ان کے خلفاء اپنے بھائی بھتیجوں کو قتل کرتے رہے تاکہ اپنی سلطنت محفوظ رہے۔ حال آنکہ

اب ان حضرات نے [illegible] ۱۹۲۴ء میں انہوں نے خلافت انقرہ کی اطاعت کر لی۔ تخت خلافت چھوڑ کر چلے گئے [illegible] اور اب بحالت موجودہ اپنے منصب پر ان کے لوٹ آنے کی توقع نہیں [illegible] لئے گئے ہیں لیکن مجبور اور اب معزول کے حکم میں ہو کے [illegible] خلیفہ [illegible] نام خطبہ میں لینا عبث ہے۔ بلکہ جو خلیفہ آئندہ منتخب ہو سکے [illegible] کرلی ہے [illegible] محمد [illegible] کان اللہ لہ۔ +

خلیفہ کو اس طرح کا ظلم اور جور جائز نہیں۔ +

اور وہ فوج جس کو ینگ چری کہتے تھے اور ان کے ساتھ وزراء جس خلیفہ سے ناراض ہوتے اور اپنے اغراض کے خلاف پاتے اُس کو معزول کر کے دوسرے کو تخت پر متمکن کرتے تھے۔ اس طرح کے عزل کا اُن کو ہرگز حق نہ تھا۔

خلافت آنے کے پہلے ان کے خاندان میں سے اول سلطان بایزید خاں ثانی کو وزراء نے تخت چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور سلیم خان اول کو تخت پر بیٹھایا۔ اسی سلطان سلیم خان اول نے مصر کو فتح کیا اور ایک عباسی سے جو مصر میں برائے نام خلیفہ تھا خلافت اور تبرکات آثار شریف حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو اُس عباسی کے پاس تھے حاصل کیا۔

خلافت آنے کے بعد جتنے سلاطین معزول ہو کر محبوس یا قتل ہوئے اُنکی فہرست یہ ہے۔

نمبر ۱ سنہ ۱۰۲۵ھ میں عزل سلطان مصطفے خاں اول اور جلوس سلطان عثمان خاں ثانی۔

نمبر ۲ سنہ ۱۰۳۱ھ میں معزول ہونا عثمان خاں ثانی کا اور مقتول ہونا۔ اور قید سے رہا ہو کر دوبارہ جلوس مصطفے خان اول۔ +

نمبر ۳ سنہ ۱۰۳۲ھ میں مصطفے خان پھر معزول ہوا اور سلطان مراد خان رابع تخت نشین ہوا

نمبر ۴ سنہ ۱۰۹۹ھ میں عزل سلطان محمد خاں چہارم اور اُس کا بھائی سلطان سلیمان خان ثانی متمکن ہوا۔ +

نمبر ۵ سنہ ۱۱۱۵ھ میں عزل مصطفے خاں ثانی اور جلوس احمد خاں ثالث۔

نمبر ۶ سنہ ۱۱۴۳ھ یا ۴۲ھ میں عزل احمد خاں ثالث اور جلوس محمود خاں اول۔

نمبر ۷ سنہ ۱۲۲۲ھ میں عزل سلطان سلیم خان ثالث اور جلوس مصطفے خاں رابع۔

نمبر ۸ اسی سنہ ۱۲۲۳ھ میں عزل مصطفے خاں رابع و جلوس محمود خان ثانی۔

نمبر ۹ سنہ ۱۲۹۳ھ عزل سلطان عبدالعزیز خان و جلوس مراد خان خامس۔

نمبر ۱۰ اسی سنہ ۱۲۹۳ھ میں عزل مراد خاں خامس اور جلوس سلطان عبدالحمید خان ثانی۔

نمبر ۱۱ سنہ ۱۳۲۷ھ یا ۲۵ میں عزل عبدالحمید خاں ثانی و جلوس سلطان رشاد محمد خاں خامس

نمبر ۱۲ سنہ ۱۳۳۹ یا ۴۰ میں وحید الدین خاں محمد سادس کا قسطنطنیہ سے فرار اور اُن کے عزل کے بعد جلوس عبدالمجید خاں ثانی۔

نمبر ۱۳ سنہ ۱۳۴۲ھ میں عزل سلطان عبدالمجید خان ثانی اور ان کا جلائے وطن کیا جانا مع کل مرد و زن اولاد عثمان خاں اول کے۔ اور اسی کے ساتھ سلطنت ترکی سے عہدۂ خلافت کا انتزاع اور خلع بھی ہو گیا۔ جس سے تمام مسلمانوں میں برہمی خاطر ہو گئی۔ کاش ان ترک خلفاؤں میں جو سب سے پہلے معزول کیا گیا۔ عزل و خلع سے انکار پر مصر اور مستقل رہتا جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مستقل رہے تو آیندہ ترکوں میں عزل خلیفہ کی کثرت نہ ہوتی۔

گزشتہ واقعات سے عام لوگوں کو خبر نہیں کہ ترکوں میں جب سے خلافت آئی تو مذکورہ ۱۳ خلیفہ معزول کیے جا چکے ہیں۔ اس سال کا واقعۂ عزل انوکھا نہیں۔ جدت یہ ہے کہ خلافت کو بھی رد کر دیا ہے۔ اور جن کو ترکوں کی تاریخ سے خبر ہے انھوں نے بھی خیال نہ کیا کہ عزل خلیفہ تو اس قوم ترک کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

سابق میں معزول کرنے والے ینگ چری فوج کے سپاہی اور وزرا تھے۔ جب سلطان محمود خاں ثانی مرحوم نے ینگ چری کو تباہ و ہلاک کر دیا تو عزل خلیفہ کا اختیار وزرا اور شیخ الاسلام کے اختیار میں آ گیا۔ میرے شباب کے زمانہ سے سلطان عبدالعزیز خاں اور مراد خاں خامس اور سلطان عبدالحمید خان کو معزول کرنے والے وزرا ہی ہوئے۔ شیخ الاسلام اس کی درخواست پر فتویٰ لکھنے والے تھے۔ غرض یہ کہ خلیفہ اور خلافت کی عظمت جیسی ہونی چاہیے تھی ترکوں میں پہلے ہی سے نہ تھی تو اب اہل یورپ کے مقلدین سے کیا امید ہو سکتی تھی۔ خدا کی مشیت کیا ہے۔ خلافت کی نعمت کس کو ملتی ہے عزل خلیفہ اور خلع خلافت سے مسلمانوں کے دلوں میں ترکوں کی طرف سے تکدر آ گیا ہے اور تقرر خلیفہ میں رائیں مختلف ہیں

مختلف ممالک کے مسلمانوں کا متفق ہوکر ایک خلیفہ بنا لینا بظاہر مشکل ہے۔ اختلاف کی صورت میں مراکش۔ طرابلس غرب۔ شام۔ مصر۔ عرب۔ عراق۔ ہر جگہ مدعیان خلافت کا اعلان اور آپس میں اور ترکوں سے جنگ وجدال کا احتمال اور جس ملحمۂ کبریٰ کی پیشین گوئی مروی ہے اُس کے برپا ہو جانے کا گمان اور خوف ہے۔ اور جیسا کہ خدائے عزوجل نے فرمایا ہے سورۂ آل عمران رکوع ۱۴ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (ترجمہ) یہ دن ہیں کہ ان کو ہم پھیرتے رہتے ہیں لوگوں میں۔ یعنی عروج وزوال کے زمانہ کو لوگوں میں ہم اپیچ اور لاتے رہتے ہیں۔ ترکوں کی قوت جو آج کل خلاف اُمید بڑھ گئی ہے خوف ہے کہ یہ کمال موجب زوال نہو جائے۔ اگر مشیت الٰہی یہی ہے تو دعا ہے کہ میری زندگی اس روزبد سے پہلے تمام ہو جائے۔ خدا یہ روزبد مجھے نہ دکھائے۔ میری زندگی تک ترکی سلطنت کی قوت بڑھتی ہی رہے کم نہو۔ اسوقت یہی ایک اسلامی سلطنت قوی تر اور پوری اقتدار والی ہے خدائے عزوجل کی صفت جَامِعُ النَّاسِ بھی ہے۔ وہ تمام ممالک کے مسلمانوں اور ترکوں میں اصلاح دینی و دنیاوی فرمائے اور ان سب کے دلوں میں الفت ومحبت آپس کی بھردے آمین۔ یَا جَامِعَ الْمُتَفَرِّقِيْنَ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ٥

اب کس رنگ میں خلافت ہوگی قریب ہی اس کا ظہور ہو جائیگا۔ میری دعا تو یہ ہے کہ اب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہو۔

نمبر اول کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حشمت مآب مقرر کے نزدیک بغداد میں اراخلافت ہونے کے پہلے مسلمانوں میں خلافت نہ تھی۔ یعنی زمانہ خیر القرون گزر گیا۔ اور اس استخلاف کا خدائی وعدہ پورا ہی نہوا۔ ۞

خلافت راشدہ اور بنو امیہ کے دور کے حالات جو تواریخ میں مذکور ہیں ان کے نزدیک شاید بے اصل ہوں گے پھر تعجب ہے کہ سامعین میں سے کسی نے انکار نکیا۔ کیا مقرر سے لیکر

حامعین تک سب جاہل تھے۔

نمبر ۲ کی نسبت گزارش ہو کہ اُن کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔ ترکی تاریخ بھی کبھی نہیں پڑھی ترکوں میں خلافت سلطان سلیم خان کے وقت میں آئی اسوقت سے توکسی سلطان یعنی خلیفہ نے اپنے محارب سے ہزیمت پاکر اسیر ہونے کی ذلت نہ اُٹھائی۔ لیکن اسی انگورہ کے میدان میں جواب جمہوری سلطنت کا دارالحکومت بنایا جارہا ہی۔ سلطان سلیم سے پہلے چار کرسی اوپر بایزید یلدرم اپنی بداخلاقی اور عیش پرستی کی شامت میں امیر تیمور سے شکست کھاکر میدان کارزار میں مع ایک لڑکے کے قید ہوگیا۔ پھر اپنی ناشایستہ حرکت سے لوہے کے پنجڑے میں بند کیا گیا۔ اور اسی زبون حالت میں ہمرکاب لشکر کے ساتھ رکھا گیا نو مہینے کے بعد موت نے اس ذلت سے نجات دی۔ جو بیٹا ساتھ تھا رہا ہوا اُس کو لاش مل گئی اُس نے لیجاکر آبائی مقبرہ شہر بروصہ میں دفن کیا۔ اب بتاؤ کہ تباہی رسوائی ذلت اس خاندان میں خلافت آنے کے پہلے ہوئی تھی یا بعد ہوئی۔ جن صاحب کی تقریر پر عزل خلیفہ اور تنسیخ خلافت کا فیصلہ ہوا اور انکی تقریر آٹھ ہزار کی تعداد میں چھاپکر شائع کیگئی فرماتے ہیں نمبر۳ قرآن میں مسلمان خلیفہ کا ذکر نہیں۔ اس سے اگر یہ مقصود ہو کہ یہ بیان نہیں ہو کہ فلاں مسلمان کو ہم نے خلیفہ بنایا فلاں فلاں مسلمان خلیفہ ہیں تو اس قسم کا بیان بیشک قرآن مجید میں نہیں ہی۔ اور نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ زمانہ نبوت کا تھا اس اُمت کی خلافت کا وجود زمانہ نزول وحی کے وقت تھا ہی نہیں تو مسلمان خلفاء کا ذکر اُن کے ناموں کے ساتھ کیونکر ہو سکتا تھا۔ لیکن مسلمانوں میں صالحین کو خلیفہ بنانے کا وعدہ آیۂ استخلاف میں ہی جس کا ایفاء نبوت تمام ہونے کے دن ہی ہوگیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ بنائے گئے۔ آیۂ استخلاف کی خبر شاید ان کو نہ ہو۔ لیکن خلفاء راشدین کا ذکر تو ان کے اس تقریر میں موجود ہی۔ علاوہ قرآن مجید میں مسلمانوں میں خلفاء ہونے والوں کے نام بتانے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ نام ان کے بتلاتے۔ آیۂ استخلاف میں جو پیشگوئی ہو۔ خلافت راشدہ کے واقع ہوجانے کے بعد

ظاہر ہو گیا کہ یہ خطاب مہاجرین اولین کی طرف خاص کر اور کل مومنین صالحین کی جانب عموماً تھا۔ آیہ استخلاف کے بعد دوسری آیہ سورہ انبیاء رکوع اول کو دیکھیے لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ۔ (ترجمہ) ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے یہ تو مسلم ہے کہ مسلمانوں کی طرف منزل من اللہ کتاب یہی قرآن مجید ہے اور اس میں نام بنام اصحاب کا ذکر نہیں۔ حالانکہ مخاطب اس وقت اصحاب ہی تھے اور آیہ استخلاف الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت کا وعدہ عطائے خلافت اصحاب ہی میں پورا کر دیا گیا تو فیہ ذکرکم سے بھی مراد اصحاب ہیں جن میں خلفاء راشدین خاص کر مقصود ہیں۔ اب مقرر صاحب آیہ استخلاف میں منکم کے اندر خلفاء راشدین کا ذکر عطائے خلافت راشدہ کاملہ ہے جس کے اندر تمکین دین متین مرتضی اور ہر قسم کے خوف سے امن ہو جانے کا وعدہ تھا اور وہ ظاہر بھی ہو گیا۔ اس دور خیر کے خلافت ناقصہ کے خلفاء کا ذکر سب ہی کچھ مخفی سمجھ لیں اور لا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین پر ایمان لائیں۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت اور رسالت اور خلافت خداوندی اور امامت خلق کے جامع تھے تو آپ کے رہتے ہوئے کوئی دوسرا خلیفہ کیونکر ہو سکتا تھا اس لئے نبوت کا زمانہ تمام ہونے کے بعد خلافت کا قائم ہونا چاہیے تھا وہی ہوا۔ زمانہ نبوت تمام ہونے کے ساتھ ہی نزول وحی بھی بند ہو گئی تو نزول وحی کے بند ہونے کے بعد والوں کے نام اور ذکر صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں ڈھونڈھنا عبث ہے۔ بجز حضرت زید رضی اللہ عنہ کے کسی صحابی کا ذکر یا نام قرآن میں نہیں ہونے کی وجہ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابہ اور صحابیت کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے اسلئے صحابہ اور صحابیت کا ثبوت نہیں۔ مقرر صاحب کو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام کے سوائے قرآن میں کسی کو خلیفہ نہیں کہا گیا۔ خبر نہیں کہ حضرت ابو البشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے پہلے خلیفہ بنایا اور انکی خلقت کی نسبت فرشتوں سے فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ بہت تعجب ہے کہ قرآن مجید میں لفظ خلیفہ کی جمع خلفاء اور خلائف بہت جگہ موجود ہے۔ مرقومہ بالا آیتوں میں دیکھ لیجئے جس سے

ثابت ہے کہ اولادِ آدم میں خدائے عزوجل نے بہت سے خلیفے بنائے۔ لیکن مقرر صاحب کی نظر سے وہ سب آیتیں حجاب میں ہیں یا اس کے معنے کچھ اور ہی سمجھ لیا ہے۔

۵ فرماتے ہیں کہ خلافت کا مقصد حکومت ہے اور مجلس ملیہ حکومت کو انجام دے رہی ہے اس لئے خلافت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ سچ ہے کہ مجلس ملیہ اب حکومت کر رہی ہے۔ لیکن خلافت خدائی مشیت اور خدا کے حکم سے جاری ہوئی اور وہ خدا کی نیابت ہے اس لئے خلافت والی حکومت بہ نیابت خداوندی دینی احکام اور دنیاوی انتظام دونوں کو شامل ہے۔ اور مجرد حکومت دنیاوی انتظام میں محدود ہے۔ خود آپکی مجلس ملیہ نے بھی جب طیبۂ ادتنسیخ خلافت کے ساتھ ہی محکمہ شرعیہ کو توڑدینے کا حکم دیدیا ہے تو یہ ظاہر کردیا کہ مجلس ملیہ کو دینی احکام سے تعلق نہیں۔

مجلس ملیہ اگر خلافت کا کام انجام دینے والی ہوتی تو محکمہ شرعیہ کو اپنے تحت میں قائم اور باقی رکھتی لیکن یورپ کی جمہوریت خصوصاً روس کی جمہوریت کی تقلید نے اسلام کے دینی احکام کے تعلق کو باقی رکھنا پسند نہ کیا۔ دنیاوی معاملات میں بھی آزادی کی غایت یہ ہوئی کہ صدر مجلس ملیہ سے پارلیمنٹ توڑدینے کا اختیار بھی سلب کرلیا۔ اس بحث میں ایک صاحب نے خدائے عزوجل کی شان میں بھی گستاخی سے کہا (اگر خدا کی ذات بھی جمہوریت کی صدر ہو تو اس کو مجلس کے فسخ کردینے کا اختیار نہ ہوگا۔) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

۶ اسی قسم کی بے تکی باتوں پر کسی نے مثل کہی ہے ۔ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا اس تقریر میں دعوائے غلط کے ساتھ نخوت اور تکبر اور تعلّی ہے۔ انھیں معلوم نہیں کہ ہندوستان کے بڑے اور چھوٹے شہروں کے علاوہ اکثر قصبہ میں بھی خلافت کمیٹی قائم کی گئی اور چندے تحصیل ہوئے۔ خلافت کمیٹی کا نام ہی بتارہا ہے کہ خلافت کی حفاظت اور خلیفہ کی اعانت میں مسلمانوں نے اسے قائم کیا ہے۔ نہ یہ کہ خلافت اور خلیفہ سے بے تعلق ہو کر مجرد احرار

ترک کی بڑی قوت دیکھ کر ان کی مدد و معاونت کی گئی۔ بڑی قوت رکھنے والے کی اعانت کی ضرورت ہی کیا ہو کہ اس معنی میں ان کی مدد کی جاتی۔ بلکہ اعانت کی ابتدا ایسے وقت میں ہوئی تھی جبکہ ترک احرار کا غلبہ اہل یونان پر نہیں ہوا تھا اور یہ لوگ اپنے حصول مقصود کی تدبیر میں پریشان خاطر تھے۔ لیکن ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ عیسائیوں نے مذہبی ہمدردی سے اہل یونان کے لئے اسلحہ اور زر نقد اور اجناس سے مدد کرنے کا عام اعلان کر دیا تو سلطنت برطانیہ نے اپنی ناطرفداری کے اظہار میں حکم دیدیا کہ جس کا دل چاہے ترکوں کو بھی مدد دے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی دلی آرزو برآئی اور وقت کو غنیمت جان کر مالی امداد میں آمادہ ہوگئے اور خلافت کمیٹی شہروں اور قصبات میں قائم کی۔ مگر ہم لوگوں کی بدقسمتی سے زر تحصیل شدہ کا ایک ربع بھی وہاں بھیجا نجا سکا۔ یہ ناگہانی خلاف امید واقعہ ہوگیا۔ اب اُس باقی رقوم کے جانے کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ البتہ مصر وغیرہ سے جو مالی مدد ہوئی وہ بہت زیادہ ہوئی۔

حق یہ ہو کہ سکاریہ سے اہل یونان کو ہٹانے اور بھگانے کے بعد سے احرار ترک کی قوت بڑھنے لگی یہاں تک کہ ازمیر (سمرنا) کو فتح کر لینے کے بعد تو اتنا قوی ہو گئے کہ دول متحدہ کو ان کی باتیں ماننی پڑیں۔

مقرر کو سزاوار تھا کہ خدا کے اس فضل و کرم کا شکر اور اُس کے نصر و تائید کا اظہار کرتے کہ ہر ملک کے مسلمانوں کو ان کی طرف مائل اور متوجہ کر دیا۔ هُوَ الَّذِىٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ تو مزید نصر و تائید الٰہی کے مستحق ہو جاتے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ نہ یہ کہ دعوے غلط اور تعلی کا اظہار نخوت و غرور کے الفاظ ہیں۔

سابق شریف حال ملک حجاز مدعی خلافت کی ذات میں اہم شروط خلافت نہیں

پائے جاتے۔ اس وجہ سے وہ مستحق خلافت نہیں۔ قریشی اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ ہاشمی اور حسنی سید تو وہ یقینی ہیں دگر ہیچ۔ ان کی بادشاہی کی نحوست۔ تو مکہ معظمہ میں خون خرابہ کرکے ظاہر ہو چکی جس کو ہزاروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور کروروں نے سُنا۔ دعوی خلافت کے بعد کیا فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ خدا کو معلوم ہے۔ لیکن ان کے افعال بد بتارہے ہیں ؎

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

گزشتہ اعمال بد سے توبہ کرنا اُس پر ندامت ظاہر کرنا تو اُن گناہوں کو معاف کرائے گا۔ لیکن توبہ سے ان کی جبلت نہیں بدل سکتی۔ خلیفہ کو کن صفات سے موصوف ہونا چاہئے اُس کے ذمہ کیا کیا کام ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ دہلوی کے الفاظ میں اوپر لکھدیا گیا ہے۔ تو مجرد قرشیت کافی نہیں ہے۔ یزید اور مروانی سب قرشی تھے۔ جب ان سبھوں کی نااہلی ہی نے خلافت کاملہ کو **ناقصہ** اور ملک عضوض بنادیا تو شریف صاحب ملک حجاز کی نااہلی سے بھی سوائے ظلم اور جور اور جبر و اکراہ کے اور کیا امید ہے۔ +

خلافت اور خلیفہ کے متعلق احکام اور مسائل وغیرہا کی ضروری باتیں لکھکر اس فیصلہ کو میں نے قصداً چھوڑ دیا ہے کہ واقعہ اور حالت حاضرہ میں اب کیا ہونا اور کیا کرنا چاہئے۔ وجہ یہ کہ اس کے فیصل کرنے کی مجھ میں اہلیت نہیں۔ اور میرا یا کسی خاص شخص کا فیصلہ اس بارہ میں قابل وثوق نہیں۔ قریب ہیں علمائے ربانی جن کو اہل حل و عقد کہہ سکتے ہیں باہم مشورہ کرکے مناسب حال فیصلہ فرمائینگے۔ +

محمد بدرالدین۔ عفا اللہ تعالٰے عنہ

پھلواری۔ ضلع پٹنہ

جواب نامہ مولوی محمد ظفر الدین صاحب بہاری حال مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ

خلعت اور خطاب، تمغہ ترک موالات کی بنا پر واپس ہوا

جامع معقول و منقول دامت الطافکم۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جن واقعات اور تغیرات کو آپ نے لکھا ہی صحیح ہی۔ میں بھی دیکھ رہا اور سن رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں کو جو لغزش سے محفوظ رہے ہیں۔ آئیندہ بھی بچائے اور جتنے مسلمان صراط مستقیم سے اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ کفر و اسلام شرک اور توحید میں اُن کو فرق نہیں معلوم ہوتا اللہ تعالیٰ انھیں ان کے فعل پر تنبیہ دے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور راہ راست پر لے آئے۔

آپ نے مجھ سے ایک درخوست پر دستخط کرنے کی وجہ اور خطاب واپس کرنے کا حال پوچھا ہے اور اس کو ترک اتحاد عمل کے تحت میں سمجھا ہی۔ حقیقت حال یہ ہی کہ خطاب کی خبر ملنے کے بعد فوراً ہی میں نے اس کو واپس کرنے کا قصد کیا تھا۔ اس وقت مولوی نور الہدیٰ صاحب سابق جج اور مولوی فخر الدین صاحب خان بہادر وکیل اور خواجہ اسمٰعیل صاحب وکیل نے باصرار مجھے روکا سلطنت ترک سے التوائے جنگ کے بعد جس زمانہ میں وزیر اعظم انگلستان نے ایفائے وعدہ سے پہلو تہی شروع کی تھی۔ میں نے بعض شخص سے کہدیا تھا کہ اگر ترکوں کے ساتھ صلح میں وزیر اعظم نے وعدہ کے خلاف کیا تو میں اپنے دلی رنج کے اظہار میں خطاب اور خلعت وغیرہ کو واپس کر دوں گا۔ اسوقت تک کسی جلسہ میں ترک اتحاد عمل کا ذکر نہوا تھا۔

اسی زمانہ میں ایک سب انسپکٹر پولیس نے۔ جن کو میرے ساتھ خلوص پہلے سے ہی میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آج کل میں بضرورت محکمہ خفیہ پولیس میں کام کرتا ہوں۔ میں بھیجا ہوا ہوں۔ اپنی طرف سے نہیں پوچھتا ہوں " ترکوں کی حمایت میں کیا علماء نے بھی شریعت کے رو سے حکم دیا ہی" اس کے جواب میں اُن کو میں نے بتایا کہ علماء سے بعض نے خلافت اور حرمین شریفین کے متعلق

ضروری سوالات لکھ کر ہندوستان کے بیشتر علماء کے پاس بھیجا بعض نے جواب نہ لکھے۔ اور جتنے لوگوں نے لکھا سب کا مضمون ایک ہی تھا۔ اجمال اور تفصیل یا الفاظ کا فرق البتہ تھا۔ پھلواری سے بھی جواب گیا تھا۔ پھلواری سے گئے ہوئے جواب کا مختصر مضمون یہ ہے۔

اس وقت قسطنطنیہ میں جو سلطان ہیں وہ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین ہیں۔ خلافت کے لئے انتخاب کے وقت قریشی مقدم رکھا جائیگا۔ کسی طرح اگر غیر قریشی خلیفہ ہو جائے تو اس کو معزول کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ اور جبتک وہ خلیفہ ہے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کوئی قریشی ہی مدعی ہو۔ قریشی یا غیر قریشی جو دوسرا مدعی خلافت ہوگا وہ قتل کیا جائیگا

حرمین شریفین اور دار الخلافت پر غیر مسلم کا تسلط ہو جانے پر پہلے وہاں کے رہنے والوں پر اس کا دفع کرنا (جہاد) فرض ہوگا۔ ان کے عجز پر ان کی مدد ان قریب رہنے والوں پر وہ بھی قاصر دیکھے جائیں تو ان کے متصل اور حوالی اور اطراف والوں پر فرض ہوگا۔ اسی طرح آگے بڑھتا جائیگا۔

یہ سب فتاوے ویسرائے ہندوستان کے پاس بھیجدیئے گئے۔

میں نے کہا کہ آپ نے ظاہر کیا ہے کہ میں بھیجا ہوا ہوں تو آپ حکام کو مطلع کر دیں کہ علماء نے اسلامی احکام کو واضح کر کے بتا دیا ہے۔ اب حکام مسئلہ خلافت کی اہمیت کو سمجھیں اور مدبرین سلطنت کو لکھیں کہ وہ مسلمانوں کی مذہبی باتوں کا لحاظ کریں اور اپنے وعدے وفا کریں۔ میں نے ان سے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام نے جہاد کا فتوے دیا تو ہندوستان کے مسلمانوں پر بحیثیت قوم جہاد فرض ہوگا۔ لیکن ہندوستان کی جو حالت ہے اس حالت میں جہاد بحیثیت سلطنت سے قتال بھی نہیں ہو سکتا۔ اور مجاہدین کی مدد کے لئے جانا بھی مشکل۔ اس صورت میں ہجرت کرنی ہوگی۔ میرے اس کہنے کے چھ یا سات مہینوں کے بعد ہجرت شروع ہو گئی۔ اگرچہ میرے نزدیک اس وقت میں نہ جہاد ہی فرض ہوا ہے نہ ہجرت۔ اور ہجرت کا

فتوے دینے والے بھی فرضیت پر اس کے متفق نہیں ہیں کسی نے فرض کسی نے مستحب کسی نے مناسب بتایا۔ لیکن نوجوانوں اور عوام میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ ہزاروں تو علاقہ کابل میں پہونچ گئے اور ہزاروں پشاور میں آ کر سرحد پر روک دینے کے سبب رُکے ہوئے ہیں۔

ماہ شوال میں ایک درخواست بزبان انگریزی جو چھپی ہوئی تھی میرے سامنے دستخط کے لئے پیش کی گئی جس کا اردو ترجمہ یہ تھا کہ

" ویسرائے سے گزارش ہے کہ آپ نے ہم مسلمانوں کے مطالبات در بارۂ خلافت
" وغیرہ کو وزراء سلطنت کی خدمت میں بھیجا اور سفارش کی اُس کا شکریہ ادا کرتے
" ہوئے درخواست ہے کہ ہم لوگ کی عرضداشت در بارۂ ترمیم شرائط صلح بحضور برٹش
" سلطنت کے پاس بھیجئے۔ آخری کوشش بھی اگر بیکار ہوئی تو مسلمان اپنے خدا کے
" حکم کی تعمیل کرینگے جو ایسے وقت میں مناسب ہو۔ اور جیسا کہ سلطنت کے مدبروں
" کا اصول ہے کہ جب کام اُن کے خلاف ہوتا ہے تو اپنے عہدہ سے استعفا دیدیتے
" ہیں۔ آپ کی کوشش کامیاب نہ ہو تو آپ کو بھی استعفا دیدینا چاہیے۔

مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس پر عام دستخط نہ ہوگا۔ جتنے لوگوں کو شاہی اعزاز ملا ہوا ہے اور اراکین حکومت ان کو جانتے ہیں انہی لوگوں سے دستخط کرایا جائیگا۔ اس وقت تک اس کاغذ پر ایک ہی دستخط بخط انگریزی ہوا تھا۔ میں نے مضمون سن لینے کے بعد دستخط کر دیا

خطاب اور خلعت اور تمغہ واپس کرنے کا ارادہ تو پہلے سے ہو چکا تھا لیکن انتظار تھا کہ شرائط صلح جب ترکوں کے حوالہ ہو جائے اور وہ سب مسلمانوں کے مطالبات کے خلاف ہوں تو واپس کر دیا جائے۔ پھر واپسی کی صورت کے متعلق مشورت کرنی تھی اس میں بہت توقف ہو گیا کئی دن پہلے میں نے واپس کرنے کی وجہ اردو میں لکھکر اس کا ترجمہ انگریزی میں لکھنے اور چھپنے کو دیدیا تھا۔ ۱۴ ذیقعدہ کو وہ چھپکر میرے پاس آیا اور ۱۵ ذیقعدہ کو کمشنر صاحب پٹنہ کے پاس میں نے اُس تحریر کو مع خلعت اور خطاب وغیرہ کے بھیجدیا۔ اور اس خیال سے کہ انگریزی

ترجمہ اور اردو کے الفاظ میں شاید کوئی تغیر ہو جائے۔ میں نے اصل عبارت اردو کو بھی انگریزی کے ساتھ شامل کر دیا۔ میں نے جو عبارت اُردو میں لکھی تھی وہ یہ ہے۔

" جناب کمشنر صاحب۔ وزراے سلطنت برطانیہ کی طرف سے ہم مسلمانوں کی "
" مکرر عرضداشتوں کے خلاف اسلامی سلطنت ترک کے ساتھ جس قدر سخت "
" سے سخت شرائط صلح مقرر کی گئیں۔ اور ان شرائط کے منوانے کے لیے جتنے ناگوار خاطر "
" طریقے اختیار کیے گئے۔ اس سے ہم لوگوں کے دلوں کو بیحد رنج اور صدمہ پہنچا ہے "
" میں اپنے دلی رنج اور غم کا اظہار اسی میں سمجھتا ہوں کہ اپنے خطاب شمس العلماء "
" اور خلعت اور تمغہ عطیہ سلطنت برطانیہ کو اب واپس کر دوں تاکہ اراکین سلطنت "
" ہم لوگوں کے بے انتہا رنج و غم کا اس سے اندازہ کریں کہ بغیر سخت سے سخت "
" رنج و غم سلطنت کی طرف سے پہنچے ہوئے جو عزت افزائی سلطنت نے پہلے کی ہو "
" واپس نہیں ہو سکتی۔ آپ اس خطاب اور خلعت اور تمغہ کو میری اس رنج و غم "
" والی عرضداشت کے ساتھ گورنمنٹ میں بھیجدیں۔" (محمد بدرالدین)

اس میں نہ خلافت کمیٹی کے احکام کا ذکر ہے۔ نہ ترک اتحاد عمل کا بلکہ ترکوں کے ساتھ سخت سے سخت شرائط صلح پر مسلمان ہونے کی اقتضار سے میرا دل جسقدر متالم ہوا اُس کو میں نے لکھدیا اور یہی باعث اسوقت خطاب وغیرہ واپس کرنے کا ہوا۔ کاش شرائط صلح میں مناسب ترمیم ہو جاتی تو میں نہ واپس کرتا۔ اور اس کو مجمع میں مکرر سہ کرر میں پہلے کہہ بھی چکا تھا۔

۱۵ ذیقعدہ مطابق یکم اگست جو دن ترک اتحاد عمل کا مشتہر کیا گیا تھا میں نے اُس اشتہار کی موافقت میں اس دن واپس کرنا متعین کیا تھا۔ بعض وجہ سے دیر ہوتے ہوتے وہ دن ہو گیا۔ یہ ایک اتفاقی بلا قصد بات تھی۔ پھر بھی اول وقت خطاب واپس ہوا اور پٹنہ میں خلافت کا جلسہ جسمیں ترک اتحاد عمل کا اعلان کیا گیا وہ شام کو ہوا۔

پٹنہ میں خلافت کے متعلق پہلا جلسہ کرنے کے بارہ میں مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا تھا میں نے کہا

کیجئے اور شہر کے رؤسا اور مشائخ سے مشورت کیجئے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ سبھوں کی باالاتفاق رائے جلسہ کرنے ہی کی ہے۔

پٹنہ میں خلافت کے متعلق یہ پہلا جلسہ تھا۔ اہلسنت اور اہل تشیع کے کل رؤسا شریک ہوئے اس کے صدر جناب مولوی شاہ رشید الحق صاحب تھے میری طرف سے یہ پیام سنایا گیا۔ کہ

"میں خلافت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کی کل تدبیر میں کل مسلمانوں کے ساتھ ہوں۔"

اہل تشیع میں آج کل یہاں جو سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔ اُنھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرے مذہب میں خلافت نہیں ہے امامت ہے۔ لیکن موجودہ حالت میں میں اہلسنت کے ساتھ ہوں جس تفصیل سے میں نے کل حالات کو لکھا ہے بظاہر اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اختصار میں بعض شبہات کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اس لئے میں نے کل حالات لکھدیئے ہیں لیکن مکہ معظمہ کے واقعات جس کو ایک مہاجر نے مجھ سے اپنا چشمدید بیان کیا تھا اُس نے بہت زیادہ دل کو بیچین کر دیا۔ اُس کا کچھ حال اب دبدبۂ سکندری، رامپور میں چھپ گیا ہے اگر وہاں وہ پرچہ آتا ہو تو آپ ملاحظہ فرمائیں۔ جسقدر اُس میں چھپا ہے وہ آپ کے دل کو ضرور متالم کرے گا۔ والسلام۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری

۱۴ ذوالحجہ دوشنبہ ۱۳۳۸ھ

بنام ممدوح

جامع معقول و منقول زادکم اللہ تعالےٰ علاً و علاً وجعلکم من الہداۃ المہتدین

سلام مسنون اسلام تسلیم خاطر شریف ہو۔ آپ کے رسالہ ہادی الہداۃ الیٰ ترک الموالات کو میں نے اول سے آخر تک مطالعہ کیا۔ اور بسبیل ڈاک رجسٹری کرا کر روانہ کر دیا۔ اس کے پہونچ جانے سے مطلع فرما کر رفع تعلق خاطر احقر فرمائیے۔

اس کے متعلق آپ نے مجھے تحریر فرمایا ہے کہ۔

"پوری طرح اصلاح کا حق ہے جس مضمون کو جہاں سے چاہیں قلم زد فرما سکتے ہیں"
"یا اگر ضرورت دیکھیں بڑھا سکتے ہیں۔"

علمی تحریروں میں اصلاح یا کم یا بیش کرنا علماء کا منصب ہے۔ میرا منصب نہیں میں اپنی حقیقت سے تمام تر واقف ہوں۔ نہ عالم ہوں نہ فاضل میں نے ایک خدمت کر دی ہے کہ کاتب نے کتابت میں جو غلطی کی ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیت شریفہ میں سے بعض لفظ اس کے قلم سے چھوٹ گیا اور بعض بڑھ گیا ہے۔ پھر آپ کی عبارت میں بھی کہیں پر بعض لفظ اس نے چھوڑ دیا تھا۔ میں نے لکھ کر صحیح کر دیا ہے۔ مگر ایک جگہ متن میں اور حاشیہ پر بھی مقابل میں (ص) کا نشان دیدیا ہے۔ تاکہ آپ خود اس کو لکھ دیں۔ وہ شاہ ایران کا لقب ہے۔ نہیں معلوم آپ کے مسودہ میں وہ لفظ قاچار کا ہے یا کجکلاہ۔ یا شاہ کیونکہ شاہ ایران کے لقب میں انہیں الفاظ میں سے کوئی لکھا جاتا ہے۔

مجھے نہ تو اصلاح دینے کا منصب نہ اعتراض کرنے کی لیاقت اور نہ اس کی عادت ہے۔ مجھ سے اور آپ سے برسوں پہلے کا ربط ہے۔ اس لئے اس رسالہ کے متعلق خیر اندیشی کی راہ سے کچھ گزارش ہے۔ آپ نے صفحہ ۶ میں حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا ترجمہ لکھا ہے۔ "جبتک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ اور فَاِنْ تَوَلَّوْا کا ترجمہ پھر اگر اسلام سے منہ موڑیں۔ اور صفحہ ۷ میں ہے مدارک التنزیل میں يُهَاجِرُوْا فِيْ سبيل الله کے معنے لکھتے ہیں حَتّٰى يُؤْمِنُوْا الان الهجرة فی سَبِيْلِ اللّٰهِ بِالْاِسْلَامِ۔ غرض یہ کہ یہ ترجمہ تفسیر مدارک کے موافق ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مدارک التنزیل قرآن مجید کی ایک عربی تفسیر ہے جس کا مقصود ہے۔ معنے اور مطلب بتانا۔ ترجمہ اصل عبارت کے الفاظ کی رعایت اور جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اس زبان کے محاورہ کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ مطلب اور معنی کو خواہ وہ مجمل ہو یا مفصل

تفسیر اور تشریح کہیں گے ترجمہ نہیں۔ اگر آپ اپنے اس ترجمہ کو صحیح ٹھہرائیں گے تو آزاد کا جواب بھی یہی ہوگا۔ کہ میں نے ترجمہ نہیں لکھا۔ مطلب بیان کیا ہے۔ اب اُن پر اعتراض (ترجمہ میں الفاظ بڑھادینے کا) باقی نہ رہیگا۔ اور مطلب کے صحیح اور غلط ہونے کی بحث آجائے گی۔

آپ نے اس رسالہ میں علامہ ابوالکلام آزاد کے رسالہ خلافت اور جزیرۃ العرب میں سے مضمون ترک موالات اور ترکی خلافت کا رد کیا ہے۔ اُن کے استنباط کو جو اُنھوں نے آیات شریفہ قرآن مجید سے کیا ہے غلط بتایا ہے۔ لیکن احقاق حق کے لئے طرز بیان جس صفائی سے چاہئے اُس کا لحاظ نہ رکھکر ایک بیچیلا پہلوان کشتی کے پیچ سے اپنے حریف کو جس طرح پچھاڑ دینا چاہتا ہے۔ آپنے اس تحریر میں اپنے حریف کو اسی طرح مغلوب کرنے کی کوشش کی ہے جیساکہ ترک موالات کی بحث سے ظاہر ہے۔

اُنھوں نے تمام غیر مسلموں کے افراد کو دو قسم بتایا ہے۔ ایک مسلمان سے غیر محارب۔ اور دوسرا محارب۔ غیر محارب کے ساتھ نیکی و محبت اور ہر طرح کے احسان و خیر خواہی کا سلوک کرنے کو لکھا ہے اور اُن سے محبت رکھنے کے ثبوت میں عالمگیر محبت کو دعوت حق کا اصل اصول بتایا ہے۔ اور محارب سے ان سب باتوں کو ناجائز ہے

اس کی دلیل میں اس آیہ شریفہ کو لکھا ہے۔ :

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

ان کے آیہ شریفہ سے استنباط میں نیکی کے بعد محبت کا لفظ زیادہ لکھا گیا ہے۔ جو آیہ شریفہ میں نہیں ہے تو ان پر اعتراض اس جگہ فقط محبت کے لفظ پر صحیح ہوگا۔ غیر محارب۔ اور

محارب دونوں میں دین کا لفظ شامل کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ کلام نہی میں اس جگہ مقاتلین فی الدین اور غیر مقاتلین فی الدین کے بارہ میں حکم ہے۔ عام محاربین مراد نہیں۔ اس جگہ بھی اُن سے فروگزاشت ہوئی ہے۔

اس آیۂ شریفہ سے غیر مسلم کا دو قسم ہونا ثابت ہے۔ ایک سے بِرّ کا حکم ہے۔ جس کے معنی میں نیکی اور ہدیہ بھیجنا اور فراخیِ احسان اور صلۂ رحم شامل ہے۔ دوسرے سے موالات کی نہی ہے جس کے معنی میں محبت نہ رکھنے کے ساتھ باہمی مددگاری نہ کرنی بھی داخل ہے۔

انھوں نے اس آیۂ شریفہ سے غیر مسلم کی اصولی دو قسم بتاکر جتنی آیتوں میں یہود و نصاریٰ و کفار سے اور خدائے عزوجل اور مومنوں کے دشمنوں سے محبت اور باہمی مددگاری منع کی گئی ہے۔ بعضوں میں انھوں نے محاربین ہی سے موالات کی نہی کو مراد لیا ہے اور غیر محاربین کو ان آیتوں کی نہی سے خارج بتایا ہے۔ اس بنا پر لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ اور لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ۔ اور لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ۔ وغیرہا کل آیتوں میں اسی ایک قسم محارب سے موالات نہ کرنیکا حکم بتایا اور مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ سے بھی اُن ہی غیر مومنوں کو مراد لیا ہے جو مسلمانوں سے محارب ہوں۔

اس بنا پر ایک آیۂ شریفہ کے ترجمہ میں یہ الفاظ زیادہ کر دیتے ہیں کہ جو مسلمانوں کی دشمنی اور نقصان رسانی میں سرگرم ہوں۔ اور دوسری آیۂ کریمہ کے ترجمہ میں یہ کہ جب کہ غیر مسلموں اور مسلمانوں میں باہمی جنگ ہو۔

سلجھا ہوا اور مناسب طریقہ بحث کا اس جگہ یہ تھا کہ آپ اُن کے دعوے کے ساتھ اُنکی متمسک بنتی آیۂ شریفہ لَا يَنْهَاكُمُ الآیہ۔ کو بھی نقل کر دیتے۔ پھر اس آیۂ شریفہ کی تفسیر میں

مفسروں کے اقوال نقل کرتے اور ثابت کرتے کہ کفار سے موالات کی نہی میں جتنی آیات ہیں ان کا حکم عام ہے۔ لَا یَنْھٰکُمْ والی آیۂ شریفہ سے وہ سب ایک قسم کے خاص لوگ سے مخصوص نہ ہو جائیں گے۔

آپ نے ایسا نہ کیا بلکہ "شریعت کا نصب العین" کے عنوان کے تحت موالات کا مدار کیا ہے۔ کن لوگوں سے منع ہے۔ ممانعت کا سبب کیا ہے۔ لکھکر مجرد ان کا دعویٰ (جو اوپر گزرا) نقل کر دیا۔ اور اُن کے متمسک کا ذکر ہی نہ کیا جس کی بنا پر اُنھوں نے ترجمہ میں مذکورہ بالا الفاظ بڑھائے ہیں۔ اور یہ الزام قائم کر دیا کہ اُنھوں نے ترجمہ میں اپنے الفاظ بڑھائے ہیں جن کو کسی مترجم نے نہ لکھا۔

اُن کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اپنا مطلب بتانے اور سمجھانے کے لئے دو آیتوں کے ترجمہ میں الفاظ مذکورہ کو بڑھا دیا ہے۔ نہ یہ کہ دعوے کیا ہو۔ کہ صحیح ترجمہ انہی زوائد الفاظ میں ہے۔ اس لئے کہ اُنھوں نے خود بھی آیۂ شریفہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ۔ الآیہ۔ کا جو ترجمہ صفحہ ۱۹۶۔ اور ۱۹۸ میں کیا ان دونوں جگہوں میں زیادتی نہیں ہے۔ پھر صفحہ ۱۹۹ میں آیۂ شریفہ اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ الآیہ کے ترجمہ میں بھی زیادتی نہیں۔ کاش وہ ترجمہ لکھنے میں یعنی کہکر الفاظ مذکورہ لکھتے تو آپ کے الزام سے ضرور کچھ بچ جاتے۔

آپ نے صفحہ ۱۷ سے ۲۹ تک اور اس کے بعد بھی صفحہ ۳۴ تک تحقیق موالات و معاملات کے بیان میں اسی بحث کو طول دیا ہے کہ اُنھوں نے آیات شریفہ کے ترجمہ میں اپنی طرف سے الفاظ بڑھا دیئے ہیں جو کسی نے نہ لکھے۔ پھر دون کے بحث میں بھی یہی مضمون ہے۔

دُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ کا مطلب آپ بھی غیر المؤمنین کہتے ہیں، اور وہ بھی فرق یہ ہے کہ آپ غیر المؤمنین سے مطلق کفار مراد لیتے ہیں اور وہ اغیار سے اُن لوگوں کو جو مومنوں سے محارب ہوں۔ آپ نے تفسیروں کی عبارتوں کو نقل کرنے سے علاوہ دیں ما

کا معنے بھی لغت کی کتابوں میں سے لکھنے میں دریغ نہ کیا گویا وہ دون کے معنے سے بھی واقف نہیں۔ کیا حقیقت میں وہ اسقدر ناواقف اور جاہل ہیں۔ اگر نہیں تو یہ اور اس قسم کی فضول باتوں سے آپ کی اس تحریر کا اثر اچھا نہ ہوگا۔ لوگ اس کو قبول نہ کرینگے۔ خاصکر وہ لوگ جن کے مطالعہ میں علامہ آزاد کی تحریر مسئلہ خلافت و جزیرۃ عرب" اور آپ کا رسالہ" ہادی المداۃ .. دونوں آئیگا۔ اور من دون المومنین کا مطلب اُن کا لکھا ہوا دیکھنے کے ساتھ اُن کا ترجمہ دیکھے گا جو صفحہ ۱۹۹ میں اس آیۃ شریفہ کا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

جو مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر اُن کی مخالف غیر مسلموں کو اپنا دوست بنا رہے ہیں الخ

ایک طویل بحث کے بعد آپ نے آیہ شریفہ لَا یَنْھٰکُمُ الآیہ اور اس کے متعلق مفسرین کے اقوال نقل کئے ہیں جس کو سب سے پہلے لکھنے کی ضرورت تھی۔ ترجمہ اور لفظ کی بکھیڑ دل کو طول نہ دیکر اُن کے مطلب اور تشریح کا اُس روش سے رد کرنا چاہیئے تھا جس کو میں نے اوپر لکھا ہے۔ جس روش سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ آپ جیسے اہل علم کے شایان نہیں غیر مسلموں سے موالات یعنی محبت کو ممنوع آپ بھی فرماتے ہیں۔ میں بھی کہتا ہوں اور احکام الٰہی سے واقف ہر مسلمان ممنوع ہی کہیگا۔ باقی رہا انگریزی سلطنت سے اور تعلقات کا ترک جو ترک موالات کے نام سے مشہور ہے۔ اور اُس کے وجوہ جس کو سابق نامہ لطف کے جواب میں اُس کو لکھدوں گا بہ خیال اُس کی تفصیل کا نہیں +

خلافت کی بحث میں آپ ترکی سلطان کو سلطان یا امیر المومنین کہنا جائز بتاتے ہیں اور خلیفۃ المسلمین نہیں آپ کے قول کے خلاف ہیں **میں ان کو خلیفۃ المسلمین جانتا ہوں** دلیل لکھنے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ میں آپ کے رسالہ کا اس جگہ رد نہیں لکھ رہا ہوں۔ نہ علامہ آزاد کی تائید مقصود ہے +

اس رسالے کے صفحہ ۹۷ میں آپ نے اُس فتوے کو دیکھنے کی خواہش کی ہے کہ جمعیۃ العلماء کا

فتویٰ مشہور ہی یہ فتوائے مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی سے ملسکتا ہی۔ اس میں حاضرین جلسہ میں سے تھوڑے لوگوں کے دستخط ہیں جن کے دستخط ہونے کی وجہ لکھدی ہی۔ پھر سوالات کے جوابات جناب مولوی محمد سجاد صاحب کے لکھے ہوئے مع تصویب و تصحیح علماء جو سابق دستخط کرنے والوں کے علاوہ ہیں یہ چھاپکر اُن علماء کے پاس جو کلکتہ اور دہلی کے جلسہ میں شریک ہوئے ہیں، تصویب کی عرض سے بھیجا جا رہا ہی۔ پھلواری میں بھی آیا تھا۔ لوگوں نے دستخط کئے اور واپس گیا۔ میرے سامنے بھی لایا گیا تھا میں نے یہ لکھدیا ہی۔

"پھلواری کے صاحب سجادہ کا معمول رہا ہی کہ فتاوے پر دستخط کرنے سے پرہیز"
"کرتے رہے۔ اس لئے جب سے اس آستانہ کے جاروب کشی کی خدمت مجھے"
"ملی ہی میں بھی دستخط نہیں کرتا ہوں۔ ساتھ اس کے میں یہ ظاہر کردیتا ہوں"
"کہ مسلمانوں کو نامسلمانوں کے ساتھ محبت اور باہمی امداد ممنوع ہی۔"

(محمد بدرالدین پھلواری)

سلطنت کی طرف سے کالج اور اسکول ہوں یا جس مدرسہ اور اسکول میں شاہی مدد ملتی ہو اُن سے متعلموں اور معلموں کا ترک کرنا یا نکرنا اور اسی قسم کے دوسرے سوالات میرے پاس آج کل آرہے ہیں اور اُن کے جواب جو میں نے لکھے اُن سب کی نقل محفوظ ہی۔ اگر آپ کبھی تشریف لائیں گے تو ملاحظہ فرمائیں گے۔

گائے کی قربانی کے بارہ میں مختصر مضمون جو چھپ گیا تھا۔ دتین نے بھیجدیا ہی ملاحظہ میں آیا ہوگا اور قربانی ہی کے بارہ میں ایک طویل سوال جس میں ہنود اور مسلمانوں کا اتحاد وغیرہ سب کا ذکر ہی۔ چالیس باتوں سے زیادہ کا جواب ہی۔ ابھی تک مسودہ کی صورت میں ہی۔ صاف نقل ہوجائے تو سائل کو دیا جائے۔ ذی الحجہ کے پہلے میں [illegible] کو لکھ رہا تھا کہ جناب مولوی فخرالدین صاحب خان بہادر کا سوال [illegible] قربانی کا جواب ذی الحجہ کے پہلے ہی چھپکر شائع بھی ہوگیا تھا۔ ساتھ اس کے مخالفوں نے پھلواری کے اطراف مواضع میں مشہور

کردیا کہ محمد بدرالدین نے گائے کی قربانی کرنے کو منع کردیا ہے۔ اور خانقاہ میں گائے کی قربانی نہ ہوگی۔ حالانکہ اوائل ذی القعدہ میں ایک گائے خرید کی جاچکی تھی۔

کمی فرصت کے سبب سے اس گزارش کو میں نہ تو آپ کے رسالہ کے ساتھ بھیج سکا اور نہ بعد میں آج آپ کے کارڈ سے رسالہ کا پہونچ جانا معلوم ہوا والحمد للہ علیٰ ذٰلک والسلام خیر ختام الکلام

(محمد بدرالدین پھلواری)

۱۶ جمادی الثانی چہارشنبہ ۱۳۳۹ھ

بعد مطالعہ مکتوب ہذا مولوی محمد ظفرالدین صاحب نے تمام تر مضمون مکتوب شریف کو قبول فرماکر شکریۃً جو عریضہ ارسال کیا تھا اس کو ذیل میں درج کردیتا ہوں ÷

بحضور پرنور قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین حضرت شاہ محمد بدرالدین صاحب دام ظلہم العالی

السلام علیکم۔ گرامی نامہ باعث صد ہزار عزت افزائی ورود ہوا حضور نے ازراہ شفقت بزرگانہ رسالہ ہادی المہداۃ کے متعلق جو مفید مشورہ دیا اور اس کی عام طور پر مقبول بنانے کے لئے جس ترتیب کی ضرورت تحریر فرمائی ہے خادم اس کا ازحد ممنون احسان ہے۔ اور موافق تحریر والا نامہ کی ترتیب اور تہذیب کرکے اطلاعی کارڈ حاضر کرتا ہوں۔ ÷

۱ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا۔ کا ترجمہ اس طرح بنادیا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کریں پس اگر منہ موڑیں۔

۲ علامہ آزاد کی پوری عبارت دعویٰ مع دلیل ایک جا نقل کرکے اس جگہ آیہ لاینھٰکم اللہ کی بحث الگ لی ہے۔

۳ [illegible] بات ہو کہ علامہ آزاد دون کے معنی نہیں جانتے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں [illegible] انھوں نے ایسا کیا۔ مگر جب لغت کی کتابوں سے دون کے معنی لکھ کر تھوڑی [illegible] سب خیال کرتے ہیں میں نے ان سب عبارتوں کو حذف کردیا۔

۴ سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے متعلق یہ تفرقہ جس بنا پر میں نے کیا تھا بعض عبارتیں رسالہ

میں درج ہیں اور اکثر کتب قوم میں مرقوم ہیں۔ سب سے زیادہ مجھے اس خیال پر جس نے قائم کیا وہ علامہ احمد جیون کی تفسیر احمدی کی یہ تصریح ہے۔

ومانحن فیہ ان یعلم ان الخلافۃ الکاملۃ قد تمت علی علی رضی اللہ عنہ بمقتضی قولہ علیہ السلام الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا بخلاف الخلافۃ الناقصۃ لانہا کانت فی الخلفاء العباسیۃ ایضا والامامۃ قد عدمت ایضا لفقدان شرطہا فی زماننا اذا دناہا ان یکون الامام من قریش وھو معدوم الان فی اکثر المواضع لکن السلطنۃ والامارۃ باقیۃ انما یجب علینا اتباعہم فی الزمان بمقتضی انہم اولوا الامر واطاعتہم واجبۃ بہذا النص المطلق لا باعتبار انہم ائمۃ وخلفاء۔ یہ سب عبارتیں حضور والا کے پیش نظر ہیں باوجود ان تصریحات کے جب حضور سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین جانتے ہیں تو میں بھی اب حضور کے علم وفضل وبزرگی پر اعتماد کرکے ان کو خلیفۃ المسلمین جانتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ ضرور اس کی کوئی وجہ ہوگی جو میری نظر سے نگزری ۔٭

ف جناب مولانا کرامت اللہ خاں صاحب کے پاس آج پوسٹ کارڈ اس فتوے کے لیے لکھدیا ہے انشاء اللہ العزیز مکان جاتے وقت یا آگے پیچھے جانے کا اتفاق ہوا تو خود در دولت شریف حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کروں گا۔ اور اس فتوے کو دیکھکر اپنی معلومات میں اضافہ کرونگا شاہ ایران کا لقب میرے مسودہ میں شاہ تھا اس کو درست کردیا والسلام مع الاکرام۔

فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ

۲۳ جمادی الاولے

۳۹ ۱۳ھ

جواب نامہ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مجتبیٰ رہنگوی

مصدر عنایات جناب مولوی عبدالرحمن صاحب مجتبٰے دامت عنایاتہ

ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قبول فرمائیں۔ آپ میری خیریت کے خواستگار ہیں۔ اس کا شکر گزار ہوں۔ خیریت کا جواب یہ ہی کہ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ مجھے ابتدا ربیع الاول سے انصباب نزلہ کے دفعتہً رک جانے سے درد سر اور درد دندان اور تپ کی شدید تکلیف رہی۔ اب وہ تکلیف سب تو خدا کے فضل سے دور ہوگئی ہی لیکن حرارت کچھ ہر روز آتی ہی۔ اور کھانسی ہی۔

آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ کے سوالات کے جوابات جو کچھ میرے ناقص علم میں ہیں اس کو ہر سوال کے مقابلہ میں دوسرے کاغذ پر لکھ دیتا ہوں اور وہ کاغذ آپ کے عنایت نامہ سے ساتھ دیا جاتا ہی۔

سوال

ترک موالات سب کفار ومشرکین۔ بد مذہب۔ مرتدین سے چاہئے یا کہ بعض سے۔

جواب

موالات کے معنے محبت اور دوستی کرنے کے ہیں۔ اور اس کے سوائے معاونت کے معنے بھی ہیں۔ قرآن شریف کے آیات میں کہیں محبت کے معنے میں آیا ہی کہیں معاونت کے۔ تو محبت کے معنے میں ترک موالات کل کفار سے چاہئے مشرکین ہوں یا اہل کتاب یا مرتدین۔

باقی ترک معاملات کا حکم فقط اُن لوگوں کے ساتھ ہی جو مسلمانوں کو قتل کرتے ہوں۔ اور گھر سے نکال دیتے ہوں۔ یا ایسے ظالم لوگوں کی مدد کر رہے ہوں۔

ترک موالات بمعنے ترک محبت کا حکم ان آیات میں ہی۔ لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ نساء رکوع ۲۱) اور دوسری آیت لا یتخذ ن

الذين اتخذوا دينكم هزوا ولعبا من الذين اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء (سورہ مائدہ رکوع ۹) اور تیسری آیہ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق (سورہ ممتحنہ رکوع اول) یہ سب آیتیں اہل کتاب اور دوسرے کفار یعنی مشرکین وغیرہ سب کے ساتھ محبت نہ کرنے کے حکم میں ہیں اور خاص اہل کتاب سے محبت نہ کرنے کی آیت بھی ہے۔ لا تتخذوا الیهود والنصری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم (سورہ مائدہ رکوع ۸) اپنی برادری اہل قرابت میں سے اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب ان سب سے بھی محبت نہ رکھنے کا حکم اس آیت شریفہ میں ہے لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء (سورۂ توبہ رکوع ۳) اور ترک معاملات کے حکم والی آیت یہ ہے۔ انما ینهکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاولئک هم الظلمون (سورہ ممتحنہ رکوع ۲) محبت کی امتناع مرقومہ بالا آیتوں سے تو معلوم ہو چکی ہے اس آیت میں محبت کے معنے کے ساتھ معاملات باہمی کرنا منع کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس کے پہلے آیہ میں معاملات کی اجازت دیگئی ہے جیسا کہ فرمایا لا ینهکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین ۝ اس آیۃ شریفہ میں کفار کے ساتھ عموماً اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب بشرط عدم قتال اور تکلیف نہ دینے کے بھلائی اور انصاف کرنے کی اجازت دیگئی ہے اور موالات کا لفظ اس کے اندر نہیں لایا گیا اس لئے کہ وہ پہلے سے محبت کے معنے ممنوع ہو چکا ہے۔ اس لئے دوسری آیۃ میں مقاتلین اور اُن کے مددگاروں کے ساتھ محبت کے علاوہ

ترک معاملات ہی کا حکم ہے یعنی اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مقصود معاونت معاملات کا ترک ہے۔ ترک موالات بمعنے محبت کل کفار سے چاہئے۔ اور ترک معاملات اور ترک اعانت کا حکم بعض سے ہے سب سے نہیں۔ +

سوال ۲

مصلحت وقت سے حکم اللہ ورسول بدلجاتا ہے یا نہیں ؟

جواب ۲

جن احکام کو اپنے اللہ تعالے اپنے اور خدا کے رسول صلے اللہ علیہ سلم نے بعض بعض حالت میں بدل دینے کا حکم دیا ہے۔ وہ احکام بعض خاص حالت میں بدلا جاسکتا ہے نہ دوسری حالت میں ہم لوگوں کی مصلحت اندیشی سے نہ اللہ تعالے کا حکم بدلا جاسکتا ہے نہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم لوگ مامور ہیں امتثال حکم آلہی و حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ سلم پر

سوال ۳

ولایتی کپڑا پہننے والا بے دین۔ گمراہ کافر ہے یا نہیں ؟

جواب ۳

ولایتی کپڑا پہننے والا نہ بے دین ہے نہ گمراہ نہ کافر نہ گنہگار۔

سوال ۴

ولایتی کپڑہ پہنکر نماز پڑھنا شرعًا ممنوع ہے یا نہیں ؟

جواب ۴

ولایتی کپڑا پہنکر نماز پڑھنا شرعًا ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے اسوقت بھی جائز ہے جیسا پہلے جائز تھا۔ اسوقت مسئلہ خلافت وغیرہ کے مدعی علما نے ولایتی کپڑا پہننے کو روکا ہے۔ نہ اس لئے کہ بتایا ہے نہ ممنوع کہا ہے +

سوال ۵

جو شخص ولایتی کپڑا پہنے اُس سے ترک موالات چاہیے یا نہیں۔

جواب ۵

کفار سے ترک موالات کا مسئلہ اوپر لکھ دیا گیا ہے وہ ولایتی کپڑا پہنے یا دیسی پہنے موالات محبت کے معنے میں اُس سے ترک کرنا ضروری ہے۔ اور جو مسلمان کوئی اگر ولایتی کپڑا پہنے تو اُس سے ترک موالات جائز نہیں۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ موالات دونوں معنے میں چاہیے محبت کے بھی اور معاونت کے بھی۔ خواہ وہ ولایتی کپڑا پہنے یا دیسی۔ اسلامی محبت اور اعانت و امداد اُس کے ساتھ ضرور چاہیے۔

سوال ۶

ولایتی کپڑا جس کے پاس ہو اُس سے چھینکر جبرًا جلا دینا شرعًا روا ہے یا نہیں۔

جواب ۶

روا نہیں ہے اگر کوئی مسلمان جبرًا چھینتا ہے تو اُس کو جبرًا چھیننے کا کوئی حق نہیں ہے اور جلا دینا اُس کپڑے کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ اسراف کی حد تک ہے تو خدا نے اسراف کو منع فرمایا ہے۔ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ اور اگر اسراف کے حد سے بھی تجاوز کر گیا ہے تو وہ تبذیر ہے اور یہ بھی منع ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا غرض یہ کہ ولایتی کپڑے کو جلا دینے والا کفران نعمت کا مرتکب ہے اور خدا کے حکم کے خلاف کرنے کے سبب سے گنہگار ہے۔

سوال ۷

ولایتی کپڑا جس کے پاس ہو وہ جلا دے یا کسی غریب کو دیدے یا خود پہنکر پھاڑ دے۔

جواب ۷

جلا دینا تو ہرگز جائز نہیں ۶ کے جواب میں لکھ دیا گیا۔ دوسری صورت غریب کو دیدینا یہ جائز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ تیسری صورت خود پہنکر پھاڑ دینا یعنی پُرانا ہونے تک اور اُس کے

بھٹنے تک پہنے رہنا اس کو میں پسند نہیں کرتا ہوں۔ اس میں جائز اور ناجائز کی بحث نہیں ہے۔ بلکہ جیسا اوپر لکھا گیا۔ مسئلہ خلافت کی مدد میں اسوقت اُس کا پہننا ہرگز نچاہیے ترک کردینا ہی مناسب ہے۔

س

ترک ملازمت انگریز بعلت ہے یا بے علت۔ اگر بعلت ہے تو خلاصہ تحریر فرمایا جائے اور اگر علت ہی سہی تو علت عام ہے یا خاص اگر علت عام ہے تو خصوصیت چہ معنی دارد اگر خاص ہے تو دلیل درکار۔ بینوا بالحق بالسنۃ والکتاب و توجروا باللہ الملک الوھاب بغیر حساب۔

ج

ترک ملازمت انگریزی مطلقاً۔ اسوقت بعلت ہے۔ فوجی نوکری ہر زمانہ میں تو اس سبب سے نکرنی چاہیے کہ اس میں مسلمانوں کی خونریزی اور غیر مسلمان بے گناہوں کی بھی خونریزی کرنی پڑتی ہے جو ممنوع ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ آپ مجھسے بہت بہتر اس بات کو جانتے ہیں کہ اس مقام میں مستثنا قصاص ارتداد۔ بغاوت۔ ڈاکہ۔ رجم وغیرہ ہے۔

باقی رہی دفتری نوکری اُس میں وہ نوکری جو مسلمان کی ذلت کا باعث ہو وہ ناجائز ہے اور وہ نوکری جس میں مسلمان کو ذلت نہو بلکہ اُس کی عزت افزائی ہو جیسے نظامت یا عدالت کی حکومت والی نوکری اور کونسل کی ممبری یہ جائز ہے۔ اس مقام میں۔ علامہ مولوی عبدالحی علیہ الرحمۃ فرنگی محل کا فتوےٰ نقل کردیتا ہوں جس سے میری تحریر کی اعانت ہوجاتی ہے **سوال**۔ نوکری کفار درست یا نہ **جواب** نوکری کفار سہ قسم ست جائز بلاکراہت مثل نوکری براصلاح مصالح و احقاق حقوق و دفع شرور و مفاسد و دفع وزد ان قطاع الطریق و بنائے قناطر و مہمان سرائے و دیگر عمارات نافعہ بدلیل قصہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ

والسلام کہ بادشاہ وقت کافر بود دار و غگی خزائن مصر برخواستند تا اقامت عدل باین قسم نمایند دبہ دلیل قصہ مادر موسیٰ علیہ السلام کہ نوکری فرعون برائے شیر دادن حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کردند۔ دوسرا جائز باکراہت مثل نوکریہائے کہ دراں لزوم استادہ ماندن پیش ایشاں ادب دتعظیم باشد کہ ہتک شان مسلمان ازاں متصور است مانند سررشتہ داری وغیرہ۔ سوم حرام مثل نوکری بر معاصی ومنہیات شرعی ہمچناں کہ عساکر وافواج را نوکر داشتہ برائے مقاتلہ اہل اسلام مقرر کنند یا شبہ ذالک۔ جلد ثالث فتاوے مولوی عبدالحی از صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ لکھنؤ۔

اس زمانہ میں ترک ملازمت کی علت ترک موالات بمعنے ترک معاونت اور ترک معاملات ہے علماء زماں کا فتوے اس معنی میں آپ کی نظر سے گزر چکا ہوگا۔ جو یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں مقاصد پورے ہو جائیں گے اور ترکی سلطنت اور اُن کے محاربین سے صلح حسب خواہ ہو جائیگی تو اُس کے بعد انگریزی ملازمت کا حکم وہی رہجائیگا جس کو میں نے اوپر لکھا ہے اور اُس کی تائید میں علامہ مولوی عبدالحی علیہ الرحمۃ کا فتوے نقل کر دیا ہے۔

رسالہ نور المغیث آپ کا مرسلہ پہونچگیا آپ کی اس یاد فرمائی کا شکرگزار ہوں مجھے اپنی علالت مزاج اور بعض دوسرے کاموں سے فرصت نہیں کہ مطالعہ کروں مطالعہ کے بعد اس کے متعلق اپنی سمجھ کے موافق گزارش کروں گا۔ اگر خدا نے چاہا۔ دیوان فرد آپ کے پاس رجسٹری کر کے بھیجا جاتا ہے اس کی رسید سے مطلع فرمائے گا والسلام۔

محمد بدرالدین پھلواری

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ

بنام مولوی سید اطہر حسین عرف اچھے صاحب بارایٹ لا ساکن سہسرام شاہ آباد

کونسل کی ممبری ناجائز ہے۔ (سوال)

بحضور والاجناب گرامی القاب حضرت سید شاہ بدرالدین صاحب قبلہ دام اللہ ظلہ العالی

بعد سلام سنون کے عرض یہ ہے کہ میرا ارادہ مسلمانان شاہ آباد کے حقوق کی حفاظت کے لئے امسال کونسل

میں جانے کا ہے اور مسلمانان شاہ آباد مجھے بخوشی ووٹ دے رہے ہیں، مگر اب مجھے لوگوں کا بیان ہے کہ شرعاً کونسل میں جانا جائز نہیں ہے اس لئے بارسال عریضہ ہذا ملتمس خدمت ہوں کہ مجھے اس کے متعلق شرعی حکم سے آگاہ فرمایا جائے والسلام مع الاکرام۔

سید اطہر حسین عفی عنہ بیرسٹر

سہسرام محلہ کرنسرائے۔ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

محتشما زاد لطفہ اللہ تعالیٰ احتشاما

بعد سلام مسنون اسلام کے مشہود خاطر شریف ہو کہ ۱۲ر اکتوبر کا الطاف نامہ مع سوال متعلق ممبری کونسل کے موصول ہوا۔ سوال کا جواب دوسرے ورق پر میں نے لکھدیا ہے اس کے لکھنے کے بعد رجسٹرڈ شدہ لفافہ پہونچا جس میں بھی مرقومہ بالا سوال کا جواب مطلوب ہے جو آج ہی لکھدیا گیا ہے۔ مکرر لکھنے کی حاجت نہیں۔ والسلام۔

محمد بدر الدین۔ پھلواری

۱۲ر صفر دوشنبہ ۱۳۳۹ھ

نحمد اللہ وبہ نستعین

کونسل کی مجلس شرعی محلہ نہیں، اس کی ممبری بھی کوئی شرعی عہدہ نہیں اس لئے کوئی خاص حکم شرع میں نہیں کہ ممبری کو قبول کرنا چاہیئے یا نہیں۔ لیکن آپ کا سوال اس وجہ سے ہے کہ ترک موالات کے تحت میں کونسل کی ممبری سے لوگوں کو منع کیا جاتا ہے تو اس حکم کو شرعاً ماننا چاہیئے یا نہیں۔؟

واضح ہو کہ ترک موالات کا حکم قرآن مجید میں کئی جگہوں میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین یا اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے لڑے جھگڑے نقصان پہونچائے ان سے موالات ترک کرنا چاہیئے اور دوسرے [illegible] میل جول رکھنے میں نقصان نہیں۔ سلطنت انگلشیہ [illegible] سلطنت [illegible] اور [illegible] الخلافۃ اسلامیہ اور مقامات مقدسہ

اسلامیہ کے ساتھ جس طرح کا سلوک کیا اور مکرر وعدہ کے خلاف کام کیا اُس سے جسقدر کثیر نقصان
مسلمانوں کا ہوا اور جتنا زیادہ رنج دلوں کو پہونچا ہی وہ ظاہر ہے۔ اسوجہ سے ہندوستان
کے جمہور علماء نے اس سلطنت سے ترک موالات کا فتویٰ دیا ہو اس سے غرض یہ ہو کہ وزراء
اور مدبران سلطنت کے جبریہ کارروائی سے نفرت کا اظہار کیا جائے اور بتایا جائے کہ
جب تک ہم لوگوں کے مطالبہ کے موافق شرائط صلح میں ترمیم نکیجائے گی سلطنت کے کاموں
میں متحد ہو کر ہم کام نہیں کر سکتے۔ اور اس میں بادشاہ کے ساتھ کسی طرح کی بے وفائی منظور نہیں
بلکہ وزراء و مدبران سلطنت کی اس جبریہ کارروائی سے اظہار نفرت مقصود ہی مسلمانوں کو
تکلیف دینے والوں سے ترک موالات بیشک شرعی کام ہی۔ کونسل کی ممبری کو قبول کرنا بھی
اس ترک موالات میں داخل اور شامل ہی۔ کیونکہ جس سلطنت سے ترک موالات کا فتوےٰ
دیا گیا ہی کونسل میں بیٹھکر کام کرنا اُس کے ساتھ ملکر کام کرنا ہوگا۔ جو اتحاد عمل ہوگا اور ترک
موالات کے خلاف۔ اس لئے جمہور علماء ہند کے فتوے کے موافق کونسل میں بجانا شرعی
حکم کے اندر آجاتا ہی تو کونسل کا ممبر ہونا نچاہیئے۔ ۔۔ والسلام۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری
۱۲ صفر دوشنبہ ۱۳۳۹ھ

جواب نامہ سید شاہ عبد الحمید صاحب ساکن شیورہ ضلع مظفر پور

معدن لطف وکرم جناب سید عبد الحمید صاحب جعلک اللہ تعالیٰ عید السعادت

ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد واضح ہو کہ آپ کا نامہ موصول ہوا میں ۲۰ ربیع الاول سے
زکام میں مبتلا ہوا اور کھانسی ہوئی بخار بھی آنے لگا۔ کھانسی اب کم ہے اور تھوڑی سی حرارت
سونے کے وقت معلوم ہوتی ہی آپکے سوالات کا جواب جلد لکھنے سے میں قاصر رہا ذیل میں
آپ کے سوالات اور اُن کے جوابات لکھتا ہوں۔ ۔

سوال۱

کونسل کے جو لوگ ممبر اتنی سخت ممانعت پر بھی ہو گئے اُن پر علماء کا کیا فتوے ہے ؟

جواب۱

مجھے معلوم نہیں کہ علماء نے کیا فتوے دیا ہو لیکن جو لوگ اُن کو کافر یا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ اس فعل سے یعنی فقط کونسل کے ممبر منتخب ہو جانے سے نہ تو کافر ہو گئے نہ بڑے گنہگار ہوئے۔ جیسے پہلے تھے ویسا ہی ہے۔ لیکن کونسل کی پہلی حاضری میں وفاداری کا حلف کرنے کے بعد کونسل میں ان کی موجودگی میں خلاف شریعت جو قانون بنا کریگا اُس کے سبب سے گنہگار ہوں گے +

سوال۲

گئو رچھنی برادران وطن کی ایک خاص مذہبی شے ہے۔ اُس کی جلوس بازاروں میں ہوئی اور اُن کے ساتھ مسلمانان ذیشان بھی شریک ہوئے اور بعد گشت گئو و نشان و جھنڈا ہنومان جی کے سب لوگ داخل مکان گئو رچھنی ہوئے۔ واعظوں نے وعظ فرمایا چندہ کی تحریک ہوئی مسلمانوں کا چندہ و خیال وہم سے اُن کے زیادہ آیا۔ ایا یہ فعل مسلمانوں کا جائز ہوا یا کیا۔ ؟

جواب۲

مسلمانوں کا یہ فعل ہرگز جائز نہ ہوا۔ اور وعظ کہنا تو علما کا کام ہے اور علما ایسے جلوس میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتے اور نہ گئو رچھنی میں چندہ کی تحریک کے واسطے وہ جا سکیں گے اور [illegible] وہاں [illegible] وعظ کہیں گے اس زمانہ میں جن کو لیڈر کہتے ہیں وہی گئے ہونگے اور [illegible] کے موافق بیان کیا ہوگا ہاں اس کے خلاف میں علما اور [illegible] شرک سے توبہ کرانے توحید کی تلقین کرنے کو اگر وہاں جائیں اور توحید کا وعظ کہیں تو جائز ہے۔ لیکن جلوس مذکور میں علما تو کیا جائیں گے مسلمان

کو بھی اس قسم کے جلوس میں شریک ہونا جائز نہیں۔ +

سوال

جو مسلمان دوسرے کے مذہب کو اپنے مذہب پر ترجیح دے اور اُسکی مدد کرے اور اُس کا رکن اور ممبر مقرر ہو اُسکی نسبت علمار کی کیا رائے ہے۔ ؟

جواب

علمار کی اپنی رائے کا اعتبار نہیں وہ جو کچھ کلام الٰہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم اور اقوال سلف صالحین سے مستند بات بیان کریں وہی اعتبار کے قابل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ؕ

اے ایمان والو اُنھیں دوست نہ بناؤ جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور کفار۔ +

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ

اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ بعض ان کے بعض کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو اِن کو دوست بنائے گا تو وہ ان ہی میں سے ہے۔ +

ولی کے معنٰے دوست اور مددگار کے ہیں۔ اولیا ولی کی جمع ہے۔ اِن دونوں آیتوں اور ان کے علاوہ بہت آیتوں میں غیر مسلم کو دوست یا مددگار بنانے سے مسلمان منع کئے گئے ہیں۔ اور جس طرح ان سے مدد لینا ممنوع ہے اُن کی مدد کرنا بھی ممنوع ہے اس لئے کہ ارشاد ہوا ہے بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔ بعض اُن کے بعض کے دوست ہیں۔ یعنی

ایک دوسرے کے باہم مددگار ہیں تم کو نہونا چاہیئے اور جب یہ حکم عام ہو تو غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں مدد کرنا بدرجہا ممنوع ہو مسلمانوں کو جائز نہیں کہ غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں مدد دیں۔ یا اُن کے مذہبی کاموں کے رکن اور ممبر بنیں اس کا نقصان بھی اسی آیۃ شریفہ میں بتا دیا گیا ہو وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔ اور تم میں سے جو اُن کی دوستی یا مدد کریگا تو وہ ان ہی میں سے ہو یعنی جس مذہب والے کی دوستی رکھے گا مذہبی مدد کریگا وہ اسی مذہب کا شخص کہا جائے گا۔

اپنے مذہب پر دوسرے کے مذہب کو ترجیح دینا اُس کو اپنے مذہب کے حق ہونے کا یقین نہونے کی دلیل ہو۔ دین اسلام کے حق ہونے کی خبر تو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دے دیا ہو رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اور دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور شخص اسلام کے سوائے کسی دین کی خواہش کرے تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ یہ معلوم کر لینے کے بعد سمجھ لیجئے کہ جو مسلمان صورت دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے وہ صورت میں مسلمان کے ہو لیکن حقیقت میں وہ مسلم نہیں ہو۔

س ۴۲

برادران وطن ٹھیک مغرب کی اذان کے وقت سے گھنٹا و سنکھ بجاتے ہیں۔ اور عشاء کے وقت بھی عشاء کی اذان و نماز میں تو تاخیر کر دی گئی ہو۔ مگر مغرب کے وقت میں بھی تاخیر کیجائے یا کیا۔ اگر تاخیر کی جائے ساتھ ساتھ اگر ہے تو کیا ہرج ہو۔ کیونکہ روکنا برادران وطن کے لئے بموجب ملال ہوا۔ یہ بالکل نئی بات اس علاقہ میں شروع ہوئی دو ماہ پہلے نہ تھی۔ اور ابتک ان کی ہر جگہ وہاں یہ نہیں ہو بلکہ ایک دو کان او فسادہ میں برادران وطن نے کام تبلیغ کا کرنا شروع کیا ہو۔

ج ۴۲

مغرب کی نماز میں تاخیر نہ کریں۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد اذان ہو اور بعد اس کے نماز کی جماعت قائم کریں۔ عشاء کا وقت غروب آفتاب سے کبھی سوا گھنٹہ کبھی ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہوتا ہے۔ یہ نماز عشاء کے وقت کی ابتدا ہے۔ اور نماز عشاء کا وقت وسیع ہے۔ اور ضرور نہیں کہ وقت شروع ہوتے ہی نماز پڑھلی جائے۔ اور ہمارے مذہب کے فقہا نے عشاء کی نماز میں تاخیر کو مستحب بھی بتایا ہے۔ اس لئے کچھ دیر کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جاسے تو بہتر ہے۔ سناتن دھرم والے اپنے مذہب میں دوسرے کو داخل نہیں کر سکتے اس وجہ سے وہ اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے مگر آریہ مذہب والے تبلیغ کرتے اور دوسروں کو آریہ بناتے ہیں۔ تو جن لوگوں نے تبلیغ کا کام وہاں شروع کیا ہے وہ آریہ ہوں گے۔ ؞

س ۵

رجسٹری آفس جانا۔ تھانہ۔ حکام ڈیویژن سے مدد لینا جائز ہوگا یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو کیا کریں۔ کوئی بھی بلا تمسک رجسٹری بنوائے روپیہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا اور نہیں لینے سے نقصان ہے

ج ۵

رجسٹری کے محکمہ میں جانے کی غرض یہ ہو کہ تمسک یا بیع یا اجارہ کے کاغذ پر رجسٹری کرائی جائے اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر قرض کا تمسک یا اجارہ کا کاغذ جسقدر رجسٹری کرانے کو لکھا جاتا ہے سب میں سود کا ذکر ہوتا ہے۔ اور سود جس طرح لینا حرام اور گناہ ہے سود دینا بھی گناہ ہے۔ اس سبب سے رجسٹری کے محکمہ میں جانے کے پہلے سودی معاملہ کرنا ہی جائز نہیں باقی رہا بیع کا کاغذ۔ حالت یہ ہے کہ زمین اور باغ وغیرہ بیع یا اجارہ کر کے یا قرض لیکر شادی وغیرہ کی تقریبوں میں لوگ فضول صرف کرتے ہیں۔ اپنی استطاعت سے زیادہ اور ضرورت سے بڑھکر صرف کرنا اسراف ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ ؞

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ فضول صرف مکرو بیجا صرف کرنیوالے کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ ؞

اور فرمایا۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔ اور بیجا خرچ نکرو فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

جب فضول خرچی ممنوع ہو تو ممنوع کام کرنے کے لئے زراعت یا سکونت کی زمین یا باغ بیع کرنا بھی ممنوع ہو اور ممنوع کام انجام دینے کو رجسٹری ہو یا کسی دوسرے محکمہ میں جانا بھی ممنوع ہوگا۔ تھانہ پر جانا۔ یا حکام سے مدد لینا ہوتا ہو۔ آپس کے جھگڑے باہم طے نہ پانے کے سبب سے تھانہ اور کچہری میں استغاثہ کرکے مستغیث اور ملزم دونوں ہی کو رشوت سے کام نکالنا ہوتا ہو۔ اور رشوت دینا شرعًا اور قانون سلطنت کے رو سے بھی گناہ اور جرم ہو اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اور اگر جانے پر مجبور ہو تو رشوت ہرگز نہ دے اور اگر رشوت نہ دینے سے اپنے کو بچا سکتا ہو تو بچائے۔ یہ دنیاوی معاملات کی نسبت لکھا گیا دینی مسائل کے باہمی نزاع کو مسلمان کسی غیر مسلم حاکم سے فیصلہ نکرائیں اس لئے کہ وہ دین اسلام کے اکثر مسائل سے واقف نہونے کے سبب سے خلاف شریعت اسلامی کے فیصلہ کردیگا۔ جو درحقیقت غلط ہوگا۔

سوال

کونسل کے ممبروں سے ملنا اُن کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ جیسا کہ قبل ممبری کے تھا رکھنا جائز ہوگا یا ناجائز۔ +

سید عبد الحمید

جواب

میرے نزدیک جائز ہو ناجائز ہونے کی وجہ میں نہیں پاتا۔ +

محمد بدر الدین از پھلواری
ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۹ھ

جوابنامہ مولوی سید شاہ محمد عبید اللہ صاحب قادری مجیبی

عزیز من ادرک اللہ تعالیٰ وایدک، نصرک ووقاک شر ذلک الیوم

ہدیۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد واضح ہو کہ نامۂ آں عزیز سے شہر پٹنہ میں ایک پنڈت صاحب کا کتھا کہنا اور نادان مسلمانوں کا وہاں جاکر کتھا سننا معلوم ہوا کئی مہینے گزرے کہ آرہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ساتھ اس کے کہ قرآن مجید میں خبر دیگئی ہے۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا — وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ کافر ہیں تم بھی کافر

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً ۔ سورہ نساء ع ۱۲ — ہو جاؤ۔ پھر سب برابر ہو جاؤ۔ +

جاہل اور نادان مسلمانوں نے آرہ کے نہ فقط کتھا ہی سنا، پنڈت صاحب کے ہاتھ سے اپنی پیشانیوں پر قشقہ بنوایا پھر ایک دن پنڈت صاحب نے ایک چوکی پر توریت اور انجیل قرآن مجید اور وید کو رکھکر پھولوں کا ہار اور غلاف اوپر سے دیکر ڈھول باجہ کے ساتھ جلوس نکالا جس میں قشقہ لگانے والے وغیرہم بہت سے مسلمان شریک تھے گاتے بجاتے ایک مندر میں مذکورہ بالا کتابوں کو رکھکر واپس آئے گویا آسمانی کتابوں کی ضرورت اب اپنے گھروں میں رکھنے کی نہ پاکر بتوں کے نذر کر آئے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

آرہ کے بعض شخص نے اس واقعہ کو مفصل لکھکر مجھ سے فتوے پوچھا تھا میں نے کمی فرصت کے سبب سے نورچشم محمد محی الدین سلمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا تھا کہ اس کا جواب لکھکر بھیج دیں سائل نے یہ بھی لکھا تھا کہ قشقہ بنوانے والے اور کتھا سننے والے اور اس میں روپیہ پیسہ دینے والے مسلمانوں سے کہا کہ تم اپنے علماء سے تو پوچھو کہ یہ سب فعل جائز ہے یا نہیں تو جواب دیا کہ ہم نے علماء سے پوچھ لیا تو اُن نے اجازت دی ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کیا کوئی عالم اجازت دے سکتا ہے +

اس کے پہلے علی برادران اور دوسرے کئی مسلمانوں کی پیشانیوں پر ایک جلوس کے درمیان
ہنڈوں نے قشقہ لگا دیا تھا۔ دوسروں نے تو فوراً پوچھ ڈالا لیکن علی برادران نے شاید
گھر آکر دھو ڈالا ہوگا۔ جمعیت علماء کی نصیحت پر دہلی میں مسٹر شوکت علی صاحب نے توبہ کیا
اور کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اور تلک کی رتھی میں جو کاندھا دیا تھا وہ ناشروع تھا
مجھے خوف ہے کہ پٹنہ کے جاہل اور نادان مسلمان آرہ کے مسلمانوں کی طرح افعال منجر بکفر میں
مبتلا نہو جائیں۔ ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ دہلی کی جمعیت علماء کے فتوے میں
صاف وصریح ہے کہ ہندو مسلم کے اتحاد میں کوئی کام شریعت کے خلاف مسلمان نکریں
اس لئے پٹنہ کے مسلمان اس کتھا میں جانے سے پرہیز کریں اور جن لوگوں نے نادانستگی سے
کتھا والے چراغ کی تھالی میں ہندوؤں کی طرح کچھ نقد ڈالدیا تو وہ اس حرکت سے توبہ
کریں وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا۔ کی تصدیق واقعات گزشتہ سے
ہو چکی ہے اس لئے موجودہ حالت میں پرہیز کرنا بہت ضرور ہے۔ آن عزیز نہ تو خود جائیں
نہ میرے دوستوں کو جانے دیں ضرور سب کو روک دیں۔ والسلام۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری
۷ رجمادی الاولی دوشنبہ ۱۳۳۹ھ

بنام مولوی غلام محمد صاحب دہلوی ایڈیٹر شعلہ

جناب مکرم دامت الطافکم

ہدیۂ سلام مسنون اسلام کے بعد مکشوف خاطر شریف ہو کہ دو قطعات الطاف نامے
آپ کے موصول ہوئے نامۂ اول میں مرقوم تھا کہ اچھا وقت ملا ہے کہ سوالات خمسہ اور جوابات
کو جناب مولوی شاہ ابوالخیر صاحب ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ نامہ دوم میں ہے کہ ہڑتال کی
وجہ سے مطبع بند ہے۔ قریب میں کھلے گا تو کتابت کے لئے کاتب کے حوالہ کیجائیگی۔ لیکن

آپنے اس سے مطلع نہ فرمایا کہ جناب مولوی شاہ ابو الخیر صاحب نے ملاحظہ فرمانے کے بعد میرے جوابات کو پسند فرمایا یا ناپسند اگر پسند فرمایا ہو تو براہ عنایت اس پر تحریر فرماویں کہ جوابات صحیح ہیں۔ میں تپ اور کھانسی میں کامل ایک ماہ بیمار رہا۔ اب تپ نہیں ہے کھانسی ابھی تک ہے۔ لیکن پہلے کی نسبت بہت کم ہے اس سبب سے میں آپ کے نامہ دوم کے سوالات کا جواب جلد نہ لکھ سکا۔ آپ کے سوالات اور اُن کے جوابات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ +

سوال

کیا شرعی اور اسلامی نقطۂ نظر سے ہمارا شریک جشن فتح ہونا جائز ہے۔

جواب

برطانوی سلطنت کو اپنی کامیابی اور فتحیابی پر اظہار مسرت کا حق ہے جیسا کہ سلطنت نے مکرر اظہار مسرت کیا بھی ہے۔ یعنی جنگ کے ملتوی ہو جانے پر پہلی بار۔ اور صلح نامہ پر محاربین کے دستخط ہونے پر دوسری بار خوشی کی گئی جس میں ہندوستان کے اندر ہر ملت و مذہب کے لوگ شریک ہوئے۔ پھر تیسرے بار جشن و مسرت فتح ملک ہندوستان میں آج کل کی سخت قحط اور ہر چیز کی گرانی کی وجہ سے جس قدر زیادہ پریشانی رعایا میں ہے اس پر نظر کرتے ہوئے بے محل بھی ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا اور صلح کانفرنس کے ممبروں نے اسلامی بڑی سلطنت ترک کے تجزیہ اور تقسیم کی جو قرارداد سوچی ہے اور ممبران سلطنت برطانیہ کے زیادہ اراکین کی رائے بھی اُس قرارداد کے متعلق ہے اُس نے مسلمانوں کو آزردہ خاطر کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں مسئلہ خلافت اور اماکن مقدسہ کا فیصلہ ابھی تک حسب خواہ نہ ہونے کے سبب سے اسقدر حزن و غم ہے کہ اس جشن کی مسرت میں اپنے حزن و غم کے سبب سے شریک نہیں ہو سکتے۔

شرعی اور اسلامی نقطۂ نظر سے بھی بحالت موجودہ اس جشن میں مسلمانوں کو شریک ہونا

جائز نہیں۔ جیسا کہ دہلی اور لکھنؤ وغیرہما کے علمار نے فتوے لکھا ہے اور وہ چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ میں اُس فتوے کو صحیح جانتا اور اُس کی تصدیق کرتا ہوں۔ بانکی پور میں جب جشن فتح میں شریک ہونے کا جلسہ ہونے والا تھا تو مجھسے بھی جلسہ کے بانیوں نے پوچھا تھا کہ شریک ہونا چاہیئے یا نہیں۔ میں نے اُس کے جواب میں کہدیا تھا کہ حالت موجودہ میں مسلمانوں کو شریک ہونا نچاہیئے +

سوال

کیا ہم سے ہماری شرکت کے متعلق کوئی سوال ہوگا۔ اور کیا حضور انور (روحی فداہ) ہماری شرکت جشن سے ناراض ہوں گے +

جواب

مسلمان شریک ہونے والے یا شرکت کا حکم دینے والے سے خدائے عزوجل کے حضور میں سوال ہونا اور ایسے لوگوں سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کی روح اطہر کا ناراض ہونا بھی یقینی ہے۔ اس لئے کہ ہر شب جمعہ کو اس امت کے ہر فرد کے اعمال اس ہفتہ میں اچھے ہوئے ہوں یا بُرے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے حضور میں پیش کیے جاتے ہیں جس کے اعمال نیک ہوتے ہیں اُس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کو خوشی ہوتی ہے اور جس کے اعمال بد اور بُرے خلاف شریعت پائے جاتے ہیں اس سے آپ کو حزن و ملال ہوتا ہے۔ جب علمار نے اُس شرکت کو ناجائز بتادیا۔ تو اُس کے مرتکب سے احکم الحاکمین کی بارگاہ میں سوال ہونا۔ و حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کا اُس فعل پر اطلاع پانے کے بعد ناراض ہونا میں یقینی جانتا ہوں۔ والسلام - +

محمد بدرالدین از پھلواری
۲۲ ربیع الثانی پنجشنبہ
۱۳۳۸ھ

سوالات جناب عبدالغنی صاحب گون بتی بازار ضلع ہرہ

ما قولکم علماء شرع متین کر دریں کلمہ کہ دریں زمان کہ خلافت و کانگریس ہر دونوں کمیٹی
کی اتفاقی قول پر جو ہر جانشینی میں با جماعت بلند آواز سے پکار کر کہتے ہیں کہ "اللہ اکبر"
"بندے ماترم" یہ سب کلمہ کہنا جائز ہے یا نہیں بالتفصیل تحریر فرما کے یہاں کے خواص
عوام مسلمانوں کو تسلی و تشفی فرماویں فقط

مخفی مباد کہ فی الحال جوش و خروش کے ساتھ ہر شہر و دہ میں جلسہ و کمیٹی کر کے سوراج و خلافت
دائمی کی کوشش کرتے ہیں کیسا ہے تحریر فرماویں اس میں مسلمانوں کے واسطے مسلمانی عقاید
میں کسی طرح کا نقصان ہے یا نہیں۔ اس وقت سرکاری نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں اور مکہ معظمہ
حرمین شریفین پر کیا کیا ظلم کی واقعہ ہوا ہے ٭

الجواب

خلافت یا کانگریس کی کمیٹی یا کوئی جلسہ ہو اس میں مسلمان لوگ اگر اللہ اکبر بلند آواز
سے کہیں اور ہنود مسلمانوں کو اس کے کہنے سے روکتے نہوں تو مسلمانوں کو اس جگہ اس کا کہنا
جائز ہے۔ بندے ماترم کا نعرہ ابتداءً بنگالی لگایا کرتے تھے پھر سب دوسرے صوبوں کے
لوگ بھی اس کا نعرہ لگانے لگے۔ اس جملہ کا معنے کیا ہے یہ نہیں جانتا تو جو مسلمان اس کا معنے
نہ جانتا ہو اس کو اس کا کہنا جائز نہیں۔ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ مسلمانوں کو ایسا جملہ استعمال
نہ کرنا چاہئے جس کا معنے وہ نہ سمجھتا ہو دوم ہندوؤں کے معتقد طریقے سے کہنے سے ظاہر ہوتا ہے
کہ یہ الفاظ مذہبی یا قومی نشانہ ہے۔ تو جب مسلمان لوگ بھی ہندوؤں کے ساتھ ہو کر اس کو پڑھیں گے
تو تیسرے مذہب کا شخص ان مسلمانوں کو بھی ہندوؤں کے مذہب اور قوم کا ایک جزو جانے گا
اور من تشبہ بقوم فھو منھم کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس سے مسلمانوں کو
جو نقصان ہے وہ ظاہر ہے۔

اور اگر اس کے معنے میں کفر و شرک کی بات ہو تو مسلمان اس کے پہننے سے کافر ہو جائیگا۔ خلافت
کی حمایت میں جتنے جلسے اور وعظ ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کا دینی کام ہے مسلمانوں کو چاہیے
کہ پرامن طریقہ سے جلسہ کریں۔ مذہبی جوش میں آ کر نہ اپنی دلائل حقہ قرآن مجید اور
حدیث سے بیان کریں سخت الفاظ سے اپنی زبانوں کو بچائیں کسی کو اس کے پیچھے
برا نہ کہیں۔ ایسی بات ہرگز نہ بولیں کہ جس سے بروئے قانون سلطنت مجرم ٹھہرائے جائیں۔
سوراج کا جلسہ دنیاوی اور ملکی نفع کے واسطے ہے۔ ہندوستان کے رہنے والے ہندو مسلمان
عیسائی۔ یہودی پارسی سکھ سب کا ملکی اور دنیاوی نفع اس میں ہے۔ اس کو کسی دین اور
مذہب سے خاص تعلق نہیں۔ +

سرکاری نوکری کے بارہ میں جواب یہ ہے کہ مسلمانوں میں خلافت کمیٹی کی طرف سے بہت علما
نے حکم دیا ہے کہ سلطنت برطانیہ سے ترک موالات کرو۔ پھر ہندوؤں میں کانگریس کی طرف سے
بھی یہی حکم دیا گیا ہے جس کا ایک جزو سرکاری نوکری چھوڑنا بھی ہے۔ +
تو جو شخص نوکری کے علاوہ زمینداری زراعت تجارت وغیرہ ذریعہ معاش کافی رکھتا ہے
اس کو ترک موالات میں سرکاری نوکری چھوڑ ہی دینی چاہیے۔ اور جس کو اس نوکری کے
سوائے دوسرا ذریعہ معاش نہیں ہے اس کو نوکری اپنی بچانا [illegible]
مکہ معظمہ میں ترکوں پر ظلم بہت ہوا۔ شریف حسین صاحب جو ملک حجاز کے [illegible] ان ہی کے
[illegible] ہاتھ سے خونریزی کرائی گئی۔ زمین حرم میں خونریزی یہاں تک کہ جانور
[illegible] وہاں ترک مسلمان بیدریغ قتل کئے گئے۔ دنیا کی طمع نے اس
گناہ پر ان کو آمادہ کیا۔ +

مدینہ منورہ خونریزی سے محفوظ رہا۔

محمد بدر الدین قادری پھلواری
۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۹ ہجری

سوال جناب ولی محمد ملک صاحب (بہاری)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارہ میں جو حسب ذیل ہے۔

نالندہ کالج سے چند مسلمان لڑکے بھی مستفید ہوتے ہیں۔ وہاں ہر ہمبار کو پہلے گھنٹہ میں "پریر" جس کو اردو میں دعا مانگنے کو کہتے ہیں اور "مورننگ ایڈرس" ہوتا ہے۔ اس روز سب کلاسوں کے لڑکے کیا کالج کے۔ کیا اسکول کے۔ کیا ہندو ماسٹر۔ کیا مسلمان ماسٹر و مولانا۔ ایک بڑے ہال میں جمع ہوتے ہیں۔ اسے یونیورسٹی نے کمپلسری نہیں کیا ہے بلکہ ہمارے پرنسپل صاحب نے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سب کی حاضری ہوتی ہے اس کے بعد پنڈت جی آتے ہیں اور ان کے ساتھ کمپلسری (لازمی) ہے۔ سب لڑکے کیا ہندو کیا مسلمان کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ زور سے سنسکرت میں دعا مانگتے ہیں اور مسلمان لڑکے کے کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آمین کہتے ہیں۔ بعد اس کے کالج کے مولانا آتے ہیں اور پھر سب کھڑے ہوتے ہیں اور وہ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر جیسا کہ مسلمانوں کے یہاں کا دعا مانگنے کا طریقہ ہے دعا مانگتے ہیں اور ہندو بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ دعا مانگتے وقت سب لوگ جوتہ پہنے رہتے ہیں اور دعا مانگنے کے درمیان کوئی نہ کوئی کرسی ساز، تمسخرا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہتا ہے۔

دریافت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ اس صورت دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق اگر مسلمان پابند ہوں تو گناہ تو نہیں ہے اور رسول اللہ جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم اور نصیحت کے خلاف ہے یا نہیں۔

دوسرے یہ کہ بعد ختم دعا کے گھنٹی بجتی ہے۔

الجواب

نحمدہ اللہ و بہ نستعین و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

پنڈت جی کی دعا، جو کہ سنسکرت زبان میں ہوتی ہے اور مسلمان اُس کے معنے کو نہیں جانتے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونا اور آمین کہنا نہیں چاہیے۔ اس لئے کہ نہیں معلوم اُس دعا میں خدائے کریم سے طلب ہے یا کسی دیوتا سے۔ اگر کسی دیوتا سے دعا اور طلب ہے تو یہ کفر ہے۔ مسلمان اس میں آمین کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

مولانا صاحب کیا دعا کرتے ہیں۔ دعا کا مضمون کیا ہے اس کی تصریح نہیں۔ دعا کے بعد تھپڑی بجانا مسلمانوں کو نہ چاہیے۔ دین اسلام میں دعا عبادت ہے۔ اس میں خضوع و خشوع ہونا چاہیے۔ یعنی نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر اور دل کو خدا کی طرف لگا کر دعا کرے۔ دعا کرنے کے وقت دعا کرنے والے کا دل خدا کی طرف اس طرح مائل ہے کہ دعا ختم کرنے کے بعد بھی اس کا دل خدا کی طرف لگا ہے اُس کے تمام اعضا مہذب رہیں۔

غور کرو ایسی حالت میں وہ ہرگز تھپڑی نہیں بجا سکتا۔ دعا کے بعد تھپڑی وہی بجائے گا جس کا دل خدا کی طرف سے غافل ہو گا۔

دوسرے یہ کہ عبادت کے وقت تھپڑی کہو یا تالی بجانا عرب کے مشرکین کی عادت تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی اس طرح کی عبادت کی مذمت فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ۰ [illegible]

(اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی)

مسلمانوں کو اس دعا کے بعد تھپڑی بجانے میں مشرکین کی مشابہت ہے۔

مسلمانوں کو اس مشابہت سے اپنے کو بچانا چاہیے۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری

تاریخ ۱۹ ذیقعدہ سہ شنبہ

[illegible]

سوال جناب حافظ مولوی محمد ثانی صاحب بتیا محلہ گنج اول ضلع چمپارن

حضرت امیر الحکمۃ الشریعۃ ایدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بتیا ضلع چمپارن میں بتاریخ یکم اگست بیادگار برسی مسٹر تلک آنجہانی تحریک سودیشی کی نمایش وعام مظاہرہ ہے۔ مقامی ہندو لیڈران حسب تحریک مہاتما گاندھی اس کے بانی مبانی ہیں۔ مسلمانوں کا اس میں شرکت کرنا مذہبًا وشرعًا جائز ہے یا نہیں۔ رضا بالکفر واعانۃ کفر و دیگر خدشات کا خیال حائل ہوتا ہے۔ جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے۔

جناب حافظ مولوی محمد ثانی صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب علماء اسلام کا ایک گروہ اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی برسی (جس کو عرب حول اور ہندوستانی عرس کہتے ہیں اور جسے بجم تک تمام ہوتا ہے۔) کرنے کے خلاف ہے اس کو ناجائز بتاتا ہے تو کسی غیر مسلم کی برسی میں مسلمان کی شرکت کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔ علماء اسلام میں سے کوئی بھی اس کو جائز نہیں کہسکتا۔ اس میں مسلمانوں کی شرکت کو تمامی علماء اسلام بالاتفاق ناجائز بتائیں گے مذہبًا اور شرعًا مسلمانوں کو اس میں شرکت جائز نہیں۔ والسلام

محمد بدرالدین شب ۲۱ ذیقعدہ

شب پنجشنبہ ۱۳۳۹ھ

بنام مولوی سید صدیق عالم صاحب رئیس بنجورہ

جامع سیادت وحشمت دام احتشامکم

بعد سلام مسنون اسلام کے مشہود خاطر شریف ہو۔ آج کل لیڈروں کا جو اعلان ہے وہ فقط کھدر پہننے کا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ملکی بنا ہوا کپڑا ہندوستانیوں کو پہنا چاہیے تاکہ اہل ملک کو

نفع پہنچے۔ ہندوستان کے باہر کا بنا ہوا کپڑہ کہیں کا ہو وہ نہ خریدا جائے نہ اُس سے کچھ بنایا جائے۔ اس طرح اُس کی جتنی قیمت ہوگی وہ باہر نہ جائے گی ملک کے اندر رہیگی۔ لیکن آجکل جو فقط کھدھر ہی پہننے کی تاکید جو لوگ کر رہے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ چرخہ چلانا اور سوت کاتنا اشتہار کے بعد سے بہت زیادہ شروع ہو گیا۔ اور چرخہ کے کاتے ہوئے سوت کا کپڑا بہت زیادہ بنایا گیا ہے۔ اب اُس کے خرچ کی تدبیر کرنی ضرور ہے اور اگر اُس کا خرچ نہ ہوگا تو نہ چرخہ ہی چلیگا نہ اُس کا سوت کتے گا۔ اور جن لوگوں نے اُس کا کپڑا بن لیا ہے اُن کا خسارہ ہوگا اور یہ سلسلہ ٹوٹ جائیگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ لوگ کھدھڑ کو خریدیں اور چاندنی اور جازم تکیہ کا غلاف پلنگ کی چادر۔ لنگی دسترخوان مکان کی چھت اور طبوسات میں بنیائن کی جگہ مرزائی یا کرتہ نیچے پہننے کا۔ شب خوابی کا پائجامہ اور مثل اس کے جو چیز مناسب ہو بنادیں۔ اور اگر لیڈروں کی خاطر بھی منظور ہو تو چکن وغیرہ بھی بنالیں۔ لباس کی وضع جو قدیم سے جاری تھی یعنی انگرکھا۔ چکن۔ اچکن۔ بڑا کرتہ۔ پائجامہ۔ دوپلی ٹوپی پہننا بہتر ہے انگریزی قسم کے لباس سے۔

غیر ملکی کپڑہ جتنا پہلے سے بنا ہوا ہے اُس کو جلا دینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ یہ اسراف ہے قرآن شریف میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے ولا تبذر تبذیرا۔ اور اسراف نادو۔ غیر ملکی کپڑے جتنے پہلے سے ہیں وہ غریبوں محتاجوں کو دیدیا جائے تو اُس کا ثواب ہوگا۔ اور اسراف سے بچے گا۔

مرکزی خلافت کمیٹی دہلی نے اشتہار دیا ہے کہ غیر ملکی کپڑا سب استعمالی زنانہ ہو یا مردانہ اس کو خلافت کمیٹی کے پاس پارسل کر کے بھیجدیں اور پارسل پر لکھدیں کہ یہ سمونا غلاف ہے کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ اور کرتہ جتنا ہو مردانہ ایک جگہ اور انگا وغیرہ ایک جگہ۔ پائجامہ سب ایک جگہ۔ گٹھڑی میں رکھیں۔ ایسے ہی زنانہ لباس چادر کرتہ پائجامہ ساری۔ ہر ایک الگ الگ بستہ میں تاکہ خلافت کمیٹی کے مہتمم کو زیادہ وقت نہ ہو ہر بستہ پر لکھا ہے کہ فلاں چیز

بقر عید کے متعلق اعلان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہمیشہ سے جس جانور کی قربانی کرتے آئے ہیں ویسے ہی کریں۔ زکوٰۃ کا روپیہ جو آیا وہ بیت المال میں مد مالی زر امداد کے بھیجدیا گیا اس کی رسید جاتی ہے۔ والسلام ۔

محمد بدرالدین از پھلواری

۲۴ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۳۳۷ھ

بنام مولوی حافظ محمد ثانی صاحب سکریٹری خلافت بتیا ضلع چمپارن

مجمع مکارم و اخلاق جناب مولوی محمد ثانی صاحب دامت الطافکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ

اس جگہ ایک مولوی صاحب نے ایک جلسہ عام میں مسلمانوں کے سامنے یہ تحریک پیش کی کہ آج سے ہم مسلمانان عہد کرلیں کہ آئندہ ودیسی چیزوں کو استعمال ہرگز نہ کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے اغراض و فوائد پر بھی روشنی ڈالی۔ بعد جلسہ ایک مولوی صاحب معترض ہوئے کہ یہ تحریک کوئی مذہبی نہیں ہے بلکہ سیاسی ہے جس میں دین و مذہب کو کوئی دخل نہیں اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ساتھ بھی معاملات کیے ہیں اس بنا پر مذہباً ولایتی چیزوں کے استعمال سے کوئی گناہ نہیں ہے پس ہر دو اشخاص کے اقوال پر نظر ڈال کر تحریر فرمائیں کہ مسلمانوں کو کس قول پر عمل کرنا چاہئے۔ والسلام ۔

الجواب واللہ الملہم للصدق والصواب

ہندوستان کے رہنے والے جو لوگ ملک ہندوستان کو افلاسی حالت سے نکال کر خوشحال بنانا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے ملکی چیزوں کا استعمال کریں غیر ملکی چیزوں پر ملکی چیزوں کو ترجیح دیں۔ میں خود بھی بہت سال سے بنفسہ اس کام پر بہت رنج کر رہا ہوں میرے لڑکے بھی کئی مہینوں سے دیسی کپڑے پہنتے ہیں۔ میں کھدر کا استعمال ابھی نہیں ہوا ہے جن مولوی صاحب نے اغراض و فوائد کے بیان میں ملکی چیزوں کے فوائد اور غیر ملکی چیزوں کے مضار

اور نقصان بتائے وہ صحیح ہیں لیکن اس سے ملکی چیزوں کے استعمال کی ترجیح ثابت ہوگی اس طرح کا عہد کرلینے میں کہ بدیسی چیزوں کا استعمال ہرگز نہ کریں گے بڑی مشکل یہ ہے کہ ضرورت کی کل چیزیں ملکی بنی ہوئی ہر جگہ اور ہر وقت نہیں ملتیں تو مجبوری میں عہد کو توڑنا ہوگا اس حالت میں ایسا عہد کرنا غلطی ہے۔ +

دوم یہ کہ مسلمانوں کو مذہب کے رو سے بھی اس طرح کا عہد کرنا نہیں چاہیئے اس لئے کہ کسی چیز کے ترک کردینے پر عہد کرلینا اس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلینا ہے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا ہے۔ +

یاایہا الذین اٰمنوا لاتحرموا طیبٰت	مومنو پاک چیزیں خدا نے تم پر حلال کردی ہیں
ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا	اُن کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک خدا
ان اللہ لایحب المعتدین ٥	حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

اس لئے عہد کرلینا اس کام پر جائز نہیں ہاں بغیر عہد کے غیر ملکی چیزوں پر ملکی چیزوں کو ترجیح دینا اور دیسی ہی چیزوں کے استعمال کو پسند کرنا جائز بلکہ بہت مناسب اور بہتر ہے اور ملکی فوائد بیش از بیش ہیں اور حفاظت خلافت اور اماکن مقدسہ کے متعلق جو ترک موالات محارب سلطنت سے کیا گیا ہے۔ اس ترک موالات کا ایک شعبہ بھی ہے کہ اتحادیوں کی ممالک کی چیزوں کا استعمال ترک کیا جائے۔ اُن ممالک کے جو بڑے بڑے کارخانہ والے اپنا نقصان دیکھکر مسلمانوں کے مطالبات مان لینے اور اُس کو پورا کرنے کے لئے اپنی سلطنت کے ارکین پر کامل طریقہ پر زور دیں اور مسلمانوں کے مقاصد اس ذریعہ سے پورے ہوجائیں یہاں تک پہلے مولوی صاحب کے بیان کا جواب ہے۔

اب دوسرے مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ مذہبی تحریک نہیں ہے بلکہ سیاسی تحریک ہے اس کا جواب بھی ہوگیا کہ ترک موالات کفار محاربین سے مذہبی کام ہے اور محاربین کے ممالک کی چیزوں کا استعمال ترک کرنا ترک موالات کا ایک جزو ہے۔

دوسرے یہ کہ ان کی بات کو اگر تسلیم ہی کریں تو جو دلیل انھوں نے پیش کی ہے وہ مطابق نہیں اس لئے کہ انھوں نے کفار کے ساتھ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملات کو پیش کیا ہے جو ہندوستان کے فقط تجارت پیشہ لوگوں کے لیے حجت ہے دوسرے کے لئے نہیں۔

اُن کو دلیل یہ پیش کرنی چاہیئے تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کا ملک جو دارالحرب اُس وقت میں تھا وہاں کا شامی جبہ آپ نے استعمال فرمایا اس جگہ میں کہوں گا کہ اس سنت پر ہم لوگوں نے مدتوں تک عمل کیا ہے۔

لیکن حکم خداوندی ہے کہ محاربین سے موالات یعنی معاملات اور روابط ترک کرو۔ اس نے مجبور کیا ہے کہ ہم لوگ اس وقت غیر ملکی چیزوں سے پرہیز کریں اور ملکی چیزوں کا استعمال کریں۔ کمی فرصت کی وجہ سے دو ایک دن جواب میں توقف ہو گیا والسلام۔

محمد بدرالدین - پھلواری

۷ ذی الحجہ شنبہ ۱۳۳۹ھ

سوال جناب محمد انیس صاحب مکان عبدالرحیم اور سیر ڈاکخانہ بیلو سرلئے مونگیر

بحضور اقدس جناب شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔

بعد سلام مسنونکہ بندہ ملتمس خدمت بابرکت ہے کہ کل ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جو محض غیر ملکی کپڑے کے استعمال کو جاری رکھے گا وہ کافر ہے اور اُس نے آپ کے فتوے کا حوالہ دیا ہے۔ مجھے اس قسم کے فتوے کا علم نہیں ہے۔ ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ غیر ملکی کپڑا استعمال کرنا معاصیتاً حرام ہے اور استعمال کرنے والا گنہگار ہوگا۔ چنانچہ غیر ملکی کپڑا میں استعمال کرتا بھی نہیں۔

پس امید قوی ہے کہ حضور مہربانی فرما کر مجھے اس بات سے مطلع کریں کہ آیا بدیسی کپڑے

استعمال کرنے والا کافر ہے یا نہیں۔ اور ایسے شخص کو کافر لکھنا چاہئے یا نہیں۔

آپ کا خادم محمد انیس۔ بر مکان عبدالرحیم ٹھیکیدار [illegible] مونگیر

جناب منشی محمد انیس صاحب زاد لطفکم

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ میں نے ایسا فتویٰ نہیں دیا ہے کہ جو شخص غیر ملکی کپڑے کے استعمال کو جاری رکھے گا وہ کافر ہے۔ اس فتوے کی نسبت میری طرف غلط ہے میں نے ایسا نہ لکھا ہے نہ زبانی کہا ہے۔

میرے نزدیک غیر ملکی کپڑا جس طرح پہلے حرام نہ تھا اب بھی حرام نہیں ہے۔ البتہ ترک موالات کے تحت میں غیر ملکی کپڑے کا استعمال ترک کر دینا بہت ضروری ہے جس طرح بیمار کو اپنے معالج حکیم کے حکم سے بہت حلال چیزوں کو چھوڑ دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حصول صحت تک اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح تارک موالات کو بھی خلافت کے متعلق مطالبات کے مل جانے تک غیر ملکی کپڑے کا استعمال چھوڑ دینا چاہئے۔ اور جب مطالبات مل جائیں تو پھر اس کا استعمال شروع کرے۔ بدیسی کپڑے کا استعمال کرنے والا کافر نہیں ہے۔ ایسے شخص کو کافر لکھنا نہیں چاہئے۔

والسلام۔

محمد بدرالدین پھلواروی

۴ جمادی الاولیٰ سہ شنبہ ۱۳۴۰ھ

سوالات محمد صدیق محمد پور قاضی مظفر پور

جناب [illegible] روشن ضمیر دام فیضکم۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گزارش یہ ہے کہ حضور کی طرف سے جو اعلان بابت استعمال کھدر کے شائع ہوا ہے اس کا [illegible] جناب مولوی خدا بخش صاحب [illegible] یہ لگاتے ہیں۔ نیا ولایتی کپڑا خرید کر استعمال کرنا بے جا ہے [illegible] پرانا ولایتی کپڑا جو لوگوں کے پاس موجود ہے اس کا استعمال کرنا جائز ہے [illegible] تو [illegible] بہتر [illegible] طرح [illegible]

جائز نہیں۔ محمد شفیع وکیل وجناب حافظ رحمت اللہ صاحب وغیرہ اپنی تقریر میں یہ
بیان کرتے ہیں کہ ولایتی کپڑا پرانا پہلے کا ہو یا اب نیا خرید کر استعمال کرنا کسی طرح جائز نہیں
بالکلیہ حرام ہے۔ مسلمانوں کے لئے سور کا چمڑہ پہنا ہے۔ جو کچھ کپڑا جس نے اس ولایتی موجود
ہو پھینک دے جلا دے۔ یا خلافت کمیٹی میں دے دے اپنے پاس ہرگز نہ رکھے ✤
اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کون فتوی صحیح ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے کہ اس کے مطابق
ہم لوگ عمل کریں۔ ✤

خاکسار محمد صدیق محمد پور قوضی مظفر پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

میری طرف سے کھدر کے استعمال کا اعلان ہی نہیں ہوا ہے۔ میرے اعلان میں دیسی کتا ہوا سوت
دیسی بنا ہوا کپڑا پہنا ہے۔ اس میں کھدر کا لفظ لکھا ہی نہ گیا تھا۔ اس اعلان کی عبارت طویل
تھی۔ بانکی پور کے خلافت کمیٹی کے کسی ممبر نے میرے الفاظ کو حذف کر کے مختصر عبارت میں
اپنی طرف سے کھدر کا لفظ اس میں درج کر کے چھپوا دیا ہے۔ میرا دستخط اب اس پر نہیں ہے
بانکی پور کے خلافت کی اس تحریفی اعلان پر اگر کوئی عامل عمل نہ کرے تو اس کا جواب میرے
ذمہ نہیں۔ اس لئے کہ الفاظ کے بدل جانے کے بعد وہ اعلان میرا نہیں رہا [illegible]
کا وہ اعلان ہو گیا۔ میرے اعلان کی عبارت اگر آپ لوگ دیکھنا چاہیں تو [illegible]
بمدم ۴ ستمبر روز یکشنبہ سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ۱ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ کے صفحہ ۳ میں ہے ✤
جناب مولوی خدا بخش صاحب مظفر پوری کا کہنا صحیح ہے۔ ان کے سوا دوسرے لوگوں کا
قول غلط ہے یہ مجمل جواب ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے
غیر ملکی کپڑا ولایت لندن کا ہو یا کسی دوسرے ولایت کا اگر وہ ریشمی ہو تو عورتوں کے لئے
اور اگر ریشمی نہ ہو تو مرد و زن دونوں کے لئے پہننا جائز و مباح ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔

يٰبَنِىٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ

اے اولاد آدم ہم نے تمہارے لئے پوشاک اتاری کہ تمہارے پوشیدہ جسم کو چھپائے اور زینت کے لئے اور پرہیزگاری کی لباس اور بہتر

اور راست مرحوم کے لئے فرمایا۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

اور ستھری چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام کرتے ہیں

غیر ملکی کپڑوں کا استعمال جس طرح پہلے سے مباح اور جائز تھا اب بھی مباح اور جائز ہے لیکن حالت حاضرہ کی بنا پر ولایتی کپڑوں کا استعمال مسلمانوں کو مناسب نہیں۔ اس وقت ہندوستان کے خوشحال مسلمانوں کو چاہیئے کہ ولایتی کپڑوں کا استعمال ترک کر دیں، اور ضرور ترک کر دیں لیکن مفلس اور کم پونجی کے لوگ جو فوراً دیسی کپڑا خرید کر نے اور سلوا کر پہن لینے سے عاجز اور قاصر ہیں اُن کو اجازت اور مہلت دینی چاہئیے تاکہ آہستہ آہستہ دیسی کپڑا خرید کرنے اور سلوانے کا قصد رکھیں۔ جبتک جو کپڑا اُن کے پاس موجود ہے اُس کو وہ استعمال کرسکتے ہیں اُن کے لئے اُس کا استعمال جس طرح پہلے جائز تھا اب بھی ہے لیکن یہ حکم خاص اُن کے لئے ہے جن کی حالت افلاس یا کم مائیگی سے لوگ واقف ہیں۔ جیسے جو کو ایسی اجازت اور مہلت دینی نہ چاہئیے استطاعت والے دیسی کپڑا اسیوقت ضرور خریدیں اور پہنیں۔ ولایتی کپڑوں کا پہننا ترک کریں۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ اس کا استعمال ہم پر حرام ہے بلکہ یہ جانیں کہ جس حالت پریشانی میں ہم لوگ آج کل ہیں اور جب تک یہ حالت رہے اس کا ترک کر دینا ہی میری حالت کے مناسب اور میرے لئے ضروری ہے۔ جس طرح طبیب اور ڈاکٹر بیمار کو کہتا ہے کہ تمہارے اس بیماری میں فلاں چیز مضر ہے ہرگز استعمال نہ کرو۔ بیمار اپنی بھلائی اُس کے ترک میں اور اپنا ضرر اور نقصان اُس کے استعمال میں یقینی جاننے لگتا ہے۔ ساتھ اس کے جن چیزوں کے استعمال سے وہ روکا گیا ہے اُن کو اپنے اوپر حرام نہیں جانتا کیونکہ حقیقت

میں وہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں پر ولایتی کپڑوں کا استعمال اس وقت مسلمانوں اور کل ہندوستانیوں کی بھلائی کے واسطے بضرورت ترک کر دیا گیا ہے۔ ہرگز وہ ان پر حرام نہیں ہے۔ اور کسی آدمی کے حرام کہدینے سے وہ حرام ہو بھی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ سلف اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی چیز کا حرام ہونا تسلیم نہیں کیا جاسکتا جبتک کہ اُس کا حرام ہونا خبر متواتر یعنی قرآن مجید یا حدیث متواتر سے ثابت نہو۔ اور خدائی فیصلہ یہی ہے کہ کسی کو حق نہیں کہ اپنے جی سے کہدے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ سورہ نحل کی یہ آیت شریفہ ہے۔ +

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ — اور جو کچھ تمہاری زبان پر آجائے جھوٹ نہ کہدیا
هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا — کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ خدا پر جھوٹ بہتان
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ — باندھنے لگو۔ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ — باندھتے ہیں۔ فلاح نہ پائیں گے +

اس آیت شریفہ اور تسلیم شدہ اصول مسئلہ سے جس کا بیان اوپر کیا گیا واضح ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ولایتی کپڑا پرانا پہلے کا ہو یا اب نیا خرید کر استعمال کرنا کسی طرح جائز نہیں بالکلیہ حرام ہے مسلمانوں کے لئے سور کا چمڑا پہننا ہے +

یہ کہنا اُن کا سراسر لغو اور تمام تر غلط ہے۔ شریعت الٰہیہ کے حکم کے خلاف ہے اور اُن کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جو کچھ کپڑا جس کے پاس ولایتی موجود ہو پھینک دے جلادے +

ہر شخص جانتا ہے کہ کام آنے والی چیز کو پھینکدینا یا جلادینا اُس چیز کو محض ضائع کر دینا ہے اور یہ بھی حکم الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ یہ اسراف اور تبذیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسراف اور تبذیر دونوں کو منع فرمایا ہے۔ +

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ — اور بیجا صرف نہ کرو بیجا صرف کرنیوالے
اور وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا — خدا دوست نہیں رکھتا۔ اور بیجا نہ اڑاؤ مال کو

إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۔ مال اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں
اور یہ جو لکھا ہے " یا خلافت کمیٹی کو دیدے " تو خلافت کمیٹی کو یہ کہدے کہ اس کو سمرنا
کے مظلوموں یا مدینہ منورہ کے محتاجوں کے پاس بھیجہ یا جائے ہرگز جلایا نجائے
لیکن اُن جگہوں میں بھیجنا ان ملبوسات کو چاہئے جو کم استعمال میں آئے ہوں۔
بھٹے پھٹے یا بوسیدہ نہوں ۔

زیادہ مستعمل لباس کو اپنے ہی شہر یا گاؤں کے فقیروں محتاجوں میں تقسیم کردینا بہتر ہی
جلا دینا ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ حکم الٰہی کے خلاف ہونے کے سبب سے گناہ ہے ۔

یہاں تک آپ کے سوال کے متعلق مجمل یا مفصل جواب لکھا گیا۔ بعض دوسری بات کے متعلق
بھی لکھنے کی ضرورت ہے جس کو آج کل کے بعض لیڈر جلسہ میں کہتے ہیں اور نہیں جانتے
کہ وہ رضائے الٰہی کے خلاف بول رہے ہیں۔ جلسہ کے حاضرین سے وہ کہتے ہیں کہ عہد کرو
اور کبھی یہ کہ حلف کرو کہ ولایتی چیزوں کا استعمال نکریں گے۔ غیر مسلمین سے مجھے بحث نہیں
مسلمان حاضرین بغیر غور و فکر کے اُن کے کہنے پر عہد یا حلف کر لیتے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ
اس عہد یا حلف کو قائم بھی رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اس عہد یا حلف کا ٹوٹ جانا اس وجہ
یقینی ہے کہ ہماری ضرورت کی بہت چیزیں ملک یورپ اور امریکہ وغیرہ سے آتی ہیں۔ اور
ابھی تک ہندوستان میں [illegible] نہیں۔ عہد یا حلف کے بعد ولایتی کسی ایک چیز کا بھی
استعمال کر لیا تو اس کا عہد یا حلف ٹوٹ جائیگا۔ دوم یہ کہ کھانے پینے لباس اور ضرورت
کی بعض چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دی ہیں اُن میں سے کسی چیز کے ترک کرنے پر عہد یا حلف
کر لینا اپنے اوپر حرام کر لینے کے معنی میں ہے اس کی شہادت بھی قرآن مجید میں موجود
ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے بعض کی خاطر سے شہد
کھانا چھوڑ دینے کی قسم کھائی تو یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۔ اے (خاتم النبیین) پیغمبر جس چیز کو خدا نے

لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۔ ہمارے لئے حلال کردیا ہو اُسے اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہو اپنے ازواج کی خوشنودی (اسمیں) چاہتے ہو ۔ +

غرض یہ کہ اس بیان ازواج کی خوشنودی کے لیے حلال چیز کو ترک کردینا خدائے کریم کی خوشنودی کے خلاف ہو دیکھو اپنے حبیب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی شان کے موافق نرم لفظوں میں اللہ تعالےٰ نے روکا ہو۔ لیکن مسلمانوں کو توصیح طرح پر منع کردیا ہو اور فرمایا ۔ +

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ایمان والو پاک ستھری چیزیں جن کو خدا نے تمہارے لئے حلال کردیا ہو اپنے اوپر حرام نہ کرلو اور حد سے نہ بڑھو ۔ حد سے بڑھنے والوں کو خدا یقینی دوست نہیں رکھتا +

اس سے معلوم ہوا کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلینے یعنی چھوڑ دینے والے حدود شرعی سے بڑھ جانے والے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اپنے دوستی سے انھیں محروم کردیا ہو۔ سوچنا چاہیے کہ کسقدر نقصان مسلمانوں کے حق میں ہو۔ پھر دوسری آیۂ شریفہ میں بھی تنبیہ کی گئی ہو ان لوگوں کو جو قصداً لباس پوشاک کھانے پینے کی چیزوں میں سے بعض کو اپنی عمر بھر کے لئے ترک کردیتے ہیں ۔ +

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ + (اے خاتم النبیین) پوچھئے تو کہ جو آرایش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں خدا نے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اُن کو حرام کس نے کردیا ہو ۔ +

المجیب مصیب
محمد محی الدین نبی قادری ادرِیٔ غفر اللہ ابار

قال بحنانه و رقم ببنانه مجیب الدین القادری العوارخی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعن اخلافہ

ذلک کذلک
محمد عثمان غنی الدیوردی

انا علی ذلک ومن الشاھدین
محمد نور الحسن الفلواری

سوالات مولوی خدابخش صاحب مظفرپوری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

نمبر ۱

ڈگری سوالات پاس ہونے کے قبل یا بعد کے جو ولایتی کپڑے کسی کے خریدے ہوئے ہوں اُن کا استعمال ایسی حالت میں کہ وہ شخص کھدڑ کے استعمال کے لئے دل سے مستعد ہو اور حسب ضرورت دیسی کپڑے خرید بھی رہا ہو اُس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب

پہلے خریدے ہوئے کپڑوں کا استعمال شرعاً جائز اور مباح ہے۔ لیکن ہندوستان میں آج کل جو حالت ہے اُس کے رو سے اس کا استعمال مناسب نہیں خاص کر جو لوگ مستطیع ہوں اُن کو چاہئیے کہ اپنے اور اہل ملک کے فائدہ کے لئے دیسی ہی کپڑا خریدیں۔ اور اسی کا استعمال کریں۔ +

نمبر ۲

جو مسلمان کھدڑ کے استعمال کے لئے دل سے مستعد ہو اور حسب ضرورت دیسی کپڑے خرید بھی رہا ہو تو موجودہ ولایتی کپڑوں کو نذر آتش کرنے کے لئے اُس کو مجبور کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب

مجبور کرنے سے غرض اگر تشدد کرنا اور جبر دینا ہے تو جائز نہیں۔ اور اگر نرمی سے سمجھا بجھا کر راضی کر لینا ہے تو مضائقہ نہیں۔ +

نمبر ۳

نمبر پہلے جمعہ کو جس شخص نے سابق ولایتی کپڑے پہنکر نماز ادا کی ہو اور آئندہ سے

فنڈ کے استعمال کے لئے مستعد ہو اور حسب ضرورت دیسی ہی کپڑے خریدیی رہا ہو تو اُس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں و نیز وہ اسلام و خلافت کا دشمن ہوا یا نہیں۔ اور ایسے شخص سے مقاطعہ کر لینا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب

اگر وہ کپڑا پاک ہے تو اس کو پہنکر نماز شرعاً صحیح ہو گئی اور فقط اسی قدر کام سے کہ اُس نے ولایتی کپڑا پہنکر نماز پڑھی ہے نہ اسلام کا دشمن کہا جا سکتا ہے نہ خلافت کا اور اُس سے مقاطعہ بھی جائز نہیں۔ +

نمبر ۴

جو لوگ لیڈری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کھدر پہنکر بلا ضرورت اشد ایک روپیہ کرایہ ریل کی جگہ بیس روپیہ کرایہ کے موٹر پر سوار ہو کر سفر کرتے ہیں اور خلافت فنڈ یا سوراج فنڈ سے کرایہ ادا کرتے ہیں یہ اُن کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب

سوراج فنڈ کے خرچ کا فتویٰ میں نہیں دیسکتا البتہ خلافت فنڈ کا روپیہ حد اعتدال سے زیادہ بیجا اور فضول خرچ کرنے کا وہ ضرور مجرم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ + (بیجا خرچ کرو تحقیق بیجا خرچ کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا)

نمبر ۵

جو لوگ ترک موالات پر عامل ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور انگریزی دوا جس کی شراب مل ہوئی یا غیر شراب ملی ہوئی استعمال کرتے ہیں تو کیا اُن کے لئے یہ جائز ہے۔ کیا مطلقاً انگریزی دواؤں کا استعمال اس وقت اُن کے لئے ناجائز نہیں۔

الجواب

ترک موالات والوں کو انگریزی دوا کا استعمال کرنا جسمیں شراب کی آمیزش ہو ترک موالات

کے اصول پر ہرگز منجانب کسی طرح مناسب نہیں اور جس دوا میں شراب کی آمیزش ہو اس کا استعمال تو حرام ہی ہے +

نمبر ۶

علماء کے فتوے کو تحقیر کی نظر سے دیکھنا اس کی توہین کرنا مثلاً جلا دینا یا اس کو ضبط کر لینا (یعنی اشاعت سے روک دینا) یہ کل امور مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں اور جو شخص امور مذکورہ کا مرتکب ہو اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

ہرگز ہرگز جائز نہیں اور جس نے ایسا کیا اس نے دینی مسئلہ اور علماء دین کی تحقیر اور توہین کی ہے جب تک کہ وہ اپنے اس فعل پر ندامت کا اقرار اور توبہ کا اظہار نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ +

نمبر ۷

۲۱ اگست ۱۹۲۱ء کے دور جدید میں مولوی ابو الکلام صاحب نے بابت استعمال کھدر و ترک ولایتی کپڑا کے جو لکھا ہے وہ آخر تک کل شرعی فتوے ہیں اور صحیح ہے یا ان کی عبارتیں محض مبالغہ کے طور پر ہیں لوگوں کو کھدر کی طرف مائل کرنے کے لئے +

الجواب

وہ سب باتیں لوگوں کو کھدر کی جانب مائل کرانے ہی کی ہیں۔ +

نمبر ۸

صدقات واجبہ زکوۃ کو موجودہ خلافت کمیٹی میں دینا کیسا ہے ؟

الجواب

زکوۃ کے جتنے مصارف قرآن مجید میں مذکور ہیں ان کے سوائے اور مصرف جائز نہیں۔ صدقات واجبہ جس میں تملیک شرط ہے اس کو بھی خلافت فنڈ میں دینا جائز نہیں

اس لیے کہ خلافت فنڈ کوئی شخص نہیں جس کو مالک بنایا جا سکے ہاں جس صدقہ میں تملیک کی شرط نہیں ہو وہ صدقہ خلافت فنڈ میں دیا جائے تو جائز ہے۔

نمبر ۹

تمک کی پرکھی سنانا اور اُس کے جلوس میں شریک ہونا یا بذریعہ اشتہار یا خط شرکت کی تحریک کرنا۔ یہ کل امور مسلمانوں کے لیے جائز ہیں یا ناجائز کل نمبرات کا مفصل جواب تحریر ہو۔ بینوا توجروا۔ +

الجواب

ناجائز ہے بلکہ گناہ ہے۔ جن مسلمانوں نے ان کاموں میں خود شرکت کی ہو اور دوسروں کو شریک ہونے کی زبانی یا اشتہار کے ذریعے سے تحریک کی ہو اُن کو چاہیے کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کے حضور میں توبہ کریں۔

محمد بدرالدین۔ قادری

محرم سنہ ۱۳۴۰ ہجری

المجیب	المجیب	الجواب صحیح
محمد محی الدین حنفی پھلواری ثم الہ آبادی	محمد نور الحسن پھلواری	محمد عثمان غنی دیوری

بنام مولوی سید انوار احمد صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ شہر گھاٹی

مکرم و محتشم دام اکرامکم

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ قبول فرمایند۔ سوالات کہ در عنایت نامہ رقم فرمودہ اند نمبر وار جواب در ذیل نوشتہ می شود۔ +

نمبر ۱

پارچہائے بیرون ہندوستان مثل انگریزی وغیرہ اگرچہ حریر نباشد و انگریزی باشد و ساخت

غیر ملک باشد حرام قطعی اند یا چه اگر حرام قطعی باشد دلیل حرمت چیست ؟

جواب

دلیل حرام قطعی نص قرآنی یا حدیث متواتر باشد بغیر آں قطعی حرام گفته نخواهد شد پس لباس حریر که مردان را در حدیث منع آمده است از قسم احادیث احاد است از آن عدم جواز ثابت است نه حرام و پارچهاے که از بیرون هندوستان یعنی از دیگر ممالک می آیند استعمال آنها برای همه مسلمانان جائز بوده است و قطعاً هنوز حرام قطعی نیست . لیکن آنچه از ملک انگلستان و فرانس و اطالی و امریکه می آید بالفعل ترک استعمال آن ضرورت افتاده است چنانکه مریضان را بر قول اطباء معالجین از اشیاء مضر باشند پرهیز لازم و ضروری است . +

چیزهاے ساخته ممالک یورپ که اہل آنها درین زمان با مسلمانان محارب بوده اند بر فتواے علماے اسلام ترک دیگر اشیاء بلاد یورپ بقدر امکان و ترک استعمال پارچها ضروری شده است خصوصاً پارچهاے انگلستان زیرا که سلطنت برطانیه بعد از التواے جنگ خلاف قانون بین الاقوام و خلاف معاهده با مسلمانان کرده و خود بنفسه بے واسطه یونانیاں بر بعض از بلاد اسلام مثل بیت المقدس و قسطنطنیه و سمرنا وغیرها مستولی و متسلط شده است و پیش ازیں که محارب بود ترک موالات ازیں محاربین بحکم الٰهی واجب شده است انما ینهٰکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاولئک هم الظٰلمون ـ (سوره ممتحنه رکوع ۲) ماده تولوا واو لام یا است و ولی را معانی بسیار اند از آں جمله دوست و مهربان و یاور و مددگار نگهبان و متصرف بر کسے و درین آیۂ شریف بمعنی یار و مددگار آمده است زیرا که دوستی قلبی با یهود و نصارٰے و کفار اندیشه ممنوع بوده است چنانکه ازیں آیۂ شریفه

ظاہر است یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیہود والنصریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم (سورۂ مائدہ رکوع ۸)

یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء (سورۂ مائدہ رکوع ۹)

یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین (سورۂ نساء رکوع)
چوں معلوم شد کہ محبت و دوستی قلبی با ہمہ مسلمانان ممنوع است اہل کتاب باشند یا مشرکین یا ملحدین دہریہ وغیرہم لیکن درمیان مسلمانان و نامسلمانان دنیاوی معاملات باہمدگر اجازت و رخصت بود چنانکہ دریں آیۂ شریفہ لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ (سورہ ممتحنہ رکوع) با غیر محاربین دریں آیۂ شریفہ بر یعنی سلوک نیک و اقساط یعنی انصاف را اجازت فرمودہ شد۔ و محبت را ذکر نفرمود کہ امتناع آں اہل اسلام را معلوم است ظاہر شد کہ ہر معاملات کہ با غیر محاربین جائز کردہ شدہ بود با محاربین ممنوع شد۔ نیز تا آنکہ با محاربین مصالحت و معاہدہ انجام نیابد شمار ایشاں در محاربین است بدیں سبب حکم عدم معاملہ بحال و برقرار خواہد بود و بعد از صلح حکم بر و اقساط مثل سابق جاری خواہد شد۔ خلاصہ کلام سبب ایں است کہ پارچہائے غیر ممالک یعنی انگلستان و فرانس و اٹلی وغیرہم کہ با مسلمانان محارب بودند حرام مطلق ہرگز نیست از پیشتر استعمال آں حلال بود و ہنوز حرام نشدہ است۔ بسبب خصوص ممنوع شدہ است و بعد از رفع سبب مذکور جائز خواہد شد۔ ہر آنچہ گزارش کردہ ام در خیال احقر از آں ہمہ جناب گرامی نیکوتر واقف اند۔ تحریر احقر را بطور شاہد خواستہ اند

س ۲

حسنات کردن و سوختن پارچہائے انگریزی داخل اسراف ناجائز است یا نہ

اسراف است حکم مسرف چیست۔

ج ۲

سوختن آں ہمہ ناجائز و اسراف و تبذیر ست اللہ تعالٰی اسراف را منع فرمودہ ست ولا تسرفوا۔ نیز فرمودہ ولا تبذر تبذیرا۔ و در حق مسرف فرمود اِنّ اللہ لا یحب المسرفین۔ و در حق مبذر فرمود ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن وکان الشیطن لربہ کفورا۔

س ۳

گرفتن کلاہ یا رجائے انگریزی از فرق دیگرے موافق تہذیب ست یا نہ و شریعت غرّہ این ہمہ امور را جائز کردہ ست یا نہ اگر جائز ست ثبوت چیست از جواب نامہ نیاز سرفراز فرمودہ ممنون احسان فرمایند۔

منتظر جواب خادم قدیم انوار احمد
شہر گھاٹی۔ ڈاکخانہ شہر گھاٹی

ج ۳

گرفتن کلاہ از سر دیگراں اگر در میان ہر دو باہم بے تکلفی بودہ باشد و مجمع مردمان نباشد خلاف تہذیب نگفتہ شود۔ و اگر باہم بے تکلفی نباشد یا در مجمع مردمان کلاہ از سر کسے بگیرد نہایت بے تہذیبی ست۔ و از سر کسیکہ کلاہ گرفتہ شود او را در مجمع ذلیل و رسوا کردن ست و مسلمان را ذلیل و رسوا کردن ست۔ و مسلمان را ذلیل کردن جائز نیست و ہر کہ چنیں کند مجرم توہین مسلمانان و گناہگار باشد زیرا کہ توہین مسلمان جائز نیست۔ والسلام

محمد بدرالدین پھلواری
ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ

بنام مولوی محمد موسی رضا صاحب کاکوی مدرس مدرسہ سہسرام

واقف مسائل فروع واصول زادکم اللہ تعالیٰ علماً وعملاً

ہدیہ سلام مسنون واسلام کے بعد۔ مکشوف خاطر شریف ہو کہ نامہ لطف ۱۱ شعبان کا لکھا ہوا موصول ہوا تھا۔ مجھے ۱۱ شعبان کو بائیں ہاتھ کے گٹے میں شدید چوٹ آگئی تھی ایک ہفتہ تک درد کی بہت زیادہ تکلیف رہی اُس کے بعد سے ورم اور درد میں کمی شروع ہوئی۔ ابھی تک خفیف ورم اور تھوڑا درد باقی ہے۔ دو روز سے وضو کرنے میں پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا شروع کیا ہے لیکن تکلیف ہوتی ہے۔ اس سبب سے کہ انگلیوں میں قوت نہیں پاتا ہوں۔

آپ کے نامہ لطف کا جواب لکھنے میں توقف ہونے کی وجہ تو یہی تھی۔ دوسرے میری فرصت کی کمی کا حال آپ کو پہلے سے معلوم ہے۔ جس مدرسہ کے بارہ میں مولوی مصطفےٰ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے آپ سے کہا ہے۔ اگر وہ مدرسہ مولوی نور الہدیٰ صاحب کا ہے تو موقوفہ زمین کی آمدنی سے مدرسہ کا اخراجات ہونے کی وجہ سے اُس کی حالت شہسرام مدرسہ خانقاہ کے قریب ہے۔ اس بنا پر جس طرح آپ اس مدرسہ میں ہیں اُس مدرسہ میں بھی جا سکتے ہیں۔

اور اگر اُس کے سوائے کوئی دوسرا مدرسہ خاص سلطنت کی طرف سے ہو تو اُس کے بارہ میں آپ خود غور و فکر سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ترک موالات کے نام سے جو کام آج کل ہو رہا ہے وہ ترک اعانت سلطنت ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ قرآن مجید میں محبت کے معنے میں موالات کی نہی کل کفار سے ہے مشرکین ہوں یا یہود و نصاریٰ۔ یہ بھی معلوم کہ مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کے دلوں میں نہ مشرکین کی محبت تھی یا ہے نہ اہل کتاب کی اگر پہلے سے محبت ہوتی تو اس زمانہ

میں ترک محبت کے معنے میں ترک موالات کہنا صحیح ہوتا۔

سلطنت سے ترک موالات کا جملہ جو آج کل تحریروں اور تقریروں میں سُنا اور دیکھا جاتا ہے اُس کا مطلب ترک اعانت سلطنت ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک گروہ عظیم کا اعانت سلطنت کو ترک اور اُس کا علانیہ اظہار کرنا۔ انگریزی سلطنت کے مدبروں کی اُن کارروائیوں سے اظہار نفرت ہے جو انھوں نے اماکن مقدسہ اور خلافت اسلامیہ کے ساتھ کیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کو دھوکا دیکر اور مکر و عدے کر کے وعدہ خلافی کی۔ ✥

رنج اور نفرت کا یہ اظہار اس غرض سے کیا گیا ہے کہ مدبران سلطنت اس خبر کو پاکر ترکوں کے ساتھ صلح میں جسقدر شرائط سخت رکھی گئیں ہیں اُس کو بدل کر نرم کر دیں لیکن وزیر اعظم انگلستان اسوقت تک برابر اپنی ضد پر قائم رہے ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں۔ ✥

ترک موالات مذہبیہ کا ایک شعبہ سلطنت کی طرف سے قائم کئے ہوے مدارس کا ترک بھی ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے۔ اس کے متعلق تحقیق طلب یہ ہے کہ سلطنت کی طرف سے اخراجات یا مدد پانے والے مدارس یا خاص سلطنت کی طرف سے قائم کئے ہوے ہوں۔ ان کے مدرسین خود مدرسی کے سبب سلطنت کے بھی معاون ہیں یا محض سیغہ تعلیم کے معاون ہیں اگر محض صیغہ تعلیم کی معاونت ثابت ہو تو ان مدارس کی مدرسی خلاف ترک موالات نہیں۔ ✥

اور اگر ان مدارس کے اداکا منشا ذریعہ تعلیم رعایا ہی نہیں بلکہ سلطنت کے دفتروں کا کام چلانے والوں کی جماعت بنانا سلطنت کا مقصد ہو اور اُن تعلیم کی غرض بھی یہی ہو کہ تکمیل علم کے بعد سلطنت کی نوکری کر لینگے تو ایسے مدارس کی مدرسی اعانت سلطنت ہے۔ آپ جس مدرسہ میں مدرس کئے گئے ہیں اگر وہ مدرسہ مولوی نور الہدیٰ صاحب کا یا تیسرا اول کا ہو تو

آپ اُس کے مدرسی کے لئے درخواست بھیجدیں۔ اور اگر قسم دوم یعنی دفتری کام کرنیوالی جماعت بنانے والا مدرسہ ہو تو اس میں درخواست بھیجنے کی رائے میں نہیں دیتا والسلام +

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔

۲۵ شعبان چہارشنبہ ۱۳۳۹ھ

سوال حکیم ولی عالم صاحب بختیارپور ضلع پٹنہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایسے مدارس میں جہاں فقہ و اصول و نقد و حدیث و تفسیر اور مدرسہ عالیہ کا شاخ ہے۔ اس میں گورنمنٹ ایڈ بھی دیتی ہے اور فارسی وحساب وانگریزی وغیرہ بھی تعلیم ہوتی ہو ایسی جگہ عربی کی تعلیم کے لئے ملازمت کرنا جائز ہے یا ناجائز یا حرام مع ادلہ معتبار کرام حکم صادر فرمایا جائے ؟

جواب

جائز ہے۔ حرام وناجائز ہونے کی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ سوال میں ہے کہ اس میں گورنمنٹ ایڈ بھی دیتی ہے۔ اس کیفیت کے معلوم ہونے کے سبب کچھ صراحت کرنے کی ضرورت ہوئی + سلطنت انگریزی کی مدد جس مدرسہ میں ملا کرتی ہے وہ مدرسہ سلطنت کی نگرانی میں آجاتا ہے اور ایک طرح سے مدارس سلطنت کی ذیل میں شمار ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے مدرسہ کے مدرسین کا نصب وعزل مدارس سلطنت کے تعلیمی افسروں کے اختیار میں ہو جاتا ہے تو اس قسم کے مدرسہ کے مدرسین بھی سلطنت انگریزی کے ملازمین کہے جائیں گے اور معلوم ہے کہ یہ سلطنت عیسائی کی ہے اس لئے مسلمانوں کے حق میں غیر مسلم بادشاہ کی نوکری کا حکم معلوم کرنا چاہیئے۔ غیر مسلم بادشاہ کی نوکری کئی قسم کی ہے۔ اور ہر قسم کا حکم جداگانہ ہے۔ عزت کی نوکریاں جس طرح قاضی مفتی عدالت منصف صدر اعلیٰ۔ جج۔ ڈپٹی کلکٹر ڈپٹی مجسٹریٹ شفاخانہ کے ڈاکٹر۔ عمارت کے انجینیر۔ تعلیمات کے افسر اور مدرسین اور مثل ان کے جو نوکری ہو جائز ہے

اس کے مقابلہ میں ذلت کی نوکریاں مسلمانوں کے لئے ناجائز ہیں جن کو کبھی مار کھانا کبھی گالی سننا ہوتا ہو جیسے بیراخدمتگار باورچی وغیرہم۔ اور دفتر کی نوکریاں جیسے پیشکاری سررشتہ داری۔ ناظری۔ نقل نویسی وغیرہم جس میں غیر مسلم حاکموں کی تعظیم وتکریم اور خوش رکھنے کے لئے خوشامد اور چاپلوسی کرنی ہوتی ہو مکروہ ہے یعنی بکراہت جائز ہے۔

بدترین قسم کی نوکری فوج کی نوکری ہے اور منشی چیزوں کے بنانے اور بیچنے کی نوکری اور مثل اس کے یہ سب حرام ہے۔

ہندوستان کے فوجی مسلمانوں کو مسلمانوں اور غیر مسلم دونوں سے قتال کرنے کے اکثر ایسے مواقع پیش آئے ہیں جو ان کے لئے حرام تھے۔ ہرگز جائز نہ تھے۔ اس سبب سے کہ بغیر شرعی اجازت کے کسی آدمی کی جان مار ڈالنے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور حرام بتایا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۔۴۔ اور جان نہ مارو جس کو خدا نے حرام کر دیا ہے مگر حق (یعنی شریعت کے حکم سے) اور کسی مسلمان کو قصداً قتل کرنے کو اس آیہ شریفہ میں منع فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً۔ اور کسی مومن کو لائق نہیں کہ مومن کو قتل کرے مگر بھولے سے ۔ سورہ نساء رکوع ۔ ۱۳۔ اور مسلمان کو قصداً قتل کرنے کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۔ ○ اور جو کوئی قصداً مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہنا ہے۔ اور خدا اس پر غضب کرے گا اور رحمت سے اپنے دور رکھے گا۔ اور اس کے لئے بڑا عذاب مقرر کر دے گا۔ سورہ نساء رکوع ۱۳ +

علامہ مولوی عبدالحی علیہ الرحمہ لکھنوی فرنگی محل کے مجموعہ فتاوی جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ میں ہے

ص

نوکری کفار درست یا نہ

جواب

نوکری کفار سہ قسم است جائز بلاکراہت مثل نوکری بر اصلاح مصالح و احقاق حقوق و دفع شرور و مفاسد و دفع دزدان و قطاع الطریق و بنائے قناطیر و مہمان سرائے و دیگر عمارات نافعہ بدلیل قصہ یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ از بادشاہ وقت کہ کافر بود داروغگی خزائن مصر درخواستند تا اقامت عدل بایں قسم نمایند و بدلیل قصہ مادر موسیٰ علیہ السلام کہ نوکری فرعون برائے شیر دادن حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کردند۔ + دوم جائز باکراہت مثل نوکریہائے کہ دراں لزوم ایستادہ ماندن پیش ایشاں ادباً و تعظیماً باشد کہ بہتک شان مسلمان ازاں متصور است مانند سر رشتہ داری وغیرہ۔ سوم حرام مثل نوکری بر معاصی و منہیات شرعی ہمچنانکہ عساکر و افواج را نوکر داشتہ برائے مقاتلہ اہل اسلام مقرر کنند و ما شبہ ذلک۔

جو کچھ اوپر لکھا گیا وہ سوال کے الفاظ کی بنا پر جواز کا فتویٰ ہے۔ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ موجودہ حالت کے موافق کیا کرنا چاہئے۔

واضح ہو کہ ہندوستان میں انگریزی سلطنت ہے۔ جس نے التوائے جنگ کے بعد سے ابھی تک اسلامی ترکی سلطنت سے شرائط صلح طے نہیں کی ہے۔ اس سبب سے اسوقت تک اس پر مسلمانوں سے محارب سلطنت کا حکم ہے اور مسلمانوں کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ غیر مسلم محاربین سے معاملت اور معاونت ترک کر دیں۔ اسی بنا پر جمعیت علماء کے مجلس میں ترک موالات کا فتویٰ دیا گیا۔ فوج کی نوکری تو پہلے ہی سے حرام تھی۔ ترک موالات بمعنی ترک معاونت کے تحت میں اس محارب سلطنت کی کل نوکریوں سے علماء دیں کے فتویٰ کے موافق پرہیز چاہئے۔ اور جس مدرسہ کا ذکر اس سوال میں ہے اگر اس کو شاہی مدرسہ اور اس کے مدرسین کو سلطنت کے ملازمین کہنے میں انکار اور بحث کی گنجایش ہو تو بھی

اس کی مدرسی کو جائز کہنے کے ساتھ اس ایڈ (مالی مدد) کی بدولت اس مدرسی کا ترک اوے اباجایگا۔

محمد بدرالدین۔ ۲ جمادی الاولی یکشنبہ ۱۳۴۰ھ

بنام عبدالحکیم صاحب موضع اڈسار۔ ڈاکخانہ جموئی ضلع مونگیر

سوال

ڈسٹرکٹ بورڈ یا لوکل بورڈ کی ملازمت کرنی چاہیے یا نہیں۔ اس بارہ میں کیا فتویٰ ہے

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلما

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔ اگر اس کے ممبران تارک موالات ہوں تو نوکری کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اگر ممبران اس کے حامی موالات ہوں تو تارک موالات کو اسکی نوکری کرنی نہچاہیئے۔ اگر ممبران میں تارک موالات اور حامی موالات دونوں ہیں تو نوکری نہ کرنا اولےٰ ہے۔

محمد بدرالدین ۷ جمادی الاولےٰ یوم دوشنبہ ۱۳۴۰ھ

الجواب

بہرصورت یہ لحاظ ضروری ہو کہ تدین فرائض میں قصور کا اندیشہ نہو اور منکرات کے ارتکاب کا خطرہ نہو۔

ابو المحاسن محمد سجاد۔

بنام ولایت حسین صاحب ڈالٹین گنج بازار چوک

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ علما کا فتوی چھپا ہی اس میں فوج اور پولیس کی نوکری کو حرام بتایا ہی مدرسہ اور اسکولوں کی مدرسی اس حکم میں نہیں ہے۔ خاصکر جس کو دوسری کوئی صورت آمدنی کی نہیں ہے وہ مدرسی طوعاً یا مدرسہ کی کرے اسکے لیے یہ نوکری گناہ نہیں ہے۔ والسلام۔

محمد بدرالدین ۱۵ ربیع الثانی۔ پنجشنبہ۔ سنہ ۱۳۴۰ھ

بنام منشی عبدالغفور صاحب وانمباڑی جائنٹ سکریٹری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل مذکورۃ الذیل میں کہ شریعت میں یہ کیا حکم رکھتے ہیں۔

س ۱

اعزازی تمغہ واپس نہیں کرنے والے کے ساتھ سوشیل بائیکاٹ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج

اس کے متعلق جائز و ناجائز کا سوال صحیح نہیں۔ یہ پوچھنا چاہئے کہ مناسب ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ سوشیل بائیکاٹ سے مقصود اگر اخلاق معاملات کا مقاطعہ ہو تو یہ مقاطعہ اس کے ساتھ مناسب نہیں۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ میل جول رکھکر اعزازی تمغہ کے واپس کرنے کی ضرورت اور مصلحت ذہن نشین کیجائے اور نرمی کے ساتھ باتیں سمجھائی جائیں اور رفتہ رفتہ اُس کو اپنی گروہ کا آدمی بنالیا جائے۔

س ۲

گورنمنٹ کے مدرسہ میں بچوں کو روانہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

ج

جبتک خلافت کے متعلق مسلمانوں کے مطالبات خاطر خواہ نہ ملجائیں بچوں کو جانے نہ دینا چاہئے

س ۳

جو حضرات گورنمنٹ کے مدرسہ میں اپنے بچوں کو روانہ کرتے ہیں ان کے ساتھ سوشیل بائیکاٹ کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

ج

اس کا جواب وہی ہے جو س ۱ کے جواب میں لکھا گیا۔

س ۴

مذکور الصدر صحاب کی تہنیت تعزیت میں شرکت کرنے والوں کا کیا حکم ہے ؟

ج

شرکت کریں اور ہر ملاقات میں اُس کو اپنا ساتھی بنانے کی کوشش دانائی اور نرمی کے ساتھ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ وہ باتوں کو مان لے ۔

س ۵

وہ شخص جو سوشیل بائیکاٹ کیا گیا ہے اُس کی غیر حاضری میں گھر پر اُس کے کوئی موت ہو جائے تو اُس میت کی تجہیز و تکفین میں دوسرے مسلمان کو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

ج

یہ اسلامی حق ہے اس کو ضرور ادا کرنا چاہیے۔ غسل و کفن میں شریک رہیں جنازہ کی نماز پڑھیں اور دفن کرنے تک ساتھ رہیں۔

س ۶

شرعی حکم یا فتویٰ کو انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے ؟ بَيِّنُوا تُوجَرُوا ۔

ج

شرعی حکم یا فتویٰ کا انکار کرنے والا گنہگار ہے۔ اور بعض صورت میں کافر ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو اللہ تعالےٰ بچائے ۔

محمد بدرالدین۔ ۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۳۴۰ھ

بنام مولوی محمد سلیم صاحب معلم ادبیات اُردو نارمل اسکول امراوتی (برار)

شریعت پناہ حضرت مولانا مدظلہ السّلام علیکم

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

سوال

زید ایک ایسے مدرسہ میں ملازم ہو جس میں طریقہ تعلیم سکھایا جاتا ہو اور اس مدرسہ کے تمام اخراجات گورنمنٹ کی جانب سے سرانجام پاتے ہیں۔ اور اس مدرسہ کے طلبا بعد از تحصیل مختلف جہات میں ابتدائی مدارس میں مدرس ہو کر بھیجے جاتے ہیں۔ تو از روئے قرآن و حدیث صحیح زید کی اس ملازمت کی کیا نوعیت ہوئی اور آیا ترک ملازمت اسپر لازم ہو یا نہیں۔ اور اگر وہ ترک نکرے تو اُسپر کونسی حد لازم آتی ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

سوال میں جس مدرسہ کا ذکر ہو اس میں مدرسی کی ملازمت زید کے لئے کچھ دنوں پہلے جائز بلا کراہت تھی اس دلیل سے کہ غیر مسلم بادشاہ کی وہ نوکریاں جن میں مسلمانوں کی ذلت یا شرعی منہیات کا ارتکاب نہو بلکہ عزت والی نوکریاں ہوں تو جائز ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک کافر بادشاہ کے خزاین کی افسری قبول فرمائی تھی۔ لیکن موجودہ حالت میں انگریزی سلطنت کی نوکری سے پرہیز چاہیے۔ اس لئے کہ انگریزی سلطنت سنے التوائے جنگ کے بعد سے اسوقت تک اسلامی ترکی سلطنت سے صلح نہیں کی ہو اور جب تک صلحنامہ پر دستخط ہو کر صلح کی تکمیل نہو جائے انگریزی سلطنت پر مسلمانوں سے محارب کا حکم باقی ہو اور محاربین سے معاملت اور معاونت ترک کر دینے کا مسلمانوں کو خدا نے حکم دیا ہو۔ اس حکم کے موافق جمعیت علماء ہند نے سلطنت انگریزی سے ترک موالات کا فتوے دیا ہو۔ اس فتوے کے روسے زید کو مدرسہ مذکورہ کی تعلیم کی ملازمت کو ترک کر دینا چاہیئے۔ جب تک یہ سلطنت مسلمانوں سے محارب نہ تھی اس کے مدرسہ کی مدرسی کا عہدہ جائز بلا کراہت تھا۔ لیکن اب اس کے محارب ہونے کی وجہ سے

ملازمت مذکورہ میں کراہت عارض ہوگئی ہے صلح ہوجانے کے بعد یہ کراہت دور ہوجائیگی اور اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی خاطر خواہ جلد صلح کرادے۔ +

زید اگر اس ملازمت کو ترک نہ کرے تو اُس پر حدود شرعیت کوئی حد لازم نہیں آتی۔

محمد بدر الدین۔ پھلواری۔ ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

سوال نذیر احمد صاحب ادا پور۔ ڈاکخانہ ادا پور ضلع چمپارن

مجھکو ایک روز سب انسپکٹر نے کہا کہ ترک موالات کیوں کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ اسلام کا جو پانچ ارکان ہے اس میں کسی قسم کا دخل انداز تو نہیں ہوتی ہے پھر کیوں؟ میں نے جواب دیا کہ اچھا امیر شریعت صاحب کی خدمت میں لکھتا ہوں لہذا تحریر ہے کہ ارقام فرماویں۔ +

دو جمعیت علمائے ہند فتوے چار جلدیں ارسال کیا جائے۔ پارسل وی پی ارقام فرمائیں گے یہاں وصول کروں گا۔ +

النوٹ۔ سب الحمد للہ مسلمان ہیں نام جید التوحید ہے۔

رویت ہلال کی خبر اس طرف تمام میں نے کردی ہے حضور کا مفتی نامہ آگیا ہے عید دو شنبہ کو ہوئی ہے وہاں کب۔ ارقام فرمایا جائے۔

الجواب

[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible] ترک موالات کا فتوے کسی ارکان اسلام کے بند ہوجانے [illegible] دیا ہے کہ یہ کہا جائے کہ پانچ ارکان میں گورنمنٹ نے جب دخل نہیں دیا ہے تو ترک موالات کیوں کیا گیا۔

ترک موالات یعنی ترک معاملات کا فتوے علماء اسلام نے اس بنا پر کیا ہے کہ گورنمنٹ

برطانیہ نے مسلمانوں یعنی ترکوں سے جنگ کیا اور جب تک صلح نامہ پر فریقین کا دستخط ہو کر تصفیہ نہو جائے اُس وقت تک وہ محارب ہی کے حکم میں ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اُن لوگوں سے ترک موالات کا حکم دیا ہے جو مسلمانوں سے قتال کریں مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالدیں۔ یا جو لوگ اُن قتال کرنیوالوں کی مدد کریں جمعیتہ علماء کا فتوےٰ جب سے بحکم سلطنت ضبط کیا گیا ہے کہیں سے اس کا ملنا مشکل ہے۔ چند اخبار میں اس کے بعد بھی اس کے فروخت کا اشتہار دیکھنے میں آیا تھا لیکن اس وقت مشتہر کا نام مجھے یاد نہیں کہ وہاں سے طلب کرنے کو آپکو لکھوں عید کی نماز صوبۂ بہار کے کل اضلاع میں دوشنبہ ہی کو ہوئی والسلام۔

محمد بدر الدین پھلواری۔ ۱۰ شوال چہارشنبہ ۱۳۳۹ھ

سوال محمد فرید الدین اسلام پور بازار ڈاکخانہ عطا سرائے

وفقکم اللہ تعالےٰ لرضائہ

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ کارڈ پہونچا ہر سوال کے بعد جواب لکھا جاتا ہے۔

س ۱

کن کن چیزوں اور کن کن لوگوں سے قطع تعلق کرنا چاہیے۔

ج

ولایتی چیزوں میں جن جن چیزوں کا ترک کرنا ہو سکے اور اُس کی جگہ میں ہندوستانی چیز بہم مل سکیں تو ولایتی کو ترک کرے اور ہندوستانی کو استعمال کرے۔

جن لوگوں سے ترک تعلق کا فی الحال اعلان کیا گیا ہے وہ نشہ کی چیزوں کے بنانے والے بیچنے والے اور اس کام میں نوکری کرنے والے ہیں۔ اس کے چھوٹ جانے کے بعد دوسرے حرام چیزوں کے چھوڑنے کا بھی اعلان اسی طرح کیا جائیگا۔ جیسے رشوت خواری سود خواری

س ۲

صرف ولایتی کپڑا اور سوت سے قطع تعلق کرنا چاہیئے یا اور بھی کسی قسم کی ولایتی چیزوں سے اور بیچنے والوں سے قطع تعلق ہے۔

ج

ولایتی کپڑے کے بارہ میں تو اعلان ہو چکا ہے۔ دوسری چیزوں کے بارہ میں نمبر ۳ کے جواب میں لکھ دیا گیا ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔

س ۳

صرف ولایتی چیزوں ہی سے قطع تعلق ہے یا اور غیر ملکی چیزوں سے قطع تعلق ہے

ج

ترک موالات کی بنا پر جتنی سلطنتیں جنگ میں مسلمان سلطنت ترکی کے خلاف میں لڑ رہی تھیں ان کل سلطنتوں کی چیزوں سے قطع تعلق چاہیئے۔ یہ حکم مذہب اسلام کے رو سے ہے۔ باقی ممالک جنکی شرکت جنگ میں مسلمانوں کے خلاف میں نہ تھی وہاں کی چیزوں کا استعمال مذہب کے رو سے جائز ہے لیکن ہندوستان کے نفع کے واسطے اور ملکی چیزوں کو ترقی دینے کی نیت سے اگر ہندوستان کے باہر کل ممالک کی چیزوں سے بقدر امکان پرہیز کرے۔ اور ہندوستانی چیزوں ہی کا استعمال کرے تو اپنے ملک ہندوستان کے نفع کے لئے مناسب ہے۔

محمد بدر الدین پھلواروی۔ ۲۰ ذوالحجہ سہ شنبہ سنہ ۱۳۳[illegible]ھ

سوال عبدالحمید صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ ایک شخص آنریری مجسٹریٹ ہے، اپنے کو حامی خلافت بھی کہتا ہے۔ لیکن آنریری مجسٹریٹی سے استعفا نہیں دیتا ہے

عیدین کی نماز کا امام بھی وہی ہے۔ اسوقت ترک موالات کے فتوے کے مطابق اُنکے
پیچھے نماز عیدین کی جائز ہے یا نہیں۔ ✦

الجواب

واللہ الملھم للصدق والصواب۔ وحامداً ومصلیاً ومسلماً
اُس شخص کے پیچھے عیدین کی نماز اور دوسری نمازیں بھی جائز ہیں۔ موالات اور
ترک موالات کے فرق کی وجہ سے اُس کی امامت ناجائز نہیں ہوسکتی۔ ✦

محمد بدرالدین پھلواری۔ ۲۸ رمضان شریف دوشنبہ ۱۳۳۹ھ

سوال جناب غلام مصطفےٰ صاحب ہرگانواں

یہاں کے مسجد میں جو شخص امام ہیں اُن کی بیوی یہاں کے زنانہ مدرسہ امدادیہ سرکار برطانیہ
میں اُستانی ہیں۔ یہاں کے چند مسلمانان بوجہ ترک موالات کے اُن کی امامت پر معترض
ہیں کہ اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ اور امام ممدوح کو ہرچند اس سے احتیاط کرنے
کے لئے زور دیا جاتا ہے مگر وہ نہیں مانتے ہیں اور زیادہ مسلمان امام ممدوح کے طرفدار
ہیں۔ پس ایسی صورت میں مسئلہ شریعت کیا ہے؟ کہ اُن کی امامت جائز ہوگی یا نہیں
بندہ بدیں وجہ آں حضور کی خدمت بابرکت میں التماس پزیر ہے کہ بوالیسی ڈاک
جواب سے عریضہ ہذا کے سرفراز و ممتاز فرمایا جائے۔ کیونکہ عید الفطر محض قریب ہے
اور نزاع کی صورت نمایاں ہورہی ہے۔ زیادہ حد اداب ✦

الجواب

وفقکم اللہ تعالےٰ لرضاہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اگر امام مسجد تارک موالات نہیں ہے اور مقتدیان تارک موالات ہیں یا اس کا اُلٹا
دونوں حال میں ایک کے پیچھے دوسرے کی نماز جائز ہے۔ لوگ بیکار جھگڑتے ہیں

اُسی کی یعنی سلطنت حجازیہ کی امداد ... مقصود ہو تو ... شوہر وہ
نہیں ہوسکتا۔ کَاَنَّہٗ زَوْجَۃٌ تَحْتَ زَوْجٍ آخَرَ۔ یعنی ... کے
ساتھ ہو، شوہر کا حکم شوہر کے ساتھ۔ +

مرد اگر مسجد کا امام ہو ... مدرسہ ... سلطنت ... تنخواہ
ہو تو ایسے مدرسہ کی تنخواہ لینا اس کے شوہر کی امامت میں کوئی نقصان نہیں
رکھتا۔ اس استاد کے شوہر کے پیچھے نماز جائز ہے۔ +

اگر مسجد کا امام صاف ... ترک موالات کے خلاف ہو تو بھی اس کے پیچھے
نماز جائز ہے۔ والسلام۔ +

آج رمضان مبارک کی ۲۹ ہے ... آج ۲ بجے کے بعد آپ کا ... ملا
... جواب لکھ دیا لیکن آج چاند ہوگیا تو یہ جواب عید کی نماز کے بعد ...

محمد بدر الدین پھلواری۔ ۲۹ رمضان مبارک سہ شنبہ ...

بنام جناب مولوی ابونعیم صاحب

جناب مولوی ابونعیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا سوال پہنچا جواب یہ ہے کہ ہندوستان کے جمعیۃ العلماء کا انگریزی سلطنت
سے ترک موالات کا فتویٰ اس بنا پر ہے کہ یہ سلطنت مسلمانوں سے ...
جب تک ... سب ... ہو جائیں۔ اور ترک موالات رہیگی۔ ...
... باقی نہ رہے۔ لیکن ... دعویٰ کہ خلافت ...
... خلاف ... جو تجارتی ...
... اور سود وغیرہ وغیرہ جانوروں کی ...
... حسب ذیل نتائج بیان کئے۔

۱۔ ہندو و مسلمان کی پوجا و عبادت ایسے کپڑے سے جائز نہیں ہو سکتی۔

۲۔ جس میں گاؤ و سور کی چربی وغیرہ لگی ہوئی ہو اُس کو گویا سُور یا گائے کی کھال سمجھنی چاہیئے۔

جواب

مقرر کا دعویٰ مذکور صحیح ہو یا غلط۔ لیکن جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ شریعت اسلام کے اصول سے غلط ہے۔ شرعی حکم یہ ہے کہ پوشاک یا خوراک کی جو چیزیں سامنے موجود ہوں اُس پر اگر کوئی شخص گواہی دے کہ اس کپڑے یا اس کھانے کی چیز میں جو موجود ہے ناپاک اور حرام چیز میری نظر کے سامنے ملائی گئی ہے۔ اس شہادت کے بعد اُس چیز کا استعمال اُس مسلمان پر جس نے اس شہادت کو سُنا ہے حرام ہو جائیگا۔ اور اس قسم کی شہادت کے محض خبر پر کہ انگلینڈ میں ناپاک اور حرام چیز ملائی جاتی ہے مسلمان پر وہ حرام نہیں ہو سکتی ایسی خبر پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ولایتی کپڑے کا استعمال جنگ کے پہلے بھی جائز تھا اور صلح و تصفیہ کے بعد بھی جائز ہو جائیگا۔ آج کل بسبب ترک موالات کے ناجائز کہا گیا ہے۔ جب یہ سبب دور ہو جائیگا تو پھر جائز ہو جائیگا۔ اب سمجھ لیجئے کہ مُردوں کے کفن میں دینا اور قرآن مجید کا غلاف بنانا اور اُس کو پہنکر نماز پڑھنا جائز تھا۔ اور صلح و تصفیہ کے بعد پھر سب جائز ہو جائیگا ولایتی کپڑا استعمال کرنے والے پر توہین کا الزام دیکر اُس کی توہین آپ نہ کیجئے۔ منکر کو نرمی سے مسئلہ سمجھائیے تاکہ وہ آپ کے ساتھ ہو جائے۔ اور اُس مقرر کو جو محض خبر پر حرمت کا فتوےٰ سُناتے ہیں اس قسم کی تقریر کرنے اور فتوےٰ دینے سے روکدیجئے والسّلام۔

محمد بدرالدین پھلواری۔ یکم رمضان شنبہ ۱۳۴۰ھ

جواب نامہ عبد المجید صاحب

بخدمت شریف پیر دستگیر روشن ضمیر دام فیضکم و نظرکم علینا۔ بعد آرزوئے قدمبوسی

و ملاقات کے گزارش خدمت یہ ہے کہ بدیسی کپڑا پہننا حرام یا جائز۔ اور ولایتی یا بدیسی کی حرمت کا حضور نے حکم دیا ہے یا نہیں اس کے جواب سے حقیر خادم کو سرفراز فرمادیں والسلام ۔

الجواب

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ ترک موالات کے تحت میں ولایتی کپڑے کے استعمال کو میں نے ناجائز بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جب صلح ہو جائیگی اور مقام خلافت محفوظ ہو جائیگا اور اسلامی خلافت پر خطر نہ رہیگا تو پھر اس کا استعمال شرعًا جائز ہو جائیگا۔ البتہ ملکی نفع کے واسطے اگر اس کے بعد بھی مسلمان ولایتی کپڑے سے پرہیز کریں تو یہ کام اُن کا ہندوستان کے نفع کے لیے ہو گا۔ شریعت اُس وقت میں نہ روکے گی۔ جس طرح اس وقت روک رہی ہے ہاں میں نے ولایتی کپڑے کے استعمال کو حرام نہیں بتایا ہے۔ حرام وہ شئے ہے جس کو قرآن مجید یا حدیث متواتر حرام بتائے۔ اور جو چیز پہلے سے قرآن مجید اور حدیث کے رو سے حلال تھی وہ اب بھی حلال ہے لیکن بہت سی حلال چیزیں بضرورت ترک کیجاتی ہیں اسی طرح ولایتی کپڑے کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا اور اُس کا استعمال ناجائز بتایا گیا۔ نہ حرام کہا گیا ہے اور نہ ناپاک۔ امید ہے کہ آپ کی تسکین خاطر ہو جائیگی والسلام ۔

محمد بدرالدین پھلواری - ۱۰ ذی الحجہ یکشنبہ - سنہ ۱۳۴۰ھ

جواب نامہ جبو خلیفہ محلہ نیا بازار متصل مسجد بڑی چھپرہ

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ ولایتی کپڑا اگر پاک ہو تو اُس کو پہنکر نماز پڑھنے تو جائز ہے۔ امام اگر اس کو پہنکر امامت کرے تو اُس کی امامت میں کوئی نقصان نہیں امام اگر بغیر عمامہ کے فقط ٹوپی یا فلٹ کیپ پہنکر امامت کرے تو نماز جائز ہو جائیگی لیکن افضل یہ ہے کہ امام عمامہ باندھکر امامت کرے عمامہ باندھکر نماز پڑھنے میں ثواب نماز کا ستر گونہ بڑھ جاتا ہے۔ اور بغیر عمامہ کے فقط ٹوپی پر نماز پڑھنے سے اسقدر ثواب سے جو عمامہ میں ہے محروم رہیگا

اور جس حالت میں کہ چند مقتدی عمامہ باندھے ہوئے ہوں امام کو بہت ضرور ہو کہ عمامہ باندھکر نماز پڑھے۔ اور جو شخص کھدر پہننا شرم یا ذلت عظیم سمجھتا ہو یہ اُس کی نفسانیت ہو اور جو علماء راسخین اور مشائخ عظام کے فتوے کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتا اور قابل عمل نہیں سمجھتا متفقہ فتوے کے منکر ہونے کے سبب سے وہ گنہگار ہو۔ کھدر پہننے والے پر طعن کرنا حماقت ہو۔ اور کھدر کو گاندھی کا لباس قرار دینا جہالت اور نادانی ہو۔

جس امام کے پیچھے مقتدی نماز پڑھنے سے کراہت رکھتے ہوں اُس امام کو امامت کرنا اُن مقتدیوں کی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے امام کے اوپر سخت وعید ہو کہ جس کے پیچھے نماز پڑھنے کو لوگ مکروہ جانتے ہوں۔ ایسے امام کو چاہیئے کہ ہرگز امامت نہ کرے۔ خاص کر اُن مقتدیوں کی جو اُس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ جانتے ہوں والسلام۔ +

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔ ۱۳۲۹ھ ہجری +

سوال جناب شیخ عبدالعظیم صاحب موضع ٹھوکری چک ڈاکخانہ برونی ضلع مونگیر

دریافت کرنا چاہتا ہوں جیسے دوبارہ چینی و نمک کا منع کیا گیا تھا کہ نہیں کھانا چاہیئے ہم اپنے یہاں ابتک چھوڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اکثر جگہ دعوت وغیرہ ہوتی ہو بوجہ دوبارہ چینی وغیرہ کے شریک نہیں ہوتے ہیں اس میں حضور کی کیا رائے ہو۔ استعمال دوبارہ چینی کروں یا نہیں۔ حضور کی خانقاہ میں کون چینی جاری ہو خلاصہ مطلع فرمائیے۔ اگر حضور کی رائے ہو تو دعوت کو رد نہیں کیا کروں اور اپنے یہاں بھی جاری کروں۔ +

الجواب

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ ہر روز بہت خطوط آتے ہیں اور مجھے جواب لکھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ آپ کا پہلا کارڈ بھی آیا تھا جو جوابی ہو گا لیکن یہ دوسرا جوابی نہیں ہو کہ۔ مسئلہ کا جواب یہ ہو کہ دوبارہ چینی اور نمک جو ولایت سے آتا ہو اُس کا استعمال

جائز ہو اور حلال ہے لیکن خلافت اسلامی کے معاملہ میں ترک موالات کا جو فتویٰ علمائے نے دیا ہو اُس کے رو سے محارب سلطنتوں کی کل چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ لیکن جب ہندوستانی چینی اور نمک نہ ملے تو مجبوری اُس کا استعمال جائز ہے۔ دوسروں کے گھر دعوت میں بھی بمجبوری استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے بھی ترک موالات کے تحت میں دیسی چینی کا استعمال بہت دنوں تک کیا لیکن اب یہاں دیسی چینی نہیں ملتی ہے اس سے مجبوری ہو گئی ہے۔ والسلام

محمد بدرالدین پھلواری۔ ۴ ربیع الاول چہارشنبہ ۱۳۴۱ھ

جوابِ سوالات جناب عبد الکریم صاحب مؤذن بڑی مسجد چھپرہ

س

یورپ کا بنا ہوا کپڑا ناپاک ہے؟ اور اُس کا پہننا قطعاً حرام ہے یا نہیں۔ بحوالہ کتاب صاف صاف تحریر ہو۔

ج

یورپ کا بنا ہوا کپڑا نہ قطعی حرام ہے نہ ناپاک ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا	اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک اتاری کہ تمہارا
یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا	ستر ڈھانکے اور تمہارے لئے زینت ہو +

یہاں لباس پر کوئی قید نہیں کی گئی ہے کہ ایشیا کا بنا ہوا ہو یا افریقہ کا یا یورپ کا یا امریکہ کا یعنی ہر جگہ کا کپڑا حلال ہے۔ اور جو کوئی ایسا سمجھتا ہے کہ علمانے آج کل فتویٰ دے دیا ہے کہ یورپ کا بنا ہوا کپڑا حرام ہے یہ فہم کی غلطی ہے علمانے حرام نہیں بتایا ہے۔ نہ اُن کو حرام کہنے کا حق ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا	اور نہ جھوٹ کہو جو تمہاری زبان پر آجائے
حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ	یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھو

اس آیۃ سے ظاہر ہوا کہ جس چیز کو خدا نے حلال کہا وہی حلال ہو اور جس کو حرام بتایا وہی حرام ہو۔ علماء کو حق یہ نہیں ہو کہ خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام بتا دیں یا حرام کی ہوئی چیز کو حلال کہدیں اس لئے کہ خدا نے تنبیہ فرما دی ہو۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔

اے پیغمبر، کہد یجیے کس نے حرام کر دیا خدا کی زینت اور کھانے کی پاک چیزوں کو جن کو اپنے بندوں کے لیے خدا نے پیدا کیا ہو۔

یہاں زینت سے مقصود لباس ہو اور پہلی آیت میں لباس کو ریش فرمایا جو زینت ہی کے معنے میں ہو اور یہاں زینت۔ یعنے لباس کو حرام جاننے والے پر تنبیہ فرمائی ہو اس لئے اس کو حرام کہدینا نہیں چاہیے۔

علماء نے جو اس زمانہ میں فتوے دیا ہو اُس میں یہ کہا ہو کہ ترک موالات کی تحت میں یورپ کا بنا ہوا کپڑا خصوصاً اُس سلطنت کا جو ترک مسلمانوں سے لڑتی ہو پہننا یا خریدنا ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں اُس وقت تک جائز نہیں ہو جبتک ترکوں سے اور ان لڑنیوالوں عیسائی سلطنت سے مسلمانوں کے خاطر خواہ صلح نہو جائے اور جب خاطر خواہ صلح ہو جائیگی تو یہ سب کپڑا پہننا اور اُس کا خریدنا بیچنا سب جائز ہو جائیگا جیسے جنگ کے پہلے جائز تھا اس کو ناجائز کہنے اور حرام نہ سمجھنے کی مثال یہ ہو کہ طبیب کسی بیمار کو بعض بعض چیز کے استعمال سے کھانے پینے میں منع کرے اور کہدے کہ جبتک تم میں یہ بیماری ہو تم کو فلاں فلاں چیز کھانا یا پینا جائز نہیں۔ طبیب کی غرض اُس سے اُس پر حرام کرنے کی نہیں ہو بلکہ بضرورت اُس سے پرہیز کرانا ہو۔ اسی طرح علماء نے اس وقت کی حالت کے موافق جو ہندوستان کے مسلمانوں کو عارض ہو ترک موالات کے تحت میں یورپ کی بنے ہوئے کپڑوں کا استعمال بضرورت ایک وقت معین تک کے لئے ناجائز بتایا ہو اُس کو ہرگز حرام نہیں کہا ہو۔ اور احادیث سے ظاہر ہو کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

شامی جبّہ پہنا تھا جو شام کے ملک کا بنا ہوا تھا وہیں کا کپڑا اور وہیں کا سلا ہوا بھی تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام ملک شام میں یہودی اور نصاریٰ آباد تھے وہ جبّہ اُنہی لوگوں کا سلا ہوا اور اُس کا کپڑا اُنہی لوگوں کا بنا ہوا تھا۔ نہ مسلمان کے ہاتھ کا بنا ہوا نہ سلا ہوا۔

س ۲

انگریزی یعنی یورپ کا بنا ہوا کپڑا جو شخص پہنکر نماز پڑھائے تو نماز امام یا مقتدی کی ہوگی اور ایسا کپڑا پہننے والا خاطی ومخلد فی النار ہوگا اور نماز ناجائز ہوگی یا نہیں ؟

ج ۲

انگریزی یعنی یورپ کا بنا ہوا کپڑا پہنکر جو شخص نماز پڑھے یا نماز پڑھائے تو جائز ہے اُسکی نماز ناجائز یا فاسد نہ ہوگی اور وہ شخص نہ خاطی نہ مخلد فی النار ہوگا۔ نماز کے لیے کپڑا طاہر ہونا چاہیے۔ ولایتی کپڑوں کے طاہر ہونے پر زمانہ دراز سے کل علماء کا اتفاق ہے تو اُس کو پہنکر جیسے پہلے نماز جائز تھی اب بھی جائز ہے البتہ ترک موالات کے تحت میں اُس کو پہننا غیر حالت نماز میں جس طرح نہیں چاہیئے نماز میں بھی نہیں چاہیے۔ لیکن اُس کو پہنکر نماز جائز ہوجائے گی۔ +

س ۳

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کے ملک کا بنا ہوا کپڑا استعمال فرمایا ہے یا نہیں۔ اور مشرکین یا کفار کا بھیجا ہوا کپڑا کسی وقت کبھی استعمال فرمایا ہے یا نہیں۔ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کل کپڑے مسلمان ہی بنتے تھے یا کفار بھی بنتے تھے اس کا اب بھی بحوالہ کتاب کے فرمایا جاوے +

ج ۳

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کپڑا استعمال فرماتے تھے اُن کپڑوں کو مسلمان ہی بنتے تھے۔ کیونکہ ایسا کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

بلکہ ہجرت کے قبل اور بعد دونوں زمانوں میں جو کپڑا استعمال میں آتا تھا وہ اکثر مشرکین عرب یا یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہوتا تھا۔ ملہ کے جواب میں جبہ شامی کا ذکر کیا گیا ہے جو احادیث میں خاصکر مذکور ہے۔

سوال ۴

اگر کفار سے مقاطعہ اور منافرت و ترک موالات ہی مقصود ہے تو صرف کپڑا ہی کیوں حرام ہے دوسری چیزیں جو یورپ کی بنی ہوئی ہیں وہ کیوں حرام اور ناپاک نہیں ہیں اور اُن کا استعمال جائز کیوں کیا گیا ہے اور اُن کی نسبت کیوں حرمت کا فتوےٰ صادر نہیں فرمایا جاتا ہے۔

جواب ۴

کفار سے مقاطعہ اور منافرت اور ترک موالات سے مقصود تو کل چیزوں کا ترک ہے یورپ کی بنی ہوئی کوئی چیز ہو۔ سب کو ترک کرنا چاہیئے۔ لیکن بہت چیزوں کے ترک میں تکلیف سخت ہے اس لئے فقط کپڑہ کی نسبت زور دیا گیا ہے حق یہ ہے کہ جس سے جو کچھ ترک کرنا ہو سکے اس کو ترک کرے لیکن اُس کو حرام نہ سمجھے اور جبتک ترک موالات کا حکم ہے تو شرعًا ترک موالات کے تحت میں صلح ہوجانیکے وقت تک ان چیزوں کا استعمال چھوڑے رکھنا چاہیئے۔ اور جب صلح ہو جائیگی اور ترک موالات کی علت باقی نہ رہیگی تو کپڑا اور کل چیزوں کا استعمال شرعًا جائز ہو جائیگا۔ لیکن ملکی نفع کی حیثیت سے ہندوستان کے رہنے والے مسلمانوں کو دیسی ہی چیزوں کا استعمال افضل اور اولےٰ ہوگا کپڑا ہو خواہ دوسری چیزیں ہوں +

سوال ۵

اس میں شک نہیں ہے کہ امام فلٹ کیپ پہنکر نماز پڑھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ عمامہ کو فضیلت ہے مگر۔ فرمایا جائے کہ فلٹ کیپ پہنکر نماز جائز ہوگی یا نہیں۔ +

ج

فلٹ کیپ پہنکر اگر امام نماز پڑھائے تو نماز جائز ہو جائیگی لیکن افضل یہ ہے کہ عمامہ باندھے اور امام کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ اور وقتوں میں فلٹ کیپ پہنا کیجیے نماز کے واسطے سادی ٹوپی ہلکی جیب میں رکھے لیجیے نماز کے وقت اس کو پہنکر اوپر سے عمامہ باندھ لیجیے عمامہ باندھکر نماز پڑھنے میں ستر گنا ثواب نماز کا ہو جاتا ہے اور فلٹ کیپ وغیرہ پہنکر پڑھنے سے جب مقتدیوں کو نفرت ہوتی ہے تو امام کو اس کو پہنکر نماز پڑھانے سے احتیاط کرنا چاہیے کیونکہ حدیث میں اس شخص کے حق میں وعید ہے کہ جسکی امامت سے مقتدی لوگ نفرت کرتے ہوں ۔

وعن طلحة بن عبد الله انه صلى بقوم فلما انصرف قال انی نسیت ان استامرکم قبل ان اتقدم ارضیتم بصلاتی قالوا نعم ومن یکرہ ذلك یا حواری رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ایما رجل ام قوما وهم له کارهون لم یتجاوز صلاته اذنیه

حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نماز پڑھائی ایک قوم کو پس جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں بھول گیا کہ اجازت چاہوں قبل اس کے کہ آگے پڑھوں کیا تم لوگ میرے نماز سے راضی ہو عرض کیا لوگوں نے ہاں اور کون مکروہ سمجھ سکتا ہے اس کو اے صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا حضرت طلحہ نے کہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص امامت کرے کسی قوم کی ایسی حالت میں کہ وہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں تو نماز اس کی اس کے دونوں کان سے تجاوز نہیں کرتی

پس امام کو چاہیے کہ اپنے کو اس وعید سے بچالے اور ستر گنا ثواب حاصل کرلینے کا تامل کرے ۔ والسلام ۔

محمد بدرالدین ۔ پھلواروی

۲۹ رجب چہارشنبہ سنہ [illegible]

سوال محمد حاذق صاحب موضع اڑھا ڈاکخانہ دھمول ضلع گیا

س ۱

کوئی مرد مسلمان جسکی اوقات بسری محض ملازمت پر ہے۔ ایک عرصہ سے گورنمنٹ کے صیغہ تعلیم میں ملازم ہے اور باوجود تحریک خلافت کے وہ اپنی ملازمت سے مستعفی نہیں ہوا گرچہ دل وزبان سے وہ اس تحریک کے ساتھ ہے۔ اور دامے درمے اپنی حیثیت کے مطابق مال سے بھی اس تحریک کو مدد پہونچاتا رہا ہے۔ اور عرصہ دراز سے اس بستی میں وہ اپنی موجودگی کی حالت میں التزاماً امامت بھی کرتا رہا ہے۔ پس اس شخص کی امامت نماز میں جائز ہے یا نہیں۔؟

س ۲

چونکہ اس شخص کی امامت کے جواز وعدم میں یہاں اختلاف واقع ہوگیا ہے اس لئے حضور میں ملتجی ہے کہ حتی الامکان جلد جواب سے سرفراز فرماکر اختلاف کو دور فرمادیا جائے۔ فقط حد ادب

واللہ الملہم الصدق والصواب

انگریزی نوکری صیغہ تعلیم کی جائز ہے۔ لیکن ان دنوں جبتک ترک موالات جاری ہے جمعیۃ العلماء نے صیغہ تعلیم کی نوکری کو بھی ناجائز بتایا ہے۔ بوجہ مذکور ناجائز نوکر ہونے کے ساتھ اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور جس حال میں اس شخص سے علم و فضل و تقوی میں کوئی دوسرا شخص نماز کی جماعت شروع کرنے سے پہلے اس مسجد یا مکان میں حاضر ہو تو اس دوسرے عالم فاضل متقی کو امام بنانا افضل ہوگا۔ صیغہ تعلیم کی نوکری کو فاسق سے زیادہ نہیں کہہ سکتے اور فاسق کے پیچھے نماز درست ہے۔

محمد بدر الدین پھلواری۔ ۱۲ شعبان سہ شنبہ سنہ ۱۳۴۰ھ

بنام سید صدر الدین احمد صاحب متعلم اول ہوسٹل نمبر۲ بانکی پور

نامۂ سائل

بحضور والاجناب گرامی القاب سید شاہ بدرالدین صاحب۔ بعد سلام مسنون سلام کے بندہ عارض خدمت ہے کہ میں۔ بی۔ اے۔ ان کالج میں پڑھتا ہوں جسمیں گورنمنٹ سے کچھ نقد مدد بھی ملتی ہے۔ اور پٹنہ یونیورسٹی سے افلیئٹڈ بھی ہے۔ اب مجھسے لوگوں کا بیان ہے کہ شرعاً ایسے کالج میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے ملتمس خدمت ہوں کہ مجھے اس کے متعلق شرعی حکم سے آگاہ فرمایا جائے زیادہ والسّلام +

آپکا خادم صدر۔ بہار شریف۔ ۸ر نومبر ۲۰ء

وفقہ اللہ تعالےٰ برضاہ

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ مسئلہ خلافت اور دار الخلافۃ اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کے متعلق آج کل علماء ہندوستان کے اکثر علماء نے فتوے دیا ہے کہ مسلمانوں کو حصول اقتدار خلافت اور واپسی مقبوضات ترکی خصوصاً مقامات مقدسہ کے لئے دوران سلطنت انگلشیہ سے ترک موالات کرنا چاہیئے۔ اس ترک موالات کے ذیل میں کالج اور اسکول سرکاری اور جن تعلیم گاہوں میں سرکاری مدد ملتی ہے ان سبھوں میں مسلمان لڑکوں کو تعلیم سے روکا گیا ہے۔ تعلیمی معاملہ کو اول ان لوگوں نے ترک موالات میں داخل کیا جن کو قوم کے لیڈر سمجھتے ہیں۔ بعد اس کے علماء نے بھی فتوے اسی کا دیدیا ہے کہ مذکورہ بالا تعلیم گاہوں میں اپنے تعلیم ترک کردیں اور ان کے والدین لڑکوں کو وہاں سے جدا کرکے اسلامی اور قومی تعلیم گاہوں میں داخل کریں۔ ... بنارس، علیگڈھ، کلکتہ۔ ڈھاکہ وغیرہ میں تعلیم گاہیں قائم ہوگئی ہیں۔ اور بہت کالج اور مدرسہ ... نے ... داخل ... تعلیم گاہوں میں داخل ہوتے ہیں والسلام +

محمد بدرالدین پھلواری۔ ۲۸ر صفر چہار شنبہ سنہ ۱۳۳۹ھ

سوالات مولوی سید حسن آرزو صاحب پھلواری

حضرت مولائی مدظلہ العالی۔
مندرجہ سوالات کے متعلق مذہبی حیثیت سے حضور کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔

س ۱

سرکاری یا سرکاری وظیفہ دار یا سرکاری زیر اثر تعلیمگاہوں میں پڑھنا ایسے وقت میں جبکہ علمائے دین اور جمعیۃ العلماء نے ترک موالات کا فتوے دیدیا ہو مسلمان طالب علموں کو جائز ہو یا نہیں۔ +

ج ۱

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ جمعیۃ العلماء کے فتوے کے موافق مسلمان طلبہ کو عمل کرنا چاہیئے اور مرقومہ بالا درس گاہوں میں ان کو پڑھنا جائز نہیں۔ +

س ۲

مسلمان والدین یا مربیوں پر اسوقت یہ لازم ہو یا نہیں کہ اپنے بچوں کو مذکورہ بالا قسم کی تعلیمگاہوں سے فوراً علیحدہ کرلیں۔؟

ج ۲

طلبہ کے مسلمان والدین یا مربیوں کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا تعلیم گاہوں میں جانے سے اپنے بچوں کو روکیں اور علیحدہ کرلیں اسلئے کہ ترک موالات کا فتویٰ کل مسلمانوں پر ہے۔ لڑکوں کے والدین یا مربی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ +

س ۳

اگر والدین علماء دین کے فتوے سے جو قرآن وحدیث کا حکم ہو اختلاف کرتے ہوئے اپنے بچوں کو ایسے مدارس سے علیحدہ نکریں تو بالغ طلباء بغیر ان کی مرضی کے انکے ادب کو

ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے مدارس سے فوراً علیحدہ ہوجائیں یا نہیں ؟

ننگ اسلام ومسلمین ۔ حسن آرزو

ج

طلبہ کے مسلمان والدین اگر فتوائے ترک موالات کے خلاف کریں تو بالغ لڑکوں پر شرعی احکام کے خلاف میں والدین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے وہ باختیار خود مدارس مذکورہ کو چھوڑ دیں تو والدین کے خلاف مرضی کام کرنے کا اُن پر الزام نہیں ۔

محمد بدرالدین ۔ پھلواری

بنام محمد مبین الحق صاحب ساکن نگرنہسہ ضلع پٹنہ

وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم برضائہ

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نابالغ لڑکے مکلف بالشرع نہیں ۔ ان کو بلوغ کے پہلے سے شریعت کے احکام پر لگانا والدین یا جن کی ولایت میں لڑکے ہوں اُن کا کام ہے ۔ یہ بھی تسلیم ہے کہ لڑکے کمسن حامیان خلافت کا کوئی کام نہیں کرسکتے ۔ ان کو اس تعلیم سے جسمیں وہ خاص کر دینی تعلیم پاتے ہوں چھوڑا دینا اور بیکار رکھنا مصلحت نہیں ۔ والسّلام

محمد بدرالدین از پھلواری ۔ جمادی الثانی ۳۹ھ ۱۳

سوالات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسائل میں

س ۱

خلافت کمیٹیوں کی شرکت ہر مسلمان پر فرض ہے یا واجب ؟

ج ۱

شرکت کا منصب اگر کمیٹی میں حاضر ہونا ہے تو ہر مسلمان پر حاضر ہونا نہ فرض ہے نہ واجب۔

س ۲

اگر رکنیت یا ممبری کمیٹی سے کوئی شخص انکار کرے تو وہ گنہگار ہو گا یا نہیں۔

ج ۲

رکن یا ممبر ہونے سے انکار کرنے میں گنہگار نہیں ہو گا۔

س ۳

رکنیت میں شرکت کر کے مستعفی ہو جانا کیا حکم رکھتا ہے۔

ج ۳

بلا وجہ یعنی بغیر عذر شرعی کے مستعفی ہونا دینی حمیت کے خلاف ہے اور اگر اس کمیٹی کے دوسرے ارکان خلاف شرع یا منافع خلافت کے خلاف کام پر مصر ہوں۔ اور کسی ایک دو رکن کے متنبہ کرنے پر باز نہ آئیں تو متنبہ کرنے والا رکن اگر مستعفی ہو جائے تو ایسے مستعفی ہونے والے پر الزام نہیں۔ +

س ۴

چندہ خلافت یا انگورہ فنڈ یا تیارہ فنڈ یا مثل اس کے شرعی کاموں میں چندہ بازاری عورتوں کا جو حرام پیشہ کرتی ہیں یا جن کی ملازمت حرام قرار دگئی ہے ان اشخاص سے مذکورہ بالا کاموں میں یا فنڈوں میں چندہ حاصل کیا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں +

ج ۴

خلافت کمیٹی کا چندہ امداد خلافت اسلامی کے لئے ہے جو یقینی خیر ہے اس لئے اسمیں حرام مال ہرگز نہ لینا چاہیئے۔ +

محمد بدر الدین پھلواری۔ ۱۳۴۱ھ

سوالات حافظ عبدالغنی و حافظ عبدالکریم صاحب پٹنہ سیٹی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور اقدس حضرت جناب امیر شریعت صاحب مدظلہ العالی۔
منجانب انجمن حفاظ پٹنہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض خدمت بابرکت ہے۔ اسوقت جو رویہ گورنمنٹ کا ہے کہ والنٹیروں یا بلفظ دیگر رضا کاروں کو گرفتار کرکے جیل میں بھیجدیتی ہے۔ تو ایسی صورت میں خود خلافت کمیٹی کی طرف سے جو روش متحدانہ دونوں کا بہ مقابل گورنمنٹ ہے والنٹیری میں نام لکھوانا جائز ہے۔ اور لوگوں نے تجربہ سے یہ مشہور کیا ہے کہ صرف والنٹیری میں نام لکھوایا جائے وہ کام کرے یا نہ کرے جیل میں بھیجدیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں والنٹیری میں نام لکھوانا جائز ہے یا ناجائز جواب سے ہم لوگوں کو مشرف فرمایا جائے والسلام مع الاکرام۔
عبدالغنی و عبدالکریم غفرلہما الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و احبابہ اجمعین۔ سائلین حفاظ اہل پٹنہ کو ہدیہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ موصول ہو۔ آپ لوگوں کے سوال کا جواب یہ ہے۔
اگر خلافت اور کانگریس والے متحدانہ کام کر رہے ہوں۔ خلافت کمیٹی کا کام مذہبی اور کانگریس کا کام ملکی ہے۔ کسی کام کو جائز یا ناجائز بتانا شرعی فتویٰ ہے۔ اس لئے اس کا تعلق خلافت کمیٹی کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرے کے ساتھ نہیں۔
خلافت کمیٹی کے خدام بلا اجرت جن کو رضا کاران یا والنٹیر کہتے ہیں۔ یہ لوگ مذہبی کام کرنے والے ہیں۔ اعانت و امداد خلافت کے لئے نقد و جنس چندہ کی تحریک کرتے اور اس کو

وصول کرکے لاتے ہیں شرعی حیثیت سے یہ کام مبلغ اور عامل کا ہے۔ اور ممنوعات شرعیہ مثلاً نشہ والی چیزوں سے روکتے ہیں یہ کام محتسب کا ہے۔ تو خلافت والے رضاکار مبلغ بھی عامل بھی محتسب بھی ہیں۔ جس وقت سے خلافت کمیٹی قائم کی گئی اور مرقومہ بالا کاموں کے لئے رضاکار مقرر کئے گئے۔ یہ لوگ اپنے مفوضہ کاموں کو بغیر جنگ جدال کے امن و امان برقرار رکھتے ہوئے خوش اسلوبی کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ الاماشاءاللہ اگر کبھی کسی فرد واحد سے ہدایت کے خلاف کام ہوگیا تو یہ اس کے عقل کی خامی سے ہوگیا اس عہدہ پر اس کا الزام نہیں ہوسکتا ہے۔ اس طرح بعض بعض اگر قید کردئے گئے ہیں تو انکی جگہ میں نئے لوگوں کا مقرر ہونا مرقومہ بالا کاموں کے لئے جائز ہے۔

۲۔ جب سے نیا قانون تشدد کا جاری کیا گیا ہے جسمیں رضاکاران یا دوسرے لفظ میں والنٹیر کے زمرہ میں نام لکھوانا جرم بتایا گیا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کو لوگ اس نیت سے نام لکھواتے ہیں کہ ہم بھی جیل میں جائیں اور قید کردئے جائیں۔ پھر کہتے پھرتے بھی ہیں کہ ہم نے والنٹیر میں نام لکھوایا ہے ہم کو جیل بھیجدو تو جیل میں جانے کی نیت سے والنٹیر بننا اور اس میں نام لکھوانا جائز نہیں ہے۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں

کہ بحالت موجودہ خلافت اسلامیہ کے فائدہ کے لئے کام کرنا فرض ہے یا نہیں؟

ج

فرض تو نہیں کہہ سکتے لیکن چاہئے کہ کام کرے

س

ایک بالغ لڑکا کام کرنے کے لیے والنٹیر بننا چاہتا ہے لیکن اسکی والدہ اسکی گرفتاری

کے خیال سے اُس کو منع کرتی ہے۔ اب اُس کو والنٹیری میں نام لکھوا کر خلافت کا کام کرنا چاہیئے یا والدہ کے حکم کے مطابق ان کاموں سے الگ رہنا چاہیئے۔ یہ بھی ممکن ہو کر لڑکے کی گرفتاری کی وجہ سے اُس کی ماں حالت رنج میں پردہ سے باہر نکل آئے

ج

جو لوگ نئے قانون کے نافذ ہونے سے ناراض ہو کر جیل میں جانے کی نیت سے رضاکاروں میں اپنا نام لکھواتے اور رضاکار بنتے ہیں یہ جائز نہیں۔ اور جو لوگ پہلے سے رضاکار ہیں یا خلافت کا کام کر رہے ہیں یا آیندہ کام کرنے کی غرض سے رضاکار بنیں یا خلافت کا کوئی کام کریں لیکن جیل میں جانے کی نیت پہلے سے نہ کریں اور یہ خیال کریں کہ اس کا نتیجہ اگر جیل میں جانا ہو تو کیا کرنا ہو اُس کے لئے جائز ہے۔

اور ماں کی اطاعت مثل باپ کی اطاعت کے ہے۔ ماں کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری

تاریخ ۱۴ ربیع الثانی۔ چہارشنبہ سنہ ۱۳۴۰ھ

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ خلافت کے متعلق کام کرنے کے لئے والنٹیر بننا دینی کام کو انجام دینا مستحسن اور موجب ثواب ہے۔ ثواب کی نیت سے داخل ہونا اور کام کرنا چاہیئے۔

ایسے لوگوں کو والنٹیر بننا چاہیئے جو کام کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں اور عمدہ طریقہ سے کام کر سکتے ہوں۔

میرے پاس اس کا وقت نہیں کہ میں آپ کا نام درج کروں۔ مرکزی خلافت کمیٹی یا اپنے ضلع کی خلافت کمیٹی کے ماتحت کام کیجئے والسلام۔

محمد بدرالدین پھلواری۔ ۱۵ جمادی الاولی شنبہ سنہ ۱۳۴۰ھ

سوالات مولوی محمد عبید اللہ صاحب

حضرت سیدی و مولائی ادام اللہ ظلہ العالی۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض ضروری یہ ہے کہ اسوقت تین باتیں ایسی مرکوز خاطر ہیں جن کے متعلق آنحضور سے استصواب و استشارہ ازبس ضروری ہے امید ہے کہ ہر سہ امور کے متعلق رائے اقدس سے سرفراز فرمایا جاویگا +

س ۱

(خلافت) حالت یہ ہے کہ یہاں شہروں میں اب تک کوئی خلافت کمیٹی قائم نہیں ہوئی اور کانگریس کمیٹیاں اپنے آثار ہندوانہ کی اشاعت میں مشغول ہیں اس لئے اکثر لوگوں کی رائے ہو رہی ہے کہ جلد سے جلد یہاں بھی خلافت کمیٹی قائم ہو جائے۔ مجھسے بھی لوگوں نے اس بات میں مشورہ کیا میرا خیال ذاتی یہ ہے کہ جہاں جہاں خلافت کمیٹیاں قائم ہیں اکثر کا حال یہ ہے کہ درحقیقت وہ کانگریس کمیٹیاں ہیں اور کانگریس میں بالکل منجذب اور کانگریس کی تحریکات کے زیر اثر اور اپنے مذہب کے ساتھ عدم مبالات۔ اس لئے یہاں جو خلافت کمیٹی ہو اس کی بنا مذہب پر رکھی جائے اور یہاں سیاست کو مذہب کا تابع بنا دیا جائے اس کی جو تحریک ہو وہ یہ دیکھنے کے بجائے کہ کانگریس نے کیا تحریک کی ہے یہ دیکھے کہ اسلام نے کیا تحریک کی ہے اور اس غرض سے اس کے ارکان کو علماء و مشائخ کے طبقہ سے انتخاب کیا جائے۔

لیکن اس رائے میں بعض حضرات کو یہ خیال ہے کہ اس طرح ہندو مسلم اتحاد کی موجودہ صورت باقی نہیں رہیگی اس لئے عام خلافت کمیٹیوں خصوصاً صوبہ خلافت کمیٹی کے اصول و احکام تابع رہکر اس خلافت کمیٹی کو قائم ہونا چاہیئے +

اب اس کے متعلق حضور کا جو ارشاد ہو۔ یا تو خلافت کمیٹی مستقل مذہبی حیثیت کی

مستقل ہستی بنکر قایم ہو یا اپنے صوبہ کے اصول کی پابند ہوکر منجذب بکانگریس قایم ہو +

س ۲

(امارت) دوسری رائے میری یہ ہوتی ہو کہ خلافت کمیٹیوں سے اصل مقصود تو فضائے شرعی پیدا کرنا تھا جو نہیں ہوا یا بالکل کم ہوا اور اب ان خلافت کمیٹیوں کا سب سے بڑا کام انگورہ فنڈ قایم کرنا رہ گیا ہو تو پھر بجائے کسی خلافت کمیٹی کے قایم کرنے کے کیوں نہیں امارت شرعیہ کی ایک شاخ یہاں بھی قایم کردیجائے جو شرعی آب و ہوا کے پیدا کرنے میں بفضلہ تعالےٰ کل خلافت کمیٹیوں سے کہیں افضل ہو اور انگورہ فنڈ کے مہیا کرنے میں بھی وہ خلافت کمیٹیوں سے پیچھے نہیں ہو۔ لیکن امارت شرعیہ کے کسی شاخ کا یہاں قایم ہونا اس کے لئے کسی اہل علم و عمل ناظم کا مقرر ہونا اور اہل شورہ کا انتخاب یہ ساری باتیں حضور کے حکم پر موقوف ہیں جیسا ارشاد فرمایا جائے +

س ۳

(رضاکار) یعنی والنیٹر کے متعلق شاید حضور نے یہاں کے بعض حضرات کو ارقام فرمایا ہو کہ خلافت کا کام انجام دینے کے لئے بننا جائز ہو اور قید ہونے کی نیت سے والنیٹر بننا ناجائز اور شرعاً ممنوع ہو اسکے متعلق یہ عرض ہو کہ اس خاکسار کا بھی پہلے یہی خیال تھا لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ شاید قید ہونے کو مقصود بالذات بنا کر بھی کوئی شخص اپنے کو گرفتار کرادے تو وہ شرعاً عاصی نہیں ہوگا +

اس لئے کہ اپنے کو گرفتار کرانے سے اصل مقصود کسی بھی مسلم آدمی کا اس سے کم نہیں قرار دیا جا سکتا ہو کہ وہ درحقیقت نصاریٰ اعداء دین کی مخالفت و معاندت فی تقدیم الکفرۃ کرنی چاہتا ہو۔ اور ان اعداء دین کی مخالفت و معاندت مستحبات شرعیہ میں ہی نہ کہ ممنوعات میں۔ میرے اس خیال کی تائید حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ کے حالات سے بھی ہو سکتی ہو۔ +

ان کا واقعہ یہ ہے کہ نہایت ہی قدیم الاسلام ہیں حدیہ کہ پانچویں مسلم تمام سطح ارض پر یہی تھے اپنے اسلام کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ فاسلمت و شھدت ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمد رسول اللّٰہ فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ارجع الی قومک فاخبرھم واکتم امرک عن اھل مکۃ فانی اخشٰی علیک فقلت والذی نفسی بیدہ لاصوتن بھا بین ظھرانیھم فخرج حتی اتی المسجد فنادی باعلی صوتہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ فثار القوم الیہ فضربوہ حتی اضجعوہ (الی ان قال) ثم عاد من الغد لمثلھا وثاروا الیہ فضربوہ (استیعاب بسند ابی داود ص ۶۶۴ جلد ۲)

اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

یہ واقعہ ابتدائے اسلام اور غلبۂ کفار اور استیلائے مشرکین کے وقت کا ہے۔

حضرت بوذر کا اسلام و ایمان مقبول ہوچکا تھا اس کی قبولیت اُن کے اظہار و اعلان پر موقوف نہیں تھی خصوصاً جب کہ خود دربار نبوت سے اُن کو حکم اخفا ہو رہا تھا اور اظہار پر یقینی تشدد کا اظہار فرمایا جارہا تھا چنانچہ مجمع کفار میں جاکر اعلان کرنے کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہوسکتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے کو تشدد کفار کے لئے پیش کیا۔ اور اُن کے تشدد کو صبر کے ساتھ ضبط فرمایا کیونکہ کہیں بھی اُن کے انتقام لینے کا ذکر نہیں ملتا۔ اور حضور نے ان حالات کو معلوم فرمایا ہوگا لیکن انکار فرمانا ثابت نہیں اس طرح گویا ایک امر جس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے کو مجمع کفار میں پیش کرنا اور تشددات کی برداشت کرنا سنت عذر نہ بلکہ سنت تقریری ثابت ہوتا ہے۔

آج والنٹیر بننے میں کوئی خوف کسی تشدد کا ایسا نہیں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اُس وقت کے اُن کفار سے وہ تشدد نا ممکن ثابت کیا جاسکے زیادہ سے زیادہ تلف نفس یا فوت فریضہ

کا اندیشہ مانع ہو سکتا ہے اس اندیشہ سے حضرت ابو ذر کی جان پاک بھی بری نہ تھی بخوبی ممکن بلکہ متوقع تھا کہ اُن اشقیا کی شقاوت مبنی بہ ہلاکت ہو جاتی اور سارے فوائد نفس وغیرہ فوت ہو جاتے مگر یہ اندیشہ اعلان حکم حق سے اُن کو مانع نہیں آیا تو پھر آج اگر ہم لوگ بھی اس حکم حق کا تھانوں میں جا کر اعلان کر دیں کہ ہم خلافت اسلامیہ کی تحریکات حقہ کی اشاعت کے لئے رضا کار والنٹیر بنے ہیں اور اُس پاک مقصد میں سارے مصائب کی برداشت کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ تم جو نسا تشدد چاہو ہمارے صبر و ضبط کو آزما کر دیکھ لو تو میرے خیال میں ایسا صادق شخص مصاب و ماجور شرعاً ہونا چاہئے نہ کہ عاصی۔؟

اس کے ساتھ ہی میرا یہ بھی خیال ہے کہ مواقع تشدد میں ایسے اعلانات مستحب ہوں صحیح لیکن ضرورت شرعیہ میں ہرگز داخل نہیں کیونکہ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ایسے اعلانات ان مواقع میں نہیں کئے ہیں۔ والحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ +

اس مسئلہ میں بھی مجھ سے جو خطی ہو رہی ہو اُس سے متنبہ فرمایا جاوے تاکہ غلط روی سے میں محفوظ رہوں۔ والسلام مع الوف الاکرام +

الجواب

عزیز من عافانا اللہ تعالےٰ و ایاکم۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ج ۱

باکی پور میں خلافت کمیٹی ہے اس لئے خاص شہر میں دوسری خلافت کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں

ج ۲

حکومۂ امارت شرعیہ کی شاخ پٹنہ میں قائم کرنے کی نسبت اراکین سے مشورت کے بعد جو بات قرار پا گئی اُس سے اطلاع دیجیے گی +

ج ۳

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فعل سے استناد اس جگہ صحیح نہیں وہاں اظہار اسلام و ایمان تھا اور مشرکین کو دعوت اسلام۔ یہاں فقط غیر مسلم سلطنت کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ سلطنت نے جبتک رضا کار بننے کو جرم اور موجب قید نہیں کہا تھا خلافت کمیٹی کے کاموں کو انجام دینے کے لیے بحسب ضرورت لوگ رضا کار بنتے تھے اور کام کرتے تھے۔ اب بھی خلافت کا کام کرنے والا رضا کار فوت یا قید ہو جائے اور اُس کی جگہ بھرنے کو اُس کی جگہ میں خلافت کا کام کرنے کو رضا کار بننا جائز اور موجب اجر و ثواب ہے۔ لیکن جب رضا کار بننا جرم ہو گیا ہے کثرت سے رضا کار بن رہے ہیں اور پولیس کے سامنے جا کر اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے رضا کار میں نام لکھوایا ہے ہمیں گرفتار کرو قید کرو یہ دلیل ہے کہ اُن کی رضا کاری مجرد قید ہونے کی نیت سے ہے یہ نیت فاسد ہے ہرگز خیر یا موجب ثواب نہیں۔ اس لئے میں نے اس کو ناجائز بتایا ہے اور جو شخص خلافت میں کام کرنے کو مثل سابق کے رضا کار بنے اگرچہ کسی وجہ سے بعد اُس کے وہ قید میں بھیجا جائے اُس کے لئے رضا کار بننا جس طرح پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہے۔ زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں مختصر لکھدیا ہے والسلام +

محمد بدر الدین - پھلواری

۱۰ جمادی الاولی دوشنبہ - نواخت ۲ ساعت ۳۰ دقیقہ

جواب نامہ سید نظیر عالم صاحب چشتی مجیبی ساکن موضع جھکٹیا ضلع گیا

شفاکم اللہ تعالےٰ وکفاک

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ ۵ صفر کے لکھے ہوئے نامہ سے کیفیت مندرجہ معلوم ہوئی اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہیے۔ اُسکی رحمت سے مایوس نہونا چاہیے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ہر مرض کی دوا

خداوند خالق حکیم وعلیم نے پیدا کر کے بندہ کو اس کا علم بھی دیا ہے۔ ہر ایک درد وقت پر دوا ملے یا نہ ملے طالب کو جستجو کرنی چاہیئے۔ اسلام نہ تباہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ مسلمان تباہ ہوئے ہیں۔ اور اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ ہوئے ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ۝ نہ ماست کہ بر ماست۔ اس تباہی کو دور کرنا بھی مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر پوری ہمت اور عزیمت سے اپنے اعمال اور افعال قبیحہ اور خصائل رذیلہ کو بدل کر نیک بنائیں تو پھر نیک ہو جائیں اور سنبھل جائیں

اگر سرکاری اسکول میں پڑھنا چھوڑ دیا جائے تو غیر سرکاری اسکولوں یا کسی اسلامی مدرسہ میں پڑھیں۔ علم حاصل کرنا سب کاموں پر مقدم ہے۔ نیک کاموں میں والدین کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔

انگورا جانے کا خیال اور وہاں کا قصد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ انگورا گورنمنٹ کے لئے جہاں تک ہو سکے خود بھی مالی مدد کریں اور دوسروں سے بھی دلوائیں۔ روپیہ تحصیل کر کے روانہ کریں۔ اسوقت شدید ترین ضرورت یہ ہے کہ ان کو مالی مدد دی جائے اس میں یہاں کے مسلمانوں کے لئے اتنا زیادہ ثواب ہے کہ اس کے مقابلہ میں اسوقت کسی کار خیر میں اتنا ثواب ملنے کی امید نہیں۔ ہندوستان کا رہنے والا آدمی آج کل وہاں نہیں پہنچ سکتا بغیر پاسپورٹ کے بحری سفر نہیں ہو سکتا۔ اور پاسپورٹ کی درخواست میں منزل مقصود کھنا ضروری ہے۔ منزل مقصود بتانے کے بعد پاسپورٹ ملنے میں بہت باتیں حائل ہو جانے کا اندیشہ قوی ہے خشکی کے سفر میں جان ومال کا خطرہ ہونے کے علاوہ ہندوستانیوں کے لئے ان دنوں یہ راہ بھی بند ہے اسوجہ سے کہ بغیر سرحدی حکام کے پروانہ کے افغانستان کے سرحدی محافظ کسی ہندوستانی کو اپنے ملک میں گھسنے نہیں دیتے۔ اور سرحدی حکام ہندکسی کو افغانستان جانے کے لئے پروانہ نہیں دیتے ہیں۔ جتنے اسلامی فرماں روا ہیں ہندوستان سے دور اور بے تعلق ہونے کی وجہ سے نہ ہندوستان کے علماء

سے واقف ہیں نہ مشائخ سے۔

سلف صالحین میں سے جو لوگ بارگاہ رسالت میں عرض و معروض کی آرزو و تمنا رکھتے تھے وہ لوگ فرمانرواؤں کی صحبت اور ان کے پاس سفارش وغیرہ سے پرہیز رکھتے تھے۔ وجہ یہ کہ اُن کو تجربہ سے ثابت ہوگیا تھا کہ ایسا شرف عظیم اور اتنی بڑی عزت پائے ہوئے لوگ مذکورہ بالا کام ایک ہی بار کرنے کی سزا میں اس شرف اور نعمت عظمےٰ سے محروم ہوگئے ہیں۔ اسلئے جو لوگ اس شرف عظیم کی تمنا رکھتے ہیں۔ اُن کو لازم ہے کہ فرمارواؤں کے پاس آمد و رفت اور سفارش سے اپنے کو بچائے رکھیں ورنہ تمنا پوری نہوگی والسلام

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔ ماہ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ

جواب نامہ مولوی سید محمد رضا صاحب بیرسٹر پٹنہ محلہ لودی کٹرہ

مجمع خوبیہا سلمکم اللہ تعالےٰ۔

سلام مسنون اسلامیہ کے بعد واضح ہو کہ ساڑھے سینتیس روپیہ زکوۃ کا عزیزی میاں ادریس سلمہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پہونچا اور بیت المال میں انگورا بھیجنے کے لیے داخل کیا گیا۔ انگورا میں بھیجنا فی سبیل اللہ خرچ کرنا ہے۔ زکوۃ کا مصرف جو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بتایا ہے اُسمیں فی سبیل اللہ کا لفظ بھی ہے اس لئے زکوۃ کا مال انگورا میں بھیجنا میرے نزدیک جائز ہے۔ آپ کا یہ روپیہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ قسط میں بھیجدیا جائیگا۔ اس ماہ ربیع الاول کی ۱۱ کو انگورا بھیجنے کی پہلی قسط یہاں سے بتوسط خلافت کمیٹی بانکی پور کے بھیجوا دی گئی ہے اسکے روانہ کرنے کو جناب مولوی سجاد صاحب نائب امیر شریعت خود بانکی پور گئے تھے اور روانہ کرنے کا انتظام اپنے سامنے کرکے واپس آئے۔ رسید اس کی چھپی ہوئی آپکے پاس جاتی ہے۔ والسلام

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔

۲۱ ربیع الاول سہ شنبہ۔ سنہ ۱۳۴۰ھ

جواب نامہ مولوی عبدالغنی صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی سیوان ضلع چھپرہ

جناب مولوی عبدالغنی صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی سیوان زادت الطافکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا نامہ لطف مرقوم ۱۲؍ جنوری ۱۹۲۲ء موصول ہوا۔ فرمان بعض بطور اعلان کے چھپے اور شائع ہوئے تھے وہ جاتے ہیں اور بعض اخبار کے پرچوں میں چھپے تھے وہ میرے پاس موجود نہیں۔

زر امداد انگورا کے بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ مقامی خلافت کمیٹی کے خازن کو روپیہ دیکر اُس سے باضابطہ چھپی ہوئی اعانت انگورا کی رسید لیں۔ اور مقامی خلافت کمیٹی کا سکریٹری مجموعہ نقود اور زیور وغیرہ کو مع اسما معطیان کی فہرست کے صوبہ کی خلافت کمیٹی میں بھیجکر اُس سے رسید باضابطہ لے۔ اور صوبہ کی خلافت کمیٹی اُس کو مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی میں بھیجدے۔ اور رسید حاصل کرلے۔ مرکزی خلافت کمیٹی نے جس طرح پہلے جس بنک کے ذریعہ سے انگورا بھیجا ہے اُس کو بھی بھیجے گا۔ اور جب رسید آجائے گی تو اُس کا مضمون اخبار میں شائع کردے گا۔ اور اُس رسید کا فوٹو صدر خلافت کمیٹی اور مقامی خلافت دونوں کے پاس ایک ایک فرد اطمینان خاطر کے لئے بھیجدے تو بہتر ہے۔ پھلواری سے پہلی قسط آخر ماہ ربیع الاول میں اور دوسری قسط ۲۰ جنوری جمعہ کے دن یوم انگورا والی بھی صدر خلافت کمیٹی بانکی پور کے واسطے بمبئی بھیجدی گئی ہے۔ والسلام +

محمد بدرالدین پھلواری ۲۰ جمادی الاخری چہارشنبہ ۱۳۴۰ھ

بنام غلام اشرف صاحب محی الدین پور ڈاکخانہ جگت سنگھ پور ضلع کٹک اوڑیسہ

دنعکم اللہ تعالےٰ بالخیر۔ سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ آپ کا سوال ہے

کہ زکوٰۃ خواہ مالی ہو یا جنسی انگورہ فنڈ میں جنگی مصرف کے لئے دیا جا سکتا ہی یا نہیں۔
اس کا جواب یہ ہو کہ قرآن شریف میں جہاں پر اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ کا مصرف بیان فرمایا ہو اُس میں ایک مصرف فی سبیل اللہ بھی ہو اور دوسرے مقام میں فرمایا ہو وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ ان دونوں آیۃ کا مفاد یہ ہو کہ زکوٰۃ کا روپیہ نقدی یا غلہ وغیرہ کا عشر جو جنسی چیزوں کا زکوٰۃ ہو۔ ان سب کو انگورہ کے مجاہدین کے مدد میں دے سکتے اور بھیج سکتے ہیں۔
سوال دوم۔ وہاں کے فصل کے وقت اگر من دو من کسانوں سے زکوٰۃ کے طور پر وصول کر کے اُس کی قیمت خاص انگورہ فنڈ میں جنگ کے لئے اگر دیا جائے تو وہ امداد مظلومین انگورہ کے مصرف میں خرچ کرنے سے زیادہ اہم ہوگا یا نہیں۔ اسلام کا بچاؤ تو سب پر مقدم ہے +
اس کا جواب یہ ہو کہ آپ نے اس دویم سوال میں غلطی سے امداد مظلومین کرنا کسی جگہ میں امداد مظلومین انگورہ لکھدیا ہو۔ حقیقت یہ ہو کہ زکاۃ کا روپیہ امداد مظلومین سمرنا میں بھیجنے سے بہتر امداد مجاہدین انگورہ میں بھیجنا ہو۔ آپ کے دونوں سوال کا جواب ہو گیا وہاں کو یا کوئی غلہ ہو اوس کو بیچکر اُسکی قیمت بھیجئے کیونکہ غلہ کا جانا مشکل ہو۔ والسّلام

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔

۲۶ ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۳۴۰ھ

بنام جناب مولوی حکیم محمد عبد الکبیر صاحب موضع شیخپورہ ضلع مونگیر

یہ قصبہ شرفا مسلمانان شیعہ و سنی و ہنود سے آباد ہو۔ یہاں ہر طبقہ و جماعت کے لوگ بستے ہیں۔ خلافت و کانگریس کے کارکنان باہمی اتفاق و اتحاد سے اپنے فرائض کو بیخوف و خطر انجام دے رہے ہیں +

لیکن کئی دنوں سے یہاں یہ خبر گشت کر رہی ہے۔ اور ہر شخص اُس خبر پر اپنے اپنے طرف سے موافق اپنے اپنے ضمیر کے حاشیہ چڑھایا کرتا ہے۔

مخبر مذکور یہ ہے کہ مسٹر اکبری صاحب بیرسٹر باکی پور بہار درحقیقت مولوی سید خورشید حسن صاحب وکیل حال فی الحال حاضر خدمت فیض برکت ہوئے تھے۔ اور بیرسٹر صاحب موصوف نے حضور اقدس سے مسئلہ خلافت و مالہ و ما علیہ یعنی ترک موالات وغیرہ کے متعلق استفادۃً دریافت کئے تھے۔ حسب نقل ناقل و اظہار مظہر حضور پر نور نے شاید یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں اب ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیتا ہوں۔ اب اس کے متعلق فتویٰ دینا ترک کر دیا ہے۔ درخصوص فتاویٰ جمعیۃ العلماء دہلی کے بھی شاید حضور نے کچھ ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ فتاویٰ مذکورہ پر عمل کرنا عامہ مسلمانان کو باعث مخالفت حکومت و سلطنت برطانیہ کے ناروا و بعید از صواب ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

مجمع عنایات اتم جناب مولوی حکیم محمد عبد الکبیر صاحب۔ دامت عنایاتکم

بعد سلام مسنون و سلام و تسلیم خاطر شریف ہو آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ [illegible] [illegible] کہ آپ نے حقیقت حال کے انکشاف میں کوشش فرمائی جس کی دولت ایک [illegible] [illegible] مجھے اپنی برات کی امید ہے مضمون مسئول کی نسبت اپنی تشفی خاطر فرمائیے۔ [illegible] ذکر میں [illegible] مجھے القاب کے لائق نہیں۔ میں نہ عالم ہوں نہ فاضل [illegible] میں اپنے خالق اور مالک کا گنہگار غافل بندہ ہوں میرے القاب میں جو [illegible] پوری چار سطروں میں فرمایا ہے۔ جن کا میں ہرگز لائق نہیں اگر آئندہ کبھی یاد فرمائیں تو ان القاب سے معاف فرمائیں +

سید اکبری صاحب کی تقریر اور میرا جواب جو آپ تک پہونچایا گیا اور آپ نے اُس کے بارہ میں مجھسے استفسار فرمایا ہو اُس کا ہر ایک لفظ غلط ہو۔

حقیقت حال یہ ہو کہ ۱۴ ربیع الثانی کو جناب سید اکبری صاحب اور ڈاکٹر وارث صاحب میرے پاس تشریف لائے اُسوقت یہاں بیس یا پچیس آدمی موجود تھے اور بحسب اتفاق بدایوں کے جلسہ علماء سے معاودت فرماتے ہوئے جناب مولوی عبد الوہاب صاحب ناظم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور مولوی قمر الدین صاحب مہتمم مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ بھی تشریف لائے اُس وقت کی باتیں سننے والے یہ سب لوگ تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھسے کہا کہ اکبری صاحب بیرسٹر جناب مولوی خورشید حسین صاحب کے بھائی ہیں۔ اور اُن کے گرفتار ہوجانے کے بعد انھوں نے بیرسٹری ترک کردی ہو۔ سید اکبری صاحب نے کہا کہ مولوی خورشید حسین صاحب کی جگہ کسی کو معین کرنے کی صلاح ہو۔ اور نورچشم محمد محی الدین سلمہ اللہ کے بارہ میں کہا کہ ہم لوگوں کی رائے ہو کہ ان کو ...... ثانی معین کریں۔ ثانی کا لفظ میں نے صاف طرح سے سنا تھا اس کے پہلے صدر کا لفظ کہا تھا یا کہ سکریٹری کا میں نے اچھی طرح سنا نہیں اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ کسی دوسرے کو تجویز فرمایئے۔ اُن کو یہاں محکمہ شرعیت میں کام لینے کی ضرورت ہو اس سے فرصت نہ ملے گی کہ دوسرا کام کرسکیں۔ سید اکبری صاحب نے کہا آج جلسہ ہو اُن کو جلسہ میں لیجانے کو آئے ہیں۔ میں نے کہا وہ بنارس گئے ہوئے ہیں پرسوں تک شاید آئیں۔ دسویں تاریخ خورشید حسین صاحب بھی یہی کہنے کو تشریف لائے تھے تو نورچشم سلمہ اللہ نے اُن سے کہدیا تھا کہ میں ۱۴ تاریخ بنارس میں رہونگا اس سبب اس جلسہ میں شریک ہونے سے معذور ہوں۔ سید اکبری صاحب کے ساتھ خاص گفتگو اسی قدر ہوئی۔ اسی کے بعد جناب مولوی عبد الوہاب صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آج کل جس طرح رضا کار بن رہے ہیں اس میں تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا اب جس طرح لوگ داخل ہو رہے ہیں اس کو میں ناجائز سمجھتا ہوں۔ وجہ یہ کہ اسمیں نیت قید ہوگئی ہو

جیل میں جانے کی نیت سے رضاکار بننا میرے نزدیک جائز نہیں۔ دونوں علما رضاکاروں
کے اس فعل اور نیت کی تاویل فرماتے رہے۔ میرا مقصود یہ تھا کہ خلافت کے متعلق دینی کاموں
کے واسطے رضاکار جس طرح پہلے سے مقرر ہوتے رہے اور کام کرتے رہتے ہیں اب بھی
مقرر ہوں اور کام کریں۔ اگر کوئی مصیبت آجائے تو آجائے یا کسی قید ہونے والے
یا رضاکار کی جگہ پر نیا آدمی خلافت کا کام کرنے کی نیت سے داخل ہوا اس کے
بعد مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اُس کو برداشت کرے۔ یہ سب باتیں پہلے سے
جائز تھیں اور اب بھی ہیں۔ لیکن جو لوگ یہ دیکھ کر کہ اب رضاکار بننا قانون نے رو
جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کی سزا قید ہے۔ اپنا نام رضاکار کے دفتر میں لکھوا کر پولیس
یا سڑک پر جا کر اعلان کرتے ہیں کہ میں نے رضاکار میں نام لکھوایا ہے مجھے گرفتار کرو
قید کرو۔ میں جیل میں جانے کو آمادہ ہوں۔ یہ جائز نہیں۔ ڈاکٹر وارث صاحب یا سید اکبری
صاحب دونوں سے کسی نے اس کو نوجوانوں کم علم والوں کا فعل بتایا۔ میں نے کہا
جب اخباروں کے ایڈیٹر بڑی بڑی علمی لیاقت رکھنے والے بھی یہی لکھتے ہیں کہ کثرت سے
رضاکار بنو اور جیل میں جاؤ جیل کو بھر دو تو اس کو مجرد کم علم لوگوں میں محدود نہیں سمجھتے
جناب مولوی عبدالوہاب صاحب نے فرمایا کہ بدایوں میں جتنے علما مجتمع ہوئے تھے ان کے
سامنے بھی یہ مسئلہ پیش کیا گیا تھا۔ علما کے دو فریق ہو گئے تھے آخر میں فیصلہ اسی پر ہوا کہ
قید ہونے کی نیت سے جائز نہیں۔ میں نے کہا احقر بھی تو یہی کہتا ہے۔ جناب مولوی فریدالدین
صاحب نے کہا اصل میں خلافت کمیٹی کے کاموں کو روک دینے اور تائید خلافت اسلامیہ
کی تحریک دبا دینے کے لئے یہ قانون نافذ کیا گیا ہے۔ خوف ہے کہ لوگ سستی کرنے لگیں اور خلافت
کا کام بند ہی ہو جائے۔ اس لئے ایک اعلان شائع کرنے کی ضرورت ہے کہ لوگ خلافت کے
کاموں کو ہمت اور سرگرمی کے ساتھ کرتے رہیں۔ میں نے کہا خلافت کا کام اب کسی کے
دبائے دب نہیں سکتا۔ +

اس گفتگو کے سننے والوں میں سے کسی نے مجھے خلافت کے کام سے اختلاف کرنے والا
اگر سمجھا ہو تو یہ اُس کے سمجھ کی غلطی ہے۔ میں خلافت اسلامیہ کا حامی اور مددگار ہوں خلافت
کمیٹی کے ممبران شریعت کے موافق جتنا کام کریں میں اُس میں شریک اور اُنکا طرفدار ہوں۔
بروز مذکورہ بالا یا اسکے پہلے یا بعد کبھی میں نے یہ کہا ہی نہیں ہے کہ "میں اب ترک موالات
کا فتویٰ نہیں دیتا ہوں" یا یہ کہ "اب اس کے متعلق فتویٰ دینا ترک کر دیا ہے۔" اور دہلی
کی جمعیۃ العلماء کے نسبت بھی میں نے ہرگز یہ نہیں کہا ہے کہ "اس پر عمل کرنا عامہ مسلمانان کو
باعث مخالفت حکومت سلطنت برطانیہ کے ناروا و بعید از صواب ہے۔" میں اُس
فتویٰ کو تسلیم کرتا اور صحیح جانتا ہوں۔ مرقوم بالا کسی جملہ کی نسبت میری طرف صحیح نہیں۔
میں اس سے بری ہوں۔

جناب مولوی فخر الدین صاحب کبھی کبھی تشریف لاتے ہیں اور حالات موجودہ کا ذکر بھی
آجاتا ہے۔ لیکن نہ اُنھوں نے مجھے سرکاری آدمی بنانے کی کوشش کی ہے۔ نہ میں نے اُن کو کونسل
کی ممبری چھوڑنے کو کہا ہے۔ جس نے یہ کہا کہ اُن نے امیر شریعت کو دام تزویر میں پھنسایا ہے یہ بھی غلط ہے
آپکے مسئولات کا جواب تو تمام ہو گیا۔ لیکن اسکے ضمن میں یہ بھی کہدینا مناسب ہے کہ جناب
مولوی خورشید حسین صاحب ۱۰ ربیع الثانی کو تشریف لائے تھے تو میرے اور اُن کے درمیان
جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہے کہ اُن نے کہا اور جگہوں میں ولی عہد شہزادہ کے آنے کے روز فقط ایک دن
ہڑتال ہوئی ہے۔ میں نے جمعرات اور جمعہ دو دن ہڑتال کرنے کا انتظام کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ
جمعہ کے دن یہاں تم کوئی مذہبی تقریب کرو اور اسمیں شہر کے لوگوں کو مدعو کرو تاکہ بانکی پور
اور پٹنہ کے لوگ جمعہ کے دن یہاں چلے آئیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ جب آپنے اُس دن بھی
ہڑتال کا انتظام کر لیا ہے تو لوگوں کو سواری ہی نہ ملے گی یہاں آئیں گے کیونکر۔ ان نے بیشک
سواری نہ ملے گی اور بغیر سواری کے نہیں آسکتے۔ اسکے بعد میں نے کہا کہ میں متمنی تھا کہ آپ یا مولوی
منظر حق صاحب سے آجکل ملاقات ہو جاتی تو اُس ہڑتال وغیرہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا۔

شکر ہے خدا نے آپ سے ملاقات کرا دی۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ آپ لوگ اس ہڑتال کی تکمیل میں جیسی سرگرم کوشش کر رہے ہیں کرتے رہئے۔ لیکن بدھ کے دن شام تک یا رات تک اس کو تکمیل تک پہونچا کر کام کو ختم کر دیجئے۔ پنجشنبہ کو جس طرح دوکانیں بند ہوں گی سواریوں کا سڑک پر چلنا موقوف ہو جائیگا۔ رضاکار۔ ان ہی سڑکوں پر گشت کرکے دوکانوں کی تکمیل تو شام تک کر چکے ہیں۔ اب پنجشنبہ کی صبح سے کام کرنے والے بھی اپنے اپنے گھروں میں چپ بیٹھے رہیں۔ سڑکوں پر نہ جائیں تاکہ پولیس کے سپاہیوں سے مقابلہ اور تصادم نہ ہو جائے جو باعث فتنہ وفساد ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہندوستان کا صوبہ صوبہ بے خبر ما دان ہے مگر آپ کا صوبہ بہار ابھی تک پرامن ہے۔ اگر اس ہڑتال میں امن بحال رہ گیا تو سارے ہندوستان میں صوبہ بہار ہی امن کی حیثیت سے نیک نام رہیگا پوری کوشش کیجئے کہ مکمل ہڑتال بھی ہو اور امن وامان پورا باقی رہے۔ مولوی خورشید حسنین صاحب نے بہت توجہ سے اس کو سنا اور مجھ سے رخصت ہو کر ہمارے جلسے میں شرکت کی دعوت کے لئے وزیر اعظم سلمہ اللہ کی ملاقات کو گئے جس کا بیان اوپر گزرا۔

مولوی خورشید حسنین صاحب سے جو کچھ میں نے کہا یہ بات تو کسی لیگی یا خلافتی لیڈر کے خلاف تھی یا موافقت میں حاضرین نے سمجھا ہوگا اور آپ بھی سمجھ سکتے ہیں۔

افسوس اسکے بعد دو ہی روز کے اندر قانون تشدد کا نفاذ یہاں بھی ہو گیا۔ اور اس قانون کے رو سے مولوی خورشید حسنین صاحب پٹنہ سے اور مولوی شفیع صاحب مظفر پور سے اور قاضی احمد حسین صاحب گیا سے گرفتار کر لیے گئے۔ اور لوگوں کے دل میں بھی وہ شورش کے آثار پائے جانے لگے۔ اور خوف ہو گیا کہ ولی عہد کے آنے کے دن بمبئی کی طرح یہاں بھی کوئی فتنہ نہ برپا ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت جلد وہ قانون ملتوی کر دیا گیا۔ اور کسی طرح کا فتنہ اور فساد نہ ہوا۔ نہ رضاکاروں کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی نہ پولیس کی جانب سے۔

آپ کو لکھنے کے وقت سے مجھے خبر ملی ہے کہ مسلمانوں کے وہ لیڈر جو خلافت کمیٹی کے

معاون ہونے کے ساتھ کانگریسی بھی ہیں۔ خصوصیات دین و ملت سے اپنے ناواقف ہونے کی وجہ سے الزام مجھ پر لگاتے اور خفا ہیں۔ اُن کے نزدیک میں مصلحت وقت اور ہندو مسلمان کے اتحاد کا لحاظ نہیں رکھتا اور دونوں میں فرق ڈالنے کا کام کیا کرتا ہوں حالانکہ اس مضمون کا نہ تو میں مقالہ لکھتا نہ اخبار کے پرچوں میں تحریر چھپواتا ہوں۔ البتہ جب میرے پاس سوال آتا ہے اور شریعت کی رو سے جواب مانگا جاتا ہے تو جو کچھ میرے علم میں شرعی حکم ہوتا ہے بلا رو و رعایت لکھ دیتا ہوں۔ جیسا کہ گائے کی قربانی کی فضیلت اور اس کا سنت ہونا۔ غیر مسلم کی طرف سے روکنے اور مزاحمت کی حالت میں گائے کی قربانی کا لازمی اور واجب ہو جانا میں نے لکھا ہے۔

ہندوؤں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو اپنی پیشانی پر قشقہ لگانے، مصنوعی یا حقیقی رتھی میں مسلمانوں کو کاندھا لگانے۔ **گنگا میں مثل ہنود کے ستیا گرہ کی** رسم ادا کرنے، جے کاری کی صدا کو برا اور ناجائز لکھا ہے۔ مطلب یہ کہ ملکی کاموں میں اتحاد و اتفاق کا مقتضا یہ نہ ہونا چاہیئے کہ اپنے دین و ملت کی خصوصیات چھوڑ دی جائے۔ دین و ملت کی خصوصیت کی حفاظت بہت ضروری اور کل کاموں پر مقدم ہے۔ ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ ہونے میں شبہ نہیں۔

غیر ملکی چیزوں خصوصاً ولایتی کپڑوں کا استعمال جائز بتاتے ہوئے ترک موالات کے تحت میں اس کا ترک کر دینا ضروری بتایا، اور حرام کہنے والے اور ایسے کپڑے پہن کر نماز کو ناجائز کہنے والا اور امام اگر اسکو پہنے ہوئے نماز پڑھے تو اس نماز کو فاسد کہنے والے کا رد لکھا ہے۔

ولایتی کپڑے وغیرہ جو استعمال کے لائق ہوں اُن کے جلا دینے کو منع لکھا۔

ان میں سے کسی مسائل جب جمعیۃ العلماء یا ان کے علاوہ کسی عالم سے پوچھے گئے تو جواب وہی ملا جو میں نے لکھا تھا۔ ان کل باتوں پر مطلع ہونے کے بعد آپ بھی غور فرمائیں کہ مجھ پر خلافت کمیٹی یا کانگریس کی مخالفت کا الزام کہاں تک صحیح ہے۔

محمد بدرالدین۔ از پھلواری

بنام مولوی جناب غوث محی الدین حسین صا۔ آلند ضلع گلبرگہ ریاست حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مصدر مکارم اخلاق جناب غوث محی الدین حسین صاحب زادت الطافکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ اور آپکی غائبانہ تلطف ومہربانی کا میں شکر گزار ہوں۔ میرے علم میں حنفی مذہب کے موافق مناسک حج کے بیان میں سوائے ایک رسالہ **زبدۃ المناسک** کے شاید دوسرا کوئی رسالہ چھپا اور شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ رسالہ جناب علامہ مولوی رشید احمد علیہ الرحمۃ چشتی گنگوہی کی تصنیف ہے گنگوہ ضلع سہارنپور مولوی محمد یحیٰی صاحب تاجر کتب دینیات سے طلب فرمانے پر شاید آپ کو ملجائے۔ قیمت ۲ یا ۳ روپے ہوگی۔ فارسی زبان میں علامہ سید ہاشم سندھی حنفی کی ایک کتاب جس کا نام اس وقت یاد نہیں آتا۔ بہت زمانہ گزرا کہ چھپی تھی اسمیں بہت زیادہ مسائل حج اور ادعیہ وغیرہ وتفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔ میں نے اس کو بمبئی میں خریدا تھا کئی برس ہوئے کوئی صاحب مستعار لے گئے اور اب تک واپس نہ کیا +

ایک چھوٹا رسالہ اردو میں ادعیہ حج اور بعض ضروری مسائل حج بمذہب شافعی کے بیان میں فیض المجیب نام [illegible] چھپا تھا [illegible] ایک چیز بہت کام کی یہ ہے کہ مصنف نے بمبئی سے لیکر [illegible] مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ تکریماً وتعظیماً تک اور وہاں سے مدینہ منورہ زادہا اللہ تعالیٰ [illegible] رحمت تک کے مقامات اور منازل کا قبلہ معلوم کرنے کو ایک نقشہ بنادیا ہے۔ [illegible] قطب نما رکھکر اس نقشہ سے قبلہ کا رخ معلوم ہو جاتا ہے۔ شعبان سنہ ۱۳[illegible]ھ میں بمبئی سے جہاز کھلنے کے دوسرے ہی دن ظہر کے وقت تحقیق سمت قبلہ میں اختلاف رونما ہوا۔ شافعی مذہب کے ایک عالم میرے قریب ہی عرشہ پر تھے۔ میرے پاس قطب نما

موجود تھا دیکھ کر اس کتاب کو نکال کر مجھے ہدیۃً دیا اور کہا کہ یہ رسالہ میرے بڑے بھائی کا تصنیف ہے۔ میں نے قطب نما سی کے نقشہ کے دائرہ میں رکھ کر دیکھا بمبئی کا قبلہ جس نقطہ پر تھا اس سے کچھ داہنے جانب مائل ہو کر نماز پڑھنے پر فیصلہ کر لیا گیا۔ کئی عرب جو مکہ ہندوستان کا سفر کئے ہوئے تھے اُن نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد سے عرشہ پر سب لوگوں کی نماز باجماعت بلا اختلاف صحیح سمت پر ہونے لگی۔

آپ نے اپنی استعداد علمی کی کمی بیان فرمایا ہے۔ ورنہ میں کہتا کہ منسک متوسط ملا علی قاری کی مطبوعہ مصر بمبئی سے خرید فرما لیجئے وہ مسائل حج بتانے کے لئے کافی ہے۔

معلم کی حاجت کتاب ساتھ رکھنے کے بعد بھی نئے شخص کو باقی رہ جاتی ہے۔ مثلاً کتاب میں لکھا ہے رکن سے طواف شروع کرے۔ خانہ کعبہ کے چار رکن (گوشے) ہیں دوسرے ملک کے شخص کو نہیں معلوم ہوگا کہ طواف کس رکن سے شروع کرے۔ معلم جب حجر اسود والے رکن کے قریب حاجی کو کچھ بائیں جانب ہٹ کر کھڑا کر کے طواف شروع کراتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس رکن سے مراد وہ گوشہ ہے جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے۔ اسی طرح اور باتیں بھی ہیں مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ اجلالاً وعظمۃً میں داخل ہونے والے کو طواف کعبہ اور اُسکی نماز نفل پڑھنے کی جگہ مقام ابراہیم اور صفا و مروہ کے درمیان کی سعی اور سر حلق کرانا ایک بار معلوم ہو جانے کے بعد عمرہ کرنے میں پھر معلم کی ضرورت اور حاجت باقی نہیں رہتی۔

معلم حج میں امیر المومنین جب خود نہ آتے تو اس کو اپنا نائب حج میں بھیجنا چاہئے تاکہ وہ لوگوں کو حج کے ارکان ادا کرائے۔ اس نائب کو امیر الحج اور یہ موسم حج بھی کہتے ہیں۔

اگر کسی وجہ سے ان دونوں میں سے کوئی مکہ شریف میں حاضر نہ ہو تو حج کرنے والوں کو چاہئے کہ کسی شخص کو منتخب کر کے امیر الحاج بنا لیں۔

فتنہ تاتار میں جب دار الخلافت بغداد تباہ و برباد ہوا اور خلیفہ وقت قتل کر دیئے گئے تو عالم اسلامی تین سال چھ مہینہ تک بلا خلیفہ رہا۔ اس مدت میں حج نہیں ہوا۔ حج کے زمانہ

تک حاضرین میں سے کوئی امیر الحاج ہوتا رہا - ✤

اگر خلافت پر کوئی غیر مستحق متغلب اور متصرف ہو جائے پھر وہ خود یا اُس کا نائب حج میں حاضر ہو تو اُسکی اطاعت میں بھی ارکان حج ادا کیے جائیں گے۔ اگر کسی مسلمان مخالف خلیفہ کا تسلط شہر مکہ معظمہ اور اُسکے اطراف پر ہو جائے اور خلیفہ یا اُس کا نائب اُس باغی کی منازعت اور زمین حرم میں خون ریزی وغیرہ سے احتراز کرتے ہوئے حج میں نہ آئے تو اُس متسلط و متغلب یا اُس کے نائب کے حکم کے تحت میں اہل مکہ معظمہ اور آفاق سے نا دانستہ آنیوالے مسلمانان بحالت مجبوری حج کر لیں گے جیسا کہ سعود وہابی کے تسلط اور تغلب کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ لیکن واقف کار غیر ملک کے رہنے والوں کو صورت مذکورۂ بالا اور فتنہ کی حالت میں حج و زیارت سے بچنا ہی مناسب ہے۔ اسلئے کہ حج کی فرضیت کے لئے جس طرح امن طریق شرط ہے مکہ معظمہ منی مزدلفہ عرفات میں بھی امن رہنے کی ضرورت ہے۔ متسلط اور متغلب کی حکومت میں خاص کر مکہ معظمہ اور منیٰ اور عرفات میں امن رہنا آفاقی اہل حج کے حق میں [illegible] اندیشہ ہے۔ عبیدیین اور قرامطہ کے فتنہ کے زمانہ میں بھی خلیفہ وقت کا اختیار حرمین شریفین پر نہ تھا اور حرمین شریفین کے لوگ حج کرتے رہے۔ اور [illegible] بار [illegible] کے ہاتھ سے مکہ معظمہ اور حرم مسجد اور عرفات [illegible] چند جگہ [illegible] آج کل ملک حجاز میں ملک حجاز شریف حسین صاحب کا تسلط [illegible] تسلط سعود وہابی کے ہے۔

[illegible] زمانہ میں حج اور زیارت کے لئے جانے میں خوف اور [illegible] میں خوف ✤

محمد بدرالدین - پھلواری -

۶ جمادی الاخریٰ - جمعہ سنہ ۱۳۴۳ھ

جواب نامہ جناب امید علی صاحب

بحضور جناب امیر شریعت صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم۔ گزارش ہے
کہ آپ کا فرمان در بارہ منشیات کے پہونچا۔ ہم لوگوں نے پڑھا۔ چند مسلمانوں
کا اعتراض ہوا کہ وہ لوگ جو کہ ہنوز محکمۂ آبکاری میں ملازمت کرتے ہیں اور نیز وہ
مسلمان جو کہ خلاف فرمان کے ہیں اسمیں جتلا ہیں مثلاً تاڑ وغیرہ کا بندوبست کرنا
وہ لوگ حضور کے یہاں اُسی طرح پر حاضر ہوتے ہیں اور اُن سے بیعت بھی برابر لیا جاتا ہے
اسلئے گزارش ہے کہ امر واقعی سے مطلع کیا جاؤں کہ معترضین کا اطمینان کر دیا جائے۔

امید علی

الجواب

یاد فرمائے من جزاکم اللہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آپ کا نامۂ لطف موصول ہوا۔ محکمۂ آبکاری کے ملازمین سے اعلان ترک منشیات کے
بعد میرے علم میں حافظ علی منظور صاحب ڈپٹی محکمۂ آبکاری ایک بار آئے ہیں۔ اور شاید
اُن کو اس وقت تک اُس اعلان کی خبر نہوئی ہوگی وہ چھ ماہ کی رخصت تمام ہونے کے بعد
مزید رخصت کی درخواست دینے کو تھے۔ اور اس کے بعد اس نوکری سے الگ ہو جانے
کا ارادہ میرے اعلان سے رکھتے ہیں۔

تاڑ بندوبست کرنے والوں۔ شراب کا ٹھیکہ لینے والوں میں سے کوئی نہیں آیا ہے
جس کو میں جانتا ہوں۔ اور جس کو میں نہیں جانتا ہوں اور نہیں پہچانتا۔ اگر تعویذ وغیرہ
مانگنے کو آیا ہو تو مجھے اسکا علم نہیں۔ محکمۂ آبکاری کے بعض ملازمین نے بھی خط کے ذریعے
مجھ سے پوچھا کہ مقاطعہ کیا ان ملازمین سے بھی ہوگا۔ جواب میں لسکے میں نے لکھدیا کہ
ہاں۔ ملازمین آبکاری سے بھی مقاطعہ مقصود ہے۔ اس کے سوائے بھی سائلین کو

تحریراً و تقریراً یہی جواب دیا ہے۔ والسلام

محمد بدرالدین پھلواری۔ ۱۷ رجب یکشنبہ ۱۳۴۰ھ

نامۂ ظہیر الدین احمد صدیقی بیگوسرائے

جناب امیر شریعت صاحب معظمی و مکرمی۔ السلام علیکم۔ آپکی خدمت اقدس میں احوال گزارش یہ ہے کہ میں پہلے درجہ انٹرنس میں پڑھتا تھا۔ مگر میں نے علماء کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے۔ اسکول کو چھوڑ کر ترک موالات پر عامل ہوا اور ابتک علماء کے فتوے پر استقلال سے قائم ہوں۔ مگر میری خواہش و نیز میرے رشتہ داروں کی یہ ہے کہ میں ڈاکٹری تعلیم حاصل کروں اور بغیر انٹرنس پاس کئے ہوئے ڈاکٹری سلسلہ میں میرا نام درج نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں سخت کش مکش میں ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ ہم لوگوں کے امیر شریعت ہیں اور پیر ہیں میں بیعت کرچکا ہوں۔ لہٰذا آپ کی ہر بات کو ماننا ہمارے لئے واجب ہے۔ اس لئے یہ ناچیز آپ سے ملتجی ہے کہ حضور اجازت فرماکر بندہ کو ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیں گے۔ اب میری خواہش یہ بھی نہیں ہے کہ تعلیم حاصل کر کے گورنمنٹ کی نوکری کروں گا۔ بلکہ گورنمنٹ کے کاموں میں ویسا ہی میں خلاف رہوں گا۔ اور خلافت و شریعت کے احکام بجالانے کے لئے میں بسر و چشم ہمیشہ تیار ہوں اور رہونگا امید ہے کہ حضور جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے فقط والسلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و سلم

الجواب

اعطاک اللہ تعالیٰ علما نافعا و عملا متقبلا و رزقا حلالا طیبا

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ علماء نے جو فتویٰ دیا ہے وہ اپنے حال پر باقی ہے

لیکن ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈروں نے اپنا حکم تعلیم کے بارہ میں بدل دیا ہے۔ لڑکوں کو سرکاری کالج اور اسکول میں تعلیم پانے کی اجازت دیدی ہے جس کو سال بھر سے زیادہ گذرا ہوگا۔ مسلمانوں کو بھی ترکی اور اتحادیین کے درمیان صلحنامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد جو قریب تر ہونے والا ہے تعلیم کے اندر اختیار حاصل ہو جائیگا۔ آپ پڑھنا شروع کریں بعد اسکے ڈاکٹری پڑھنے میں نام لکھوائیں ۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔ ۲ ذوالحجہ سہ شنبہ سنہ ۱۳۴۱ھ

جواب نامۂ حافظ عبدالغنی صاحب پٹنہ سیٹی محلہ مدرسہ

اعنا کم اللہ تعالے عما سواہ

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ یہاں خانقاہ میں ۲۹ ذوالقعدہ روز یکشنبہ کو مغرب کی نماز کے بعد ابر کا ٹکڑا ہٹ جانے سے بہت لوگوں نے چاند دیکھا بعد اس کے آرہ۔ چھپرہ۔ سہسرام صاحبگنج گیا سے بھی چاند دیکھنے کی خبریں آگئی ہیں۔ بعض جگہوں میں ابر کے سبب سے نظر نہ آیا اُن لوگوں نے مجھ سے پوچھا جواب میں لکھدیا گیا کہ یہاں چاند دیکھا گیا ہے۔

صلحنامہ پر دستخط ہو جانے کی خبر جب آئے تو اسوقت شکرانہ کی نماز پڑھنی چاہیے اس کے بعد خوشی کا اظہار جائز طریقہ سے کرنا چاہیے۔ سڑک پر جھنڈے کے ساتھ گشت لگانے کی ضرورت نہیں۔ آتشبازی چھوڑنا۔ شہر میں چراغاں فضول ہے۔ جو روپیہ اسمیں خرچ کرنا ہو اُس کو مساکین کو کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے میں صرف کیا جائے۔ والسلام ۔

محمد بدرالدین۔ پھلواری

ذوالحجہ۔ چہارشنبہ۔ سنہ ۱۳۴۱ھ

سوالات مولوی خدا بخش صاحب مظفرپوری

المخدوم المحترم ادام اللہ فیوضکم و برکاتکم ۔ مزاج اقدس

(۱) ضروری گزارش یہ ہے کہ چاند کس تاریخ کو اور کون دن دیکھا گیا ہے اور کون دن عید کی نماز ہونی چاہیئے۔ مفصل جواب کی ضرورت ہے تاکہ شہر اور اطراف شہر میں اعلان کر دیا جائے۔ یکشنبہ و دوشنبہ دونوں روز یہاں سخت بدلی تھی اسوجہ سے کسی کو چاند نظر نہیں آیا۔ چاند کی محقق خبر کے لوگ سخت منتظر ہیں۔ لہذا جواب کے ارسال کے لئے ایک کارڈ بھی ارسال خدمت ہے امید کہ بہت جلد جواب سے سرفراز کیا جائیگا

(۲) ترکی سے محقق خبر ہے یا نہیں مصطفےٰ کمال کا صلح نامہ پر دستخط کرنا اسکی خبر صحیح ہے یا نہیں۔ عید کے روز صلح کی خوشی منانے کا اعلان خلافت کمیٹی کی طرف سے ہوا ہے اسپر عمل کیا جائے یا نہیں ۔

(۳) سوراج کے جلوس میں شرکت کرنا موجودہ حالت میں مناسب ہے یا نہیں اور یوم جلوس دکان وغیرہ بند رکھنا مسلمانوں کے لئے مناسب ہے یا نہیں۔

فقط والسلام مع بجمیع کرم

الجواب

بعد تسلیمات دامت اعلا علم والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

احقر ... کئی عزیزان بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت و شفا بخشے۔ آپ کے سوالات کے جواب ذیل میں ہیں۔

(۱) یہاں ... مغرب کی نماز کے بعد ابر کے ٹکڑوں کے بیچ سے بہت لوگوں نے چاند دیکھا جو روشن اور صاف دکھائی دیا۔ یعنی ۲۹ ذیقعدہ روز یکشنبہ کو یہ چاند دکھائی دیا۔ عید کی نماز بروز چہارشنبہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو گی۔

بانکی پور اور پٹنہ میں بھی بعض بعض نے اُس دن چاند دیکھا ہے۔ آرہ سہسرام صاحبگنج
گیا۔ جہیرہ میں اُسی دن رویت ہوئی +

۲۔ ترک اور اتحادیوں کے صلحنامہ پر دستخط کی امید ۱۷؍ جولائی کو ہونے کی
تھی لیکن اب خبر آئی ہے کہ ۲۵؍ جولائی کو دستخط ہوگا۔ دیکھنا چاہیے اُس دن بھی
دستخط ہوتا ہے یا بعد میں۔ +

اگر ۲۵؍ جولائی کو دستخط ہوگا بھی تو اسکی خبر عید کے کئی دن کے بعد پہونچے گی۔
اس لئے کہ ۲۵؍ جولائی ہندوستان میں ۱۰؍ ذوالحجہ عید کا دن ہے تو اُس دن
خبر پہونچنے کے پہلے خوشی کرنا قبل از وقت ہے اس لئے اُس دن اس خوشی کی ضرورت
نہیں۔ دستخط ہوجانے کی خبر جب تصدیق ہوجائے تو اسکے بعد کے جمعہ کے دن
خوشی جائز طریقہ سے کیجائے۔ اسلامی خوشی کا اظہار ادائے دوگانہ سے ہے۔
اور ہر مسلمان ایک دوسرے سے ملاقات میں الحمد للہ والشکر للہ کہے۔ اور
مبارک باد کہے۔ جھنڈا نکالنا۔ سڑکوں پر مجمع کرکے گشت لگانا اسلامی خوشی
نہیں ہے۔ +

آتش بازی اور شہر میں چراغاں سے بہتر یہ ہے کہ اُسقدر روپیہ مساکین کو
کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے میں صرف کیا جائے۔ اسراف نہو۔

۳۔ سورج کا جلوس ملکی اور قومی کام ہے۔ یوم الجلوس دوکان کو بند کرنا بھی ملکی
کام کے متعلق ہے۔ شریعت اسلامی اس کے بارہ میں کوئی حکم نہیں دیتی۔ اس لئے
میں جواز یا عدم جواز کچھ نہیں کہتا۔ آپ خود عالم ہیں۔ اگر آپ کے علم میں اسکی نسبت
کوئی حکم ہو تو فرمائیے۔ والسلام +

محمد بدرالدین۔ پھلواروی

۵؍ ذوالحجہ۔ جمعہ۔ ۱۳۴۱ھ

سوالات مولوی خدا بخش صاحب مظفر پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مخدومی ادام اللہ فیوضکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج اقدس ۔ ایک ہندو جناب کی خدمت میں جاتا ہے۔ ایک تعویذ کی درخواست
کرے گا۔ اُمید کہ اپنے درخواست میں کامیاب ہو گا۔ میں دعا کرتا ہوں
کہ حضور کی تعویذ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس ہندو کو صحت دے اور اسلام
کا اس کو مطیع کر دے۔ اللھم آمین ثم آمین۔ فقط والسلام بصد اکرام۔ مکرر آنکہ
افتخار نامہ جناب کا موصول ہوا جو امر قابل اعلان تھا اعلان کر دیا گیا۔ ہے کے
جواب میں احقر کی رائے طلب فرمائی گئی ہے۔ میں کیا اور میری رائے کیا میں نے
سوال میں موجودہ حالت کی قید لگا دی تھی۔ اسکی تفصیل عرض کرتا ہوں۔ اسمیں کوئی
شک نہیں کہ قومی جھنڈا سیاسی جھنڈا ہے۔ مگر جائز یا غیر جائز کے احاطہ سے باہر نہیں ہے
میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ ہندوؤں کی کھلی مخالفت جبتک ظاہر نہیں تھی اُسوقت
تک قومی جھنڈا میں ہندوؤں کے ساتھ شریک ہونے میں مضائقہ نہیں تھا بلکہ انسب تھا
کہ اُن کے ساتھ ملکر انگریزوں کے مقابل میں جھنڈا لیکر گشت کیا جاتا۔ مگر جب ہندوؤں
کی سخت مخالفت ظاہر ہو گئی جیساکہ مسلمانوں کے ارتداد میں کوشش بلیغ کرنا اور گائے
کی قربانی بلکہ مطلقاً ذبح کے روکنے کی کوشش کرنا۔ تو ایسی حالت میں ہندوؤں کے
حکم سے دوکان وغیرہ بند کرنا اور ہندوؤں کے جم غفیر میں جھنڈا کے ساتھ ہونا اور قومی گیت
میں گاندھی کے اوصاف وخطبہ کو ظاہر کرنا اور گاندھی کی اطاعت کے لیے عام قوم ہندو مسلم کو
ابھارنا شرعاً جائز نہیں ہونا چاہیے۔ ۲۹ ذوالحجہ کے شوریٰ میں قومی جھنڈا کے متعلق
جمعیت علماء نے ایک تجویز پاس کی ہے خیر وہ ایک معنی رکھتا ہے فقط والسلام

جناب کا خادم ۔ خدا بخش ۔ از مدرسہ فیض عام مظفر پور ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مصدر الطاف واعطاف دامت الطافکم۔ ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قبول فرمائیں
آپ کا یہ الطاف نامہ جو ہندو لایا تھا اُس کو تعویذ دے دیا ہے۔ شافی حقیقی صحت و
شفا بخشے۔ سابق کے سوال ۳ کی تفصیل آپ نے فرمائی ہے۔ جواب یہ ہے کہ ارتداد
کے فتنہ نے ہندو اور مسلمان کے درمیان جو افتراق پیدا کیا ہے اُس کا مقتضا پوشیدہ
نہیں ہے۔ اور نہیں چاہتا ہے کہ ہندوؤں کے قومی جلوس میں مسلمان شریک ہوں۔ لیکن
جبتک ان جلوس میں صریح کفر و شرک کے کام نہوں مسلمانوں کو اپنی پہلی وضعداری میں
فرق لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ادھر ترک اور اتحادیوں کی صلح کی خوشی میں کلکتہ وغیرہ
میں جو جلسے ہوئے ان میں ہندوؤں کے بڑے بڑے لیڈر اور عوام بکثرت شریک ہوئے
اور ان کے لیڈروں نے پرجوش تقریریں کی سناتن دھرم کے پنڈت لوگ ارتداد
کے بارہ میں سمجھ گئے ہیں کہ آریہ نے اس پردہ میں ہندوستان سے حقیقت میں سناتن دھرم
کے مٹانے کی تدبیر کی ہے جو بظاہر اسلام پر حملہ معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ لوگ ارتداد سے
بیزار ہیں۔ ارتداد کے بانی اور آریہ کے بعض دوسرے لیڈروں نے یہ کہنا شروع کیا تھا
کہ ترکوں کے حسب خواہ صلح ہونے سے فقط مسلمانوں کا نفع ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا تھا کہ
تمام ایشیار کے ممالک کا نفع ہے وہ غلط ہے۔ ہندوستان کا نفع کچھ نہیں۔ سوراج جو
ہم لوگ مانگتے ہیں اس میں کوئی مدد اس صلح سے نہ ملے گی۔ اسکی تردید اُن ہندو لیڈروں نے
کردی جس نے صلح کی خوشی کے جلسوں میں تقریر کی اور بتایا کہ اس میں کل ایشیا کے
لوگوں کا فائدہ ہے۔ غرض یہ کہ کل اہل ہندوستان کا فائدہ ہے اس لئے ہندوؤں کو
اس خوشی میں ضرور شریک ہونا چاہئے یعنی اُن کو پوری خوشی کرنی چاہئے ان وجوہ
اور تازہ حالت کی بنا پر مسلمانوں کو جدا ہو جانا نچاہئے، اور اشاعت اسلام اور

دفعہ فتنہ ارتداد کی کوشش تو مسلمانوں کا فرض ہے اس کو برابر جاری رکھنا چاہیئے اور انشاء اللہ تعالے یہ کام جاری رہیگا۔ اتحادیوں نے یونان کو ابھار کر جس طرح ترکوں کو مٹایا اور تمام بلاد کے مسلمانوں کو متحد کردیا۔ بانی ارتداد نے بھی ہندوستان میں وہی کام کیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو دفع کرنے پر اس فتنہ کے مستعد کردیا ان کل مخالفین اسلام کو اللہ تعالے انکی جزا دے مسلمان بنادے یہی میری دعا ہے بہر حال مقصود یہ کہ جبتک ہندوؤں کے جلوس میں کفر و شرک ہو مسلمان کو شریک ہونا جائز نہیں کہہ سکتا ہوں والسلام ۔

محمد بدر الدین پھلواری ۔ ۲۰؍ ذوالحجہ ۔ یکشنبہ سنہ ۱۳۴۱ھ

جواب نامۂ شیخ عبدالوحید صاحب بیگو سرائے ضلع مونگیر

سعید اینڈ برادرس سودیشی کپڑے کی دوکان

بارک اللہ فی تجارتکم   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علما نے جو ترک موالات کا اس بنا پر فتوا دیا کہ اتحادی سلطنتیں اس وقت ترکی سلطان سے جنگ میں تھیں حکم یہ جبتک صلح نہو جائے۔ صلح ہوگئی اور حالت بدل گئی لیکن اب دوسرا سبب بھی تھا کہ اماکن مقدسہ کو اتحادی خالی کردیں حالانکہ شام پر فرانس کا قبضہ ہے اور فلسطین اور بیت المقدس کا علاقہ انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ بظاہر عراق کے بادشاہ فیصل ہیں اسکے ہیں لیکن احکام انتظامی ایک انگریز ہائی کمشنر کے جاری ہوتے ہیں ملک حجاز کے خودمختار بادشاہ ہونے کا حسین شریف مکہ اعلان ہونے کے بعد اب شرائط جو حال میں ان کے اور سلطنت انگلستان کے درمیان ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ملک عرب پر انگریزی سلطنت کی نظر داری رہے گی۔ تمام ممالک کے مسلمان اس کے خلاف ہیں اور ہندوستان کے

علما اپنے فتوے کو اس وقت تک باقی رکھنا چاہتے ہیں کہ حرمین شریفین اور بیت المقدس پر عیسائیوں کی حکومت کا اثر مطلق نہ ہے اس بنا پر غیر ملکی کپڑے کی تجارت ابھی نہیں کرنا چاہئے — اگر گورنمنٹ پر ظاہر ہے کہ مسلمان تجاویوں سے ناراض ہیں اور ناراض رہیں گے جبتک اماکن مقدسہ پر کچھ بھی اثر غیر مسلم کا رہے گا اگر ولیسی کپڑے کی بکری کم ہو گئی ہو تو آپ غلہ یا کسی دوسری ہندوستانی چیز کی یا بجبوری پے چون کی تجارت شروع کیجئے والسلام

محمد بدرالدین۔ پھلواری۔ ۲۳ محرم پنجشنبہ ۱۳۴۲ھ

سوال مولوی محمد یوسف ضیاء الدین صاحب نقیب ڈاکخانہ ہر نوت ضلع پٹنہ ضع کولا

جناب حضرت امیر شریعت صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف یہاں لوگ ووٹ کے لئے برابر آرہے ہیں اور ہم لوگ برابر ان لوگوں کو یہی جواب دیتے جارہے ہیں کہ فتوئے علمائے دین کے خلاف ہم لوگ نہیں کریں گے۔ اور دہلی میں جو جلسہ ہوا تھا وہاں بھی یہی بات پاس ہوئی۔ حرمت فتوئے اپنی جگہ پر ہے اُسکے خلاف کرنے والا گنہگار ہے۔ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ مولانا شاہ بدرالدین صاحب مدظلہ نے فتوئے دیا ہے کہ ووٹ دینا چاہئے میں مجبور ہو گیا۔ اسلئے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ ہم لوگ کو ووٹ دینے کا فتوئے دیتے ہیں کہ ہم لوگ جاکر ووٹ دیں؟

اس کا جواب فوراً اور ایسی ڈاک سے دیجئے ورنہ بہت سے لوگ مجبور ہو کر آپ کے فتوئے کے اوپر جاکر ووٹ دیدینگے جیسا کہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔

الجواب

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ آپ سے پہلے ایک شخص کے سوال کے جواب کے اندر میں نے لکھدیا ہے کہ میری ذاتی رائے ہے کہ لوگ کونسل کے ممبر ہوں ورنہ مسلمانوں کو چاہئے کہ متفقہ فتوے کا انتظار کریں۔

علما کے اجتماع اور جلسہ کا جو وہاں ہوا تھا ایک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا بیان نہیں معلوم کس مصلحت سے اس میں جو بات طے ہوئی اس کو شائع کرنے میں توقف ہوا۔

ووٹ دینے والوں کو چاہیے کہ امیدوار کی حالت اور اس کے کاموں کو دیکھیں اگر وہ دین و مذہب اور قوم کے کاموں کا حامی ہو تو اس کو ووٹ دیں اور یہ کہ جو شخص کونسل میں تقریر کرنے والا ہو فقط اسی کی نیت نیک [illegible]

محمد بدر الدین پھلواری ۹ ربیع الثانی چہار شنبہ [illegible]

سوال جناب سید صالح حسین صاحب چھپرہ

برادرم وجیہ صاحب سے معلوم ہوا کہ حضور کے نزدیک حسب حالات زمان کے باعث سابق مخالفین کا شرعی جواز ثابت نہیں رہا اور اس نقطۂ نظر کے بدل جانے سے داخلہ کونسل جائز کی صورت پیدا ہو گئی تو اگر اسی دلیل سے بچوں کا اسکولوں میں گورنمنٹ کے داخل کیا جانا تسلیم کر لیا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس پر اس کو قیاس کرنا غلط ہے۔ والسلام۔

الجواب

سید محترم زادکم اللہ تعالیٰ صلاحاً و فلاحاً

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ عزیزی شیخ محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ کے سامنے جو میں نے کہا تھا بس وہ انھوں نے بیان کیا۔ اور جس شخص کے سوال کے جواب میں لکھا بھی تھا۔

۱۔ میری ذاتی رائے ہے کہ جب حسب حالات زمان کی وجہ سے معارض نہیں ہے تو کونسل میں جا سکتے ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کو علما کے متفقہ فتوے کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس فتوے کے موافق عمل کریں۔

اب معلوم ہوا کہ دہلی کے جلسہ میں علمار نے بحث کے بعد طے کیا کہ سابق فتوے میں تغیر و تبدل ترمیم کچھ بھی نہو کیونکہ صلح لوزان حقیقت میں صلح ہو ہی نہیں۔ اسلئے میں نے اپنے اُس قول اور رائے سے رجوع کرلیا۔ والسّلام +

محمد بدرالدین ۔ پھلواری

۲۵ ربیع الثانی سہ شنبہ ۔ ۱۳۴۲ھ

سوال محمد الطاف حسین صاحب محی الدین نگر ضلع دربھنگہ

ایک مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ اگر ترکان احرار نے خلافت کو بحال نہیں کیا اور کوئی مادی طاقت والا خلیفہ نہو تو مسلمانان عالم غیر مادی طاقت والے خلیفہ کو شرعًا انتخاب کرسکتے ہیں یا نہیں۔ زیادہ حد ادب +

الجواب

ھو اللہ الملھم للصدق والصواب ۔

سلطان عبدالمجید خان امیرالمومنین معزول نہیں ہوئے ہیں۔ جن لوگوں نے اُن کی معزولی کا اعلان کیا ہے اور معزولی کی جو وجہ لکھا ہے وہ وجہ موجہ نہیں ہے۔ شرعًا وہ اُس وجہ سے معزول نہیں ہو سکتے اور جبتک وہ خود سے کنارہ نکریں اور کسی دوسرے کو خلافت تفویض نکریں۔ دوسرا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح معزول کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس طرح معزول کرنا شرعًا صحیح نہیں ہے۔ اور ان معزول کرنے والوں کو معزول کرنے کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کو حق نہیں ہے۔ کہ ان کے خلیفہ رہتے تک کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کرسکیں۔ وہ شخص صاحب قوت ہو یا بلاقوۃ۔ مکرر اینکہ اس مسئلہ کو مفصل ہم لکھ رہے ہیں جو قریب میں اخباروں کے ذریعہ شائع ہوگا۔ والسلام۔

جواب نامہ سید محمد اختر صاحب موضع کونڈ ڈاکخانہ بریگہ ضلع مونگیر

سلام مسنون اسلام کے بعد واضح ہو کہ اس سال مکہ معظمہ میں ملک حجاز کی طرف سے کانفرنس ہونے والی ہے جسمیں خلافت کے متعلق بحث ہوگی۔ اس وجہ سے حج کرنے والوں میں سے اہل علم کو فتنہ میں پڑ جانے کا خطرہ ہے کہ اندیشہ ہو۔

لکھنؤ سے جناب شاہ وارث حسن صاحب جانے کو تھے اور اُن کے ساتھ اور لوگوں کا بھی قصد تھا۔ لیکن مرقوم بالا خوف سے اُنہوں نے اور ساتھ جانے والے بعضوں نے اس سال حج کو ملتوی کیا۔ مجھے بھی خیال تھا کہ اس سال نورچشم محمد محی الدین سلمہ اللہ کو حج کے لئے بھیجوں مگر کانفرنس کی خبر نے مجھے بھی اس سے روکا کہ ان کو بھیجوں۔ اہل علم کے سوا دوسروں کو چنداں خوف نہیں۔ ساتھ اسکے احتیاط کا اقتضا یہی ہے کہ اپنے کو آزمایش میں نہ ڈالے والسلام۔

محمد بدر الدین۔ پھلواری

۸ رمضان مبارک یکشنبہ ۱۳۴۲ھ

التماس

حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کے مجموعہ مکاتیب علیہ موسومہ لمعات بدریہ چونکہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہے اور اس کی اشاعت سے ہر شخص کو معتدبہ علمی فائدہ پہنچ سکتا ہے لہٰذا میری خواہش ہوئی اس کو چھپوا کر قدردانانِ علم کی خدمت میں پیش کروں مگر چونکہ اتنی ضخیم کتاب کی طباعت اور اشاعت کیلئے رقم کثیر چاہیے اور بیک وقت اتنی کثیر رقم کا مہیا ہونا خود اپنی و اخوان طریق کی اقتصادی حالت کے لحاظ بہت دشوار ہے میں نے ان کو چار جلدوں پر تقسیم کر کے طبع کرانے کا ارادہ کیا اور بعض معاونین کی رائے سے سردست دو جلدوں کے لائق مضامین اقتباس کر کے بخیال عجلت و قربِ اشاعت کی غرض سے دو مطبع نظامی پریس پٹنہ شاہ کی املی و برقی پریس بانکی پور کے حوالہ کیا مگر عجیب اتفاق کہ جس حوصلہ کے ساتھ بعض معاونین نے بروقت مالی امداد میں میرا ہاتھ بٹانا شروع کیا تھا کاش وہ سلسلہ برابر جاری رہتا تو یقینی دونوں جلدیں جلد سے جلد طبع ہو کر کب کے شائع ہو چکی ہوتیں مگر جبکہ کم رقم کی حاجت باقی رہ گئی معاونین نے باوجود ضرورت محسوس کرتے ہوئے ان کی اعانت سے گریز کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دو جلدوں میں سے ایک ہی اپنے مضمون کے لحاظ سے تمام و کمال طبع ہو سکی اول حصہ جس کو میں نے شاہ کی املی نظامی پریس پٹنہ سیٹی کو دیا تھا اس میں فی الجملہ ایک عنوان کے مکاتیب تمام و کمال طبع ہو گئے گو اس کا اخیر حصہ جو نہایت ضروری تھا کاپی ہی لکھ کر رہ گیا اور بخوف اور اجرت طباعت کے بہم نہ پہنچنے کے سبب سے طبع نہ ہو سکا اور دوسرا جو برقی پریس کے حوالہ کیا گیا تھا وہ تو دو تہائی جز سے زیادہ طبع ہی نہ ہو سکا اور مدت تک معاونین سے اعانت کی کافی درخواست کرتا رہا مگر میری تمام درخواستیں [illegible] کی ٹوکری میں ڈالدی گئیں بالآخر میں نے اسی حصہ کو جو نظامی پریس میں چھاپنے کو دیا تھا ایک جلد قائم کر کے ٹائٹل پیج علیحدہ سے طبع کرا کے اشاعت کا ارادہ کر لیا ہے جو اس وقت آپ قدردانانِ علم کے پیش نظر ہے اگر آپ حضرات ہمت سے کام لیں اور ثانیاً تخمیناً چار سو کے اندازہ مالی دقتیں برداشت کر کے اعانت کر دیں تو بہت جلد دوسری جلد بھی طبع ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جا سکے گی۔

احقر الانام ابو مدین شعیب قادری مجیبی پھلواری

خانقاہ مجیبیہ کی مطبوعہ کتابیں

دیوان فرد ہر دو جلد

باقیات صالحات تصوف کے رنگ کا
درود حضرت پیر و مرشد فیاض المسلمین شیخ
طریقت امیر الشریعۃ مولانا الحاج محمد بدر الدین
نادری قدس سرہٗ کے تصنیفات سے ہے نہایت صفائی
کیساتھ طبع کیا گیا ہے متوسلین طریقہ مجیبیہ اس کو
بطور دلائل الخیرات کے ورد میں رکھتے اور باطنی
فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اوراد خانقاہ مجیبیہ اس میں قصیدہ غوثیہ مع ترکیب
نصاب الاوراد روزانہ ورد کے طریقے مندرج ہیں
اور نیلوفر [illegible] دوگانہ غوثیہ بھی کہتے
ہیں اوس کا طریقہ مذکور ہے اور سلام المرید علی المراد
حضور پیر و مرشد مولانا شاہ محمد بدر الدین قدس سرہٗ
کی تصنیف ہے یہ کل مجموعہ نہایت صفائی کے
ساتھ سفید اور چکنے کاغذ پر طبع کرایا گیا ہے

لمعات بدریہ حصہ سوم

[illegible]ت شمائل شرح مایہ عامل فارسی زبان
میں نہایت جامع شرح ہے مصنف اس کے
علامہ اجل مولانا شاہ وحید الحق ابدال ظہوری
پھلواری متوفی سنہ ۱۲۰[illegible]ھ میں یہ بزرگ
دو واسطہ سے بحیثیت فیض علمی [illegible]
الدین بحر العلوم سہالوی تک پہنچتے ہیں اس
شرح میں مایہ عامل کے مسائل کو بہت ہی بسط کے
ساتھ لکھا ہے اور عربی شرح مایہ عامل سے زیادہ مجموعہ
معلومات کو ذکر کیا ہے نہایت عمدہ سفید کاغذ پر طبع
کرایا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ

پھلواری شریف ضلع پٹنہ